لائیو سٹاک سیکٹر اور

تاریخی چار سال

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

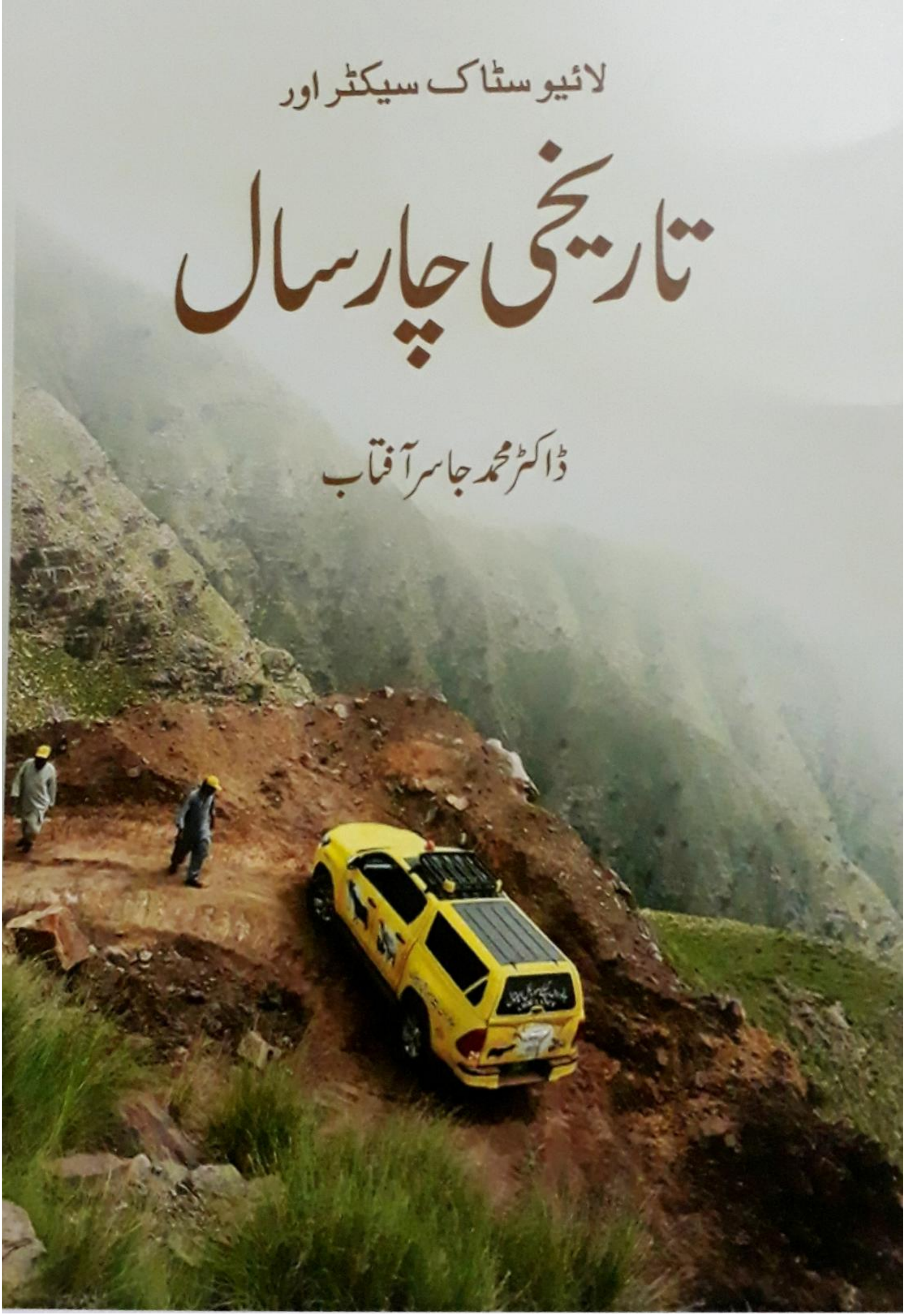

لائیو سٹاک سیکٹر اور

تاریخی چار سال

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

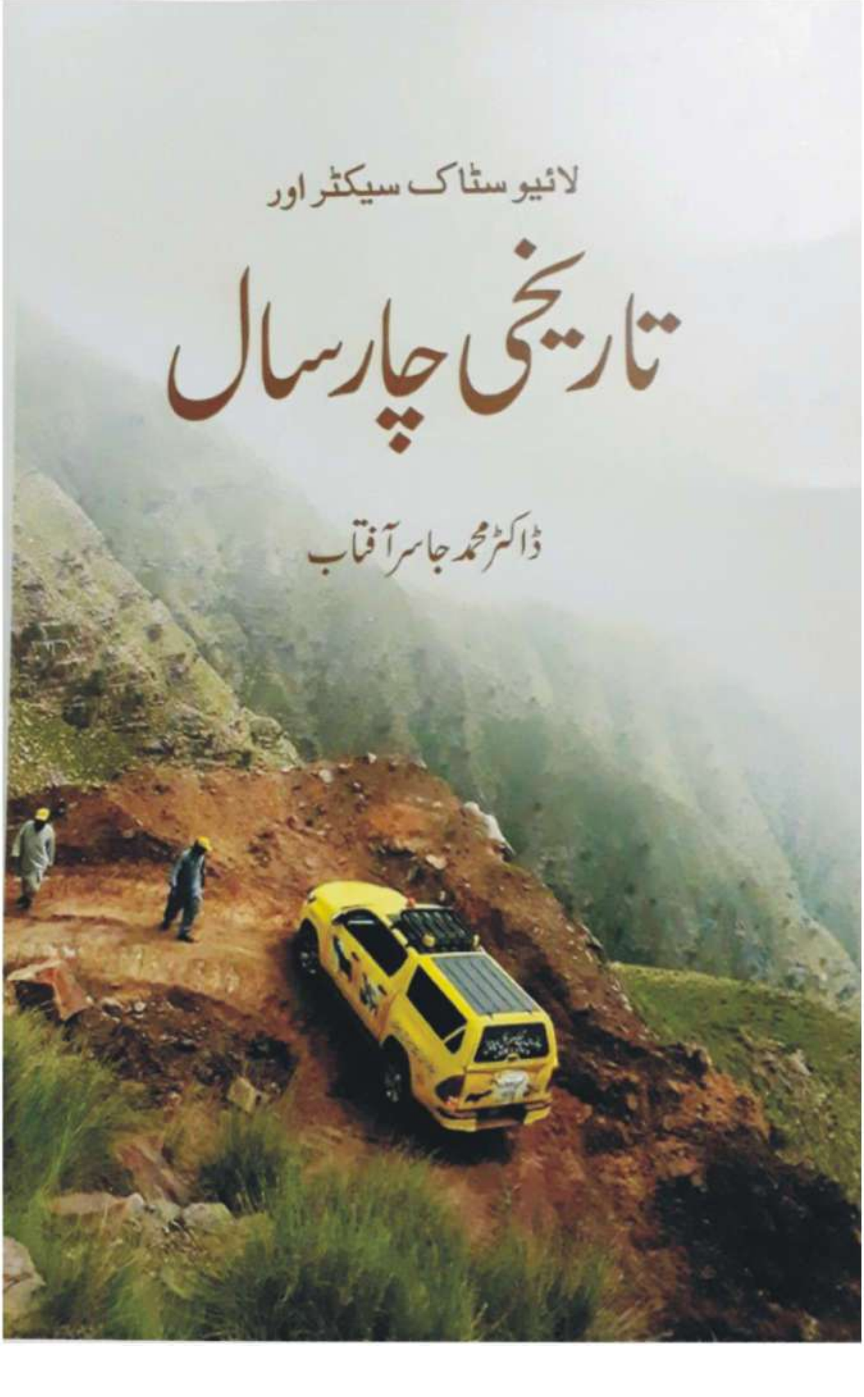

ضروری نہیں ہوتا کہ

تاریخ سب کے لئے ایک جیسی ہو۔ کسی کے لئے اس میں روشن پہلو ہو سکتا ہے اور کسی کے لئے تاریک۔ ایک واقعہ اگر ایک گروہ کے نزدیک سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے تو ہوسکتا ہے کہ دوسرے حلقے کے نزدیک یہ سیاہ باب کا حصہ ہو۔ ایسا بھی ممکن ہوتا ہے کہ جو حروف کسی کے لیے آج سنہری ہیں، وہ مستقبل میں اُسی کے لئے سیاہ بن جائیں۔ اسی طرح سیاہ دور کے بارے میں بھی سوچ بدل سکتی ہے۔ یہ ہر کسی کی رائے ہوتی ہے اور اپنی رائے رکھنا ہر کسی کا حق ہے۔ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کے ان چار سالوں میں جو ہوا، اس پر بھی ہر کسی کا اپنا اپنا موقف ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

لائیوسٹاک سیکٹر اور تاریخی چار سال

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

کوشش کی ہے کہ

اس دور کی سرگرمیوں، ان کے نتیجے میں آنے والی تبدیلیوں، نظرانداز ہوجانے والے پہلوؤں اور سرزد ہونے والی غلطیوں کے ساتھ ساتھ ناقدین کی آراء پر بھی بات ہو۔ مستقبل میں مزید بہتری کے لئے کیا کرنا چاہیے، اس بارے بھی رائے دی جائے۔

اگرچہ اس کتاب کو اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے مگر درجنوں مسودہ جات، بیسیوں رپورٹیں، مستند اعداد و شمار، غیر رسمی ملاقاتیں، لمبے دورے، طویل مباحثے، درجنوں افراد کے تاثرات اور گہرے مشاہدات اس کتاب کی بنیاد ہیں۔ کوشش کی ہے کہ کوئی چیز حقائق کے برعکس نہ ہو اور ہر سطر کے پیچھے ٹھوس دلائل اور شواہد موجود ہیں۔

امید ہے کہ یہ کتاب جہاں ماضی کی یاد دلاتی رہے گی وہاں مستقبل میں آنے والوں کی رہنمائی بھی کرے گی۔

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

Follow Dr. M Jassar Aftab on Facebook www.facebook.com/MJassarAftabOfficial

لائیوسٹاک سیکٹر اور

تاریخی چار سال

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

اہتمام
عِلم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40-اُردو بازار، لاہور۔
فون: 37352332، 37232336 فیکس: 37223584
www.ilmoirfanpublishers.com
E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com

Follow Dr. M Jassar Aftab on Facebook www.facebook.com/MJassarAftabOfficial

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس کتاب کو تجارتی مقاصد کے لئے فوٹو کاپی کرنے، PDF یا کسی اور فارمیٹ میں انٹرنیٹ کے ذریعے ویب سائیٹ، سوشل میڈیا وغیرہ پر مہیا کرنے یا کسی اور طریقے سے مارکیٹ کرنے کی اجازت نہیں۔ بلا تحریری اجازت ایسا کرنا غیر قانونی ہوگا۔ خلاف ورزی کرنے پر قانونی کارروائی کا حق محفوظ رہے گا۔

کتاب کا نام	:	لائیوسٹاک سیکٹر اور تاریخی چار سال
مصنف	:	ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب
اہتمام	:	علم و عرفان پبلشرز، لاہور
مطبع	:	زاہدہ نوید پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	:	دلدار حسین
سنِ اشاعت	:	اگست 2018
قیمت	:	-/600 روپے

Follow Dr. M Jassar Aftab on Facebook www.facebook.com/MJassarAftabOfficial

......ملنے کا پتہ......

علم وعرفان پبلشرز

40-الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اُردو بازار، لاہور

فون نمبرز: 042-37223584-37232336-37352332

کتاب بذریعہ ڈاک/کوریئر منگوانے کے لیے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

0331-1170080

0335-4252889

ادارہ کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اُس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف کتاب لکھتا ہے تو اُس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے پوری طرح متفق ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کر دیا جائے گا۔ (ناشر)

Follow Dr. M Jassar Aftab on Facebook www.facebook.com/MJassarAftabOfficial

انتساب!

محکمہ لائیوسٹاک کے

ان ملازمین کے نام

جنہوں نے

دل سے کام کرتے ہوئے

ان چار سالوں کو

تاریخی بنایا

فہرست

1-	لائیوسٹاک سیکٹر اور پنجاب	9
2-	افرادی قوت	12
3-	لائیوسٹاک پالیسی	20
4-	9211 سسٹم	24
5-	موبائل سروس ڈلیوری	27
6-	بریڈنگ اور بریڈنگ اتھارٹی	34
7-	ویکسین پروڈکشن	43
8-	کولڈ چین سپلائی سسٹم	47
9-	تشخیصی لیبارٹریاں اور ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس	52
10-	غذا اور غذائیت	57
11-	لائیوسٹاک فارمز	62
12-	پنجاب کے قبائلی علاقے	68
13-	راجن پور اور کچے کا علاقہ	81
14-	چولستان	85

-15	پولٹری سیکٹر	93
-16	ٹریننگ سنٹرز	102
-17	ادارہ انسدادِ بے رحمی مویشیاں	103
-18	دودھ اور گوشت کی پرائس کیپنگ اور کوالٹی	106
-19	عیدالاضحیٰ اور محکمہ لائیوسٹاک	113
-20	مال شماری	119
-21	کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن	124
-22	محکمہ کی سالانہ رپورٹیں	130
-23	دیگر ادارے اور یہ چار سال	141
-24	نظرانداز پہلو	144
-25	ناقدین کی رائے	147
-26	محکمہ لائیوسٹاک آج اور کل	150
-27	خصوصی انٹرویو	154
-28	تاریخی دور کے تاریک پہلو	170
-29	دور کے اختتام پر لکھا گیا اداریہ	171
-30	آخر میں چند گزارشات	174

پیش لفظ

وقت گزر تا رہتا ہے مگر کبھی کبھار کچھ واقعات، کچھ حالات، کچھ معاملات اور بعض اوقات انسان اور اس سے جڑی سرگرمیاں ایسی بھی ہو جاتی ہیں جو وقت کو غیر معمولی بنا دیتی ہیں اور کئی دفعہ پھر یہی غیر معمولی وقت اتنا اہم ہو جاتا ہے کہ اسے بھلانا وقت کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ بہتر ہوتا ہے کہ ایسے ناقابلِ فراموش لمحات اور ان سے جڑے معاملات کو محفوظ کر لیا جائے تا کہ یہ تاریخ کا حصہ بن جائیں۔

محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب کے گزرے چار سال ایسے ہی وقت پر مشتمل تھے۔ یہ انتہائی اہم، غیر معمولی اور یادگار عرصہ تھا۔ اس دوران جو ہوا، وہ نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ کبھی ایسا سوچا گیا۔ یہ ایک تاریخی دور تھا جسے کبھی بھلایا نہیں جا سکے گا۔

ضروری نہیں ہوتا کہ تاریخ سب کے لئے ایک جیسی ہو۔ کسی کے لئے اس میں روشن پہلو ہو سکتا ہے اور کسی کے لئے تاریک۔ ایک واقعہ اگر ایک گروہ کے نزدیک سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسرے حلقے کے نزدیک یہ سیاہ باب کا حصہ ہو۔ ایسا بھی ممکن ہوتا ہے کہ جو حروف کسی کے لیے آج سنہری ہیں، وہ مستقبل میں اُسی کے لئے سیاہ بن جائیں۔ اسی طرح سیاہ دور کے بارے میں بھی سوچ بدل سکتی ہے۔ یہ ہر کسی کی رائے ہوتی ہے اور اپنی رائے رکھنا ہر کسی کا حق ہے۔ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کے ان چار سالوں میں جو ہوا، اس پر بھی ہر کسی کا اپنا اپنا موقف ہو سکتا ہے۔

اس کتاب میں ان تاریخی چار سالوں کو مختصر مگر جامع انداز میں محفوظ کیا ہے۔ کوشش کی ہے کہ اس دور کی سرگرمیوں اور ان سرگرمیوں کے نتیجے میں آنے والی تبدیلیوں کو الفاظ میں ڈھالا جائے۔ اس دوران جو کمیاں رہ گئیں اور جو غلطیاں ہوئیں ان پر بھی بات ہو جبکہ ناقدین کی رائے کو بھی شامل کیا جائے۔ مستقبل میں کیا ہونا چاہئے اور مزید بہتری کے لئے کیسے آگے بڑھنا چاہئے، اس بارے بھی

رائے دی جائے۔
اگرچہ اس کتاب کو اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے مگر اس کی ایک ایک سطر کے پیچھے کئی کئی گھنٹوں کی ورکنگ شامل ہے۔ درجنوں مسودہ جات ، بیسیوں رپورٹیں ،مستند اعداد وشمار، غیر رسمی ملاقاتیں، لمبے دورے، طویل مباحثے، درجنوں افراد کے تاثرات اور گہرے مشاہدات اس کتاب کی بنیاد ہیں۔کوشش کی گئی ہے کہ کوئی چیز حقائق کے برعکس نہ ہو اور ہر لفظ کے پیچھے ٹھوس دلائل اور شواہد موجود رہیں۔
مصلحتاً نام نہ لیتے ہوئے انتہائی مشکور ہوں ان دوستوں کا جن کے قیمتی وقت سے میں مستفید ہوا اور جنہوں نے کتاب لکھنے کے دوران میری رہنمائی اور مدد فرمائی۔امید ہے کہ یہ کتاب جہاں لوگوں کو ماضی کی یاد دلاتی رہے گی وہاں آنے والوں کی مستقبل میں رہنمائی بھی کرے گی۔

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

لائیوسٹاک سیکٹر اور پنجاب

پاکستان میں بڑی تعداد میں جانور موجود ہیں جن کی نہ صرف نیشنل فوڈ سیکیورٹی کے لحاظ سے اہمیت ہے بلکہ ملکی معیشت میں بھی ان کا اہم ترین حصہ ہے۔اس لائیوسٹاک کی دیکھ بھال اور اس سے متعلقہ مسائل کے حل کے لئے تمام صوبوں میں محکمے کام کر رہے ہیں اور انہی میں پنجاب کا محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ بھی شامل ہے۔

اکنامک سروے آف پاکستان 18-2017 کے مطابق مجموعی داخلی پیداوار میں لائیوسٹاک کا حصہ 11.1 فیصد جبکہ زرعی پیداوار 58.9 فیصد ہے ۔اسی سروے کے مطابق پاکستان میں 46.1 ملین گائیں، 38.8 ملین بھینسیں، 30.5 ملین بھیڑیں، 74.1 ملین بکریاں اور 1.1 ملین اونٹ موجود ہیں۔ مال برداری کا اہم ترین جانور گدھا جو کہ اب بین الاقوامی اہمیت اختیار کر چکا ہے، ان کی تعداد 5.3 ملین ہے۔ دوسری جانب گھوڑے 0.4 ملین اور خچر 0.2 ملین ہیں۔ ان جانوروں کے ساتھ ساتھ کمرشل پولٹری اور دیہی مرغبانی کا بھی بنیادی اور اہم ترین کردار ہے۔

اگر پنجاب کی بات کریں تو مال شماری 2006 اور اکنامک سروے آف پاکستان 18-2017 کے اعداد وشمار کی بنیاد پر یہاں گائیوں کی تعداد 22.48 ملین ، بھینسوں کی 25.20 ملین ، بھیڑوں کی 7.32 ملین، بکریوں کی 27.32 ملین اور اونٹوں کی 0.23 ملین ہے۔ واضح رہے کہ 2006 کے بعد پاکستان میں متعلقہ ادارے کی جانب سے مال شماری نہیں کروائی گئی جبکہ اکنامک سروے آف پاکستان میں ہر سال 1996 اور 2006 کی مال شماری کی بنیاد پر Estimated Figuers دے دی جاتی ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 80 فیصد سے زائد لائیوسٹاک فارمرز کے پاس اپنی زمین نہیں اور ان میں سے بہت بڑی تعداد ایسے فارمرز کی ہے جن کی فارمنگ ایک سے پانچ جانوروں پر مشتمل ہے۔اس کے ساتھ ساتھ دس سے تیس، تیس سے پچاس اور پچاس سے زائد جانوروں پر

مشتمل کمرشل اور سیمی کمرشل روایتی فارمنگ لائیوسٹاک سیکٹر کا حصہ ہے۔ مجموعی طور پر لائیوسٹاک پروڈکشن میں بڑا کردار اسی فارمنگ کا ہے جسے مجموعی طور پر نوے فیصد سے زائد فارمرز سہارا دیے ہوئے ہیں اور ان میں بہت بڑی تعداد چھوٹے غریب فارمر کی ہے۔ یہ روایتی فارمنگ لائیوسٹاک سیکٹر اور نیشنل فوڈ سیکیورٹی کی بنیاد ہے۔ دوسری جانب جدید کمرشل اور کارپوریٹ فارمنگ بھی ہمارے ملک میں موجود ہے مگر روایتی فارمنگ کے مقابلے میں اس کا شیئر بہت کم ہے۔

ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس قیمتی اثاثے کی اہمیت کو کبھی تسلیم ہی نہیں کیا گیا۔ لائیوسٹاک کا شعبہ پنجاب سمیت کسی بھی حکومت کی کبھی بھی ترجیح نہیں رہا اور اسے ہر دور میں باقی محکموں کی نسبت نظر انداز ہی کیا گیا۔ اگر پنجاب کی بات کریں تو یہاں بھی حالات بہت زیادہ مختلف نہیں رہے اور اس صوبے میں بھی لائیوسٹاک جیسی عظیم دولت سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہاں مگر دیگر صوبوں کی نسبت یہاں محکمہ لائیوسٹاک کی کارکردگی ہمیشہ بہتر ضرور رہی۔

کارکردگی کے حوالے سے اگر بات کریں تو محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب کے گزشتہ چار سال (جولائی 2014 تا جون 2018) انتہائی اہم رہے اور اس دور میں اتنا کام ہوا کہ اس کے بارے سوچا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ محکمہ لائیوسٹاک نے ان چار سالوں کو اپنی کارکردگی کی بدولت تاریخی بنا دیا۔ لیکن یہاں ایک بات بڑی واضح ہے اور وہ یہ کہ اس مثالی کارکردگی کے پیچھے حکومتِ پنجاب کی سنجیدگی نہیں بلکہ ایک شخص کی ذاتی کوشش اور انتھک محنت ہے، اور اس شخص کا نام ہے نسیم صادق۔

جس دن نسیم صادق نے سیکرٹری لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب کا چارج سنبھالا مجھے بہت خوشی ہوئی۔ان کے ماضی کو ذہن میں رکھتے ہوئے امید تھی کہ محکمہ میں اب جو بھی ہوگا وہ ہٹ کر اور دھڑلے سے ہوگا۔مگر اس امید کے ساتھ ساتھ تھوڑی پریشانی بھی تھی کہ یہ شعبہ جو حکومت کی ترجیح ہی نہیں اور دوسری جانب بکھرے اور دہائیوں کے الجھے ہوئے معاملات، یہ سب کس طرح سمیٹا جائے گا۔لیکن ایک بات کا مجھے یقین تھا کہ اپنے ماضی کے برعکس یہ شخص اس محکمے میں لمبا عرصہ گزارے گا کیونکہ یہاں ایسے حالات پیدا نہیں ہوں گے کہ چند ماہ میں حکومت نسیم صادق کو ہٹانے پر مجبور ہو جائے۔بس اسی بنیاد پر تھوڑا حوصلہ مل جاتا کہ بہتری آئے گی۔خیر حالات نے امیدوں پر پانی نہ پھرنے دیا اور یہ دور قابلِ تعریف اور نا قابلِ فراموش بن گیا۔

جشنِ آزادی کے ساتھ ساتھ گزشتہ عید مبارک۔وزیرِ اعلیٰ پنجاب کو یہ سیکرٹری بھی پسند نہ آئے۔عید سے چار پانچ دن پہلے ڈاکٹر عامر احمد کی جگہ نسیم صادق کو سیکرٹری لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب تعینات کر دیا گیا۔

ہوسکتا ہے کہ نسیم صادق صاحب کے پاس محکمہ لائیوسٹاک کے آجانے سے اس محکمے میں کچھ بڑی اور مثبت تبدیلیاں رونما ہو جائیں کیونکہ موصوف بطور ڈی سی او پنجاب کے کئی اضلاع میں اپنی قابلیت کے جوہر دیکھا چکے ہیں۔یہ تو اب وقت ہی بتائے گا کہ نئے سیکرٹری پرانے

اگست 2014ء میں لکھی گئی تحریر کی چند سطریں

افرادی قوت

اس دور کے آغاز میں بڑے پیمانے پر محکمہ میں ٹرانسفرز کی گئیں جس سے خوب ہلچل مچی۔اس سے اس بات کا احساس ہوگیا کہ تبدیلی آئے گی۔سٹاف کو کیٹگرائز کرتے ہوئے کام کرنے والے، نہ کرنے والے اور بالکل نہ کرنے والوں کو الگ الگ کیا گیا۔پرانا ریکارڈ چیک کرنے کے ساتھ ساتھ انکوائریاں کروائی گئیں۔جولوگ کئی کئی سالوں سے ایک ہی جگہ چپکے ہوئے تھے اور مافیا کا روپ دھار چکے تھے انہیں ہلایا گیا۔ان ٹرانسفرز سے جہاں مافیا ٹوٹے وہاں لوگوں کو اس بات کا بھی ادراک ہوگیا کہ حالات پہلے جیسے نہیں رہیں گے۔

ماضی میں کیا ہوتا تھا اور کیسے ہوتا تھا اس پر اب بہت زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ہاں ایک بات بہت ضروری ہے کہ جن لوگوں نے نوکری کے برعکس اپنے ذاتی کاروبار یا آسائش کے لئے محکمہ کا انتخاب کررکھا تھا،ان کے لئے یہ دوراچھا نہیں رہا۔اگرچہ اس طرح کے لوگوں کے حوالے سے مواد اکٹھا ہوا مگر بڑے پیمانے پر کوئی منظّم کارروائی نہ کی گئی۔اس کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ اکثر لوگ خود بخود ٹھیک ہوگئے۔

ان چار سالوں میں جہاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ریکارڈ ویٹرنری ڈاکٹروں کی بھرتیاں کی گئیں وہاں بڑی تعداد میں ویٹرنری اسسٹنٹس بھی محکمہ کا حصہ بنے۔اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ نئے آنے والوں کو ابتدا ہی سے کام والا ماحول ملا اور پھر دوسروں کے ساتھ ساتھ ان میں سے بھی بہت سے لوگوں نے اس دور کو تاریخی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔نئے سٹاف کی ریکارڈ بھرتی کے ساتھ ساتھ محکمے میں ہر سطح پر ریکارڈ پروموشنز بھی ہوئیں۔

مختلف اضلاع میں انتظامی سیٹوں پر نوجوانوں کو بھی لگایا گیا۔حتیٰ کہ سیکرٹریٹ میں ڈپٹی سیکرٹری ٹیکنیکل جیسی اہم ترین پوسٹ کے لئے بھی کسی بہت زیادہ سینئر افسر کا انتخاب نہیں ہوا۔اسی طرح سیکرٹریٹ میں سیکرٹری کی مین ٹیم میں سینئرز کے ساتھ ساتھ نوجوان بھی نظر آئے۔اس سے جہاں

نوجوانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی وہاں ان چند نوجوانوں کی اعلیٰ سطح پر ایسی ٹریننگ ہوگئی کہ ساری پیشہ ورانہ زندگی میں ان کے کام آئے گی۔ان نوجوانوں کے ساتھ ساتھ محکمہ کے تمام افسروں کو جو Exposure اس دور میں ملا اور اس کے نتیجے میں انہیں جتنا سیکھنے کا موقع ملا، اس کا اثر کم از کم ان کی ذات پر دہائیوں تک رہے گا۔

نوجوانوں کے ساتھ ساتھ محکمہ میں خواتین کو بھی پذیرائی ملی اور انہیں فرنٹ لائن پر کام کرنے کا موقع ملا۔انتظامی سیٹوں پر خواتین آفیسرز کو بھی لگایا گیا۔ بہت سی ایسی سرگرمیاں ہیں جہاں بنیادی کردار خواتین نے ادا کیا۔

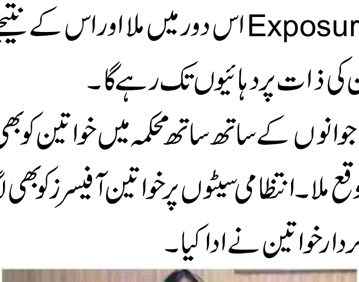

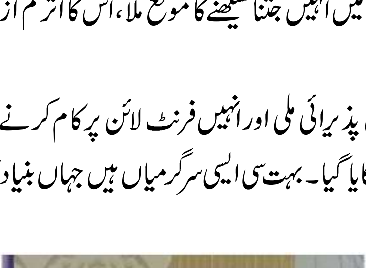

غیر رسمی تربیت کے ساتھ ساتھ بہت سے لوگوں کی رسمی تربیت کا بھی انتظام کیا گیا۔ ڈرائیوروں تک کی ٹریننگ ہوئی۔ افسروں کو غیر ملکی ٹریننگ کے لئے بھی بھیجا گیا اور اس میں خوشی کی بات یہ ہے کہ ٹریننگ پر جانے والوں میں لیڈی آفیسرز بھی شامل رہیں۔

سٹاف کی حاضری بہت بہتر ہوگئی، اگر کہا جائے کہ سو فیصد رہی تو غلط نہیں ہوگا۔ کام کی زیادتی کی بدولت فارغ رہنے کا تصور بالکل ختم ہو گیا اور ایسا ممکن بھی نہ رہا۔ مزید بہتری کے لئے سٹاف کو ریشنلائز کرنے کی بھی اطلاع ملی یعنی جہاں جتنے افراد کی ضرورت ہو اس کے مطابق ہی رکھا جائے

اوراس میں یقیناً جانوروں کی تعداد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بندے لگائے گئے ہوں گے۔اسی تناظر میں شہروں اور شہروں کے گرد سے سٹاف کو اٹھا کر ان علاقوں میں بھیجا گیا جہاں جانوروں کی تعداد کے لحاظ سے ضرورت تھی۔

سروس ڈلیوری کے لئے گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی فراہمی ایک ریکارڈ کارنامہ ہے۔ ویٹرنری آفیسر اور پیرا ویٹرنری سٹاف کو آسان اقساط پر موٹر سائیکلیں دی گئیں۔اس کے ساتھ ساتھ نئی گاڑیاں بھی محکمہ کا حصہ بنیں۔کام کرنے کے لئے ضروری سامان پر مشتمل کِٹس فراہم کی گئیں۔

منصوبوں میں کارکردگی کی بنیاد پر سٹاف کو اعزازیہ ملتا رہا۔مختلف امور میں قانون سازی کی بدولت افسروں کو پاور اور اختیارات بھی ملے۔

ان تمام اقدامات کی وجہ سے سسٹم کی Efficiency بڑھی اور سروس ڈلیوری میں بہتری آئی جس

سے مجموعی طور پر سٹاف کی سماجی و انتظامی حیثیت میں اضافہ ہوا۔ضلع کی سطح پر افسروں کی قدر و منزلت اور طاقت کئی گنا بڑھ گئی ۔ اس سے سٹاف کے Confidence Level میں بھی اضافہ ہوا جس نے انہیں ضلعی اداروں میں سر اٹھا کر بات کرنے کے قابل بنا دیا۔

ایک رپورٹ کے مطابق بہتر کارکردگی کی بدولت گزشتہ چار سالوں میں چیف منسٹر کمپلینٹ سیل، چیف سیکرٹری کمپلینٹ سیل اور سیکرٹری لائیوسٹاک کو سٹاف کے خلاف دی جانے والی درخواستوں میں کمی آئی ۔اس کی وجہ وہ موقف ہوسکتا ہے جس کے مطابق سابقہ کیسز کو نمٹانے کے ساتھ ساتھ دی جانے والی درخواستوں پر جہاں بروقت ایکشن ہوتا وہاں ایسے لوگوں کے خلاف محکمہ کی جانب سے کارروائی بھی کی جاتی جو جھوٹی درخواستیں دیتے تھے۔اسی طرح جہاں کہیں کسی افسر کے خلاف انتقامی رویہ سامنے آیا تو محکمہ کی جانب سے اس کے لئے سٹینڈ لیا گیا۔سیکرٹریٹ کی جانب سے سپورٹ کی وجہ سے ایک پلس پوائنٹ یہ ضرور مل جاتا ہے کہ افسر کہیں بھی سٹینڈ یا ایکشن لینے سے گھبراتا نہیں بشرطیکہ وہ خود سٹینڈ لینا چاہتا ہو۔

ضلعی سطح پر جہاں پوسٹوں کے ناموں میں تبدیلی آئی وہاں مقامی سٹاف ضلعی حکومت سے نکل کر براہِ راست اپنے محکمے کے زیرِ انتظام آ گیا۔ ڈویژن کی سطح پر ڈائریکٹرز، اس سے نیچے ایڈیشنل ڈائریکٹرز (سابقہ ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر) اور اختیارات نیچے منتقل کرنے کے لئے تحصیل کی سطح پر ڈپٹی ڈائریکٹرز تعینات کئے گئے۔تحصیل کو انتظامی طور پر مستحکم کرنے کی بھی خبریں ملیں۔

ایک اور اہم کام یہ ہوا کہ ضلع کونسل اور ضلعی حکومتوں کے سٹاف کو محکمہ میں ایڈجسٹ کیا گیا۔ یہ حقیقت میں بہت اہم قدم ہے جس سے نہ صرف اس سٹاف کی حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ افسروں کو انتظامی امور میں بھی کافی فائدہ ہوا ہوگا کہ ذیلی سٹاف براہِ راست اپنے افسر کے زیرِ انتظام آ گیا۔ ضلع کے اثر ورسوخ کم ہونے اور اعلیٰ حکام کی سپورٹ کی وجہ سے یقینی طور پر سیاسی مداخلت میں بھی کمی آئی ہوگی اور ایسی مثالیں بھی موجود ہیں۔

ان چار سالوں میں کوئی بھی شخص بغیر کسی روک ٹوک کے سیکرٹری کے دفتر میں داخل ہوسکتا تھا اور یہ دفتر سیکرٹری کی موجودگی کے ساتھ صبح 9 بجے سے رات 9 بجے اور اس سے بھی دیر تک کھلا رہتا۔ سیکرٹری کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے تھے اور ایک ویٹرنری افسر تک بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سیکرٹری سے رابطہ کرسکتا تھا۔افسر تو دور، اگر باہر سے بھی کوئی شخص بغیر وقت لئے چلا جاتا تو اسے کوئی دفتر میں داخل ہونے سے نہ روکتا اور سیکرٹری اس کی بات بھی سنتا۔سیکرٹری کا موبائل فون بھی

ہر افسر کے لئے کھلا تھا۔ بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ کسی نوجوان ویٹرنری آفیسر کی کارکردگی کو مقامی سطح پر دبانے یا اسے ٹارگٹ کرنے کی کوشش کی گئی مگر اس نے براہِ راست سیکرٹری تک پہنچ کر اپنے آپ کو منوایا۔

اس دور میں سختی کے ساتھ ساتھ سٹاف کی حوصلہ افزائی بھی انتہائی اچھے انداز میں ہوتی رہی۔ اعلیٰ ترین سطح سے نوجوان افسر کو براہِ راست سراہنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی جاتی۔ دوسری جانب سرزنش میں بھی کوئی لحاظ نہ ہوتا لیکن احترام کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھا جاتا۔

سال 2018 میں محکمہ کے افسران کے لئے اعزازات کا اعلان کیا گیا۔ اس کے لئے ڈاکٹر عبدالرحمٰن، زرعی افسر امین شاکر، ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر نجیب اللہ کے نام چنے گئے۔ اسی

This Commendation Certificate is awarded by

Chief Minister Punjab

to

Dr. Sheikh Abdul Rehman

Director, Livestock Farms, Livestock Department

In recognition of his outstanding performance as a civil servant.

Capt. (Retd) Zahid Saeed
Chief Secretary, Punjab

(Muhammad Shehbaz Sharif)
Chief Minister Punjab

طرح خواتین کو بھی کارکردگی کی بنیاد پر اعزازات کے لئے نامزد کیا گیا جن میں ڈاکٹر صالحہ گل، ڈاکٹر فرحت نذیر اور ڈاکٹر اقراء ظفر کے نام سامنے آئے۔ مزمل خاں ڈرائیور کے لئے صدارتی ایوارڈ کی سفارش کی گئی۔ محکمہ کے سٹاف کی ان اعلیٰ اعزازات کے لئے نامزدگی اس بات کا ثبوت ہے کہ اس دور میں انتھک محنت ہوئی اور دوسری جانب اس محنت کو acknowledge بھی کیا گیا۔

مختصر احوال

مزمل خان

ڈرائیور لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ آف پنجاب، لاہور

مزمل خان بطور لوڈر سنہ 1981ء میں لاہور ملک پلانٹ میں بھرتی ہوا اور فی الوقت بطور ڈرائیور (BS-4) جنرل ڈیوٹی سول سیکرٹریٹ میں کام کر رہا ہے۔ مزمل خان 35 سالہ نوکری میں مختلف امور پر جاں فشانی سے خدمت کے اعلیٰ جذبے سے سرشار ہو کر نہ صرف اپنا کام کیا بلکہ تمام افسران نے اسکے کام و کردار کو سراہا ہے۔ مزمل خان ایک ایسا اہم ملازم ہے جس نے محکمہ کی ترقی میں شب و روز کردار ادا کیا ہے۔ اس کے بے لوث اور انتھک کام نے اسے ایک سچا اور دیانتدار انسان بنایا جو کہ اپنے کام کیلیے سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ مزمل خان اپنی ڈیوٹی کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے اور ہر سرکاری ڈاک کو انتہائی ذمہ داری سے کسی آندھی/طوفان، بارش دن و رات کی پرواہ کیے بغیر مقررہ وقت پر پہنچاتا ہے۔ اسکے علاوہ جنریٹر آپریٹر، ایکسچینج ہینڈلر، جانوروں کو کنٹرول کرنا اور بطور الیکٹریشن جیسے دیگر معاملات بھی بخوبی بطور جنرل ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مزمل خان نے کوئی سرکاری اور کسی قسم کی ذاتی تعطیل حاصل نہ کی ہے۔ محکمہ میں مزمل خان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ محکمہ میں ہونے والے تمام میٹنگز کے انتظامات جن میں (ساؤنڈ سسٹم، ملٹی میڈیا) کو چلانا جیسے اہم کام بھی مزمل خان ہی سرانجام دیتا ہے تمام افسران مزمل خان کے کردار اور اسکی کام کرنے کی صلاحیت کا متعارف ہوتے ہوئے کٹھن سے کٹھن کام بھی اسی کے ذمہ سپرد کرتے ہیں جس کو وہ بڑی دلجمعی سے انجام دیتا ہے۔

محکمہ اس بے لوث فرد کو انتھک کام کرنے کی وجہ سے پریزیڈنٹ ایوارڈ برائے پرائیڈ آف پرفارمنس 2017 کے لئے نامزد کرنے کی سفارش کرتا ہے۔

SECRETARY
Livestock & Dairy Development
Department

ان چار سالوں میں اگر چہ سٹاف کو سماجی طور پر کافی مستحکم کر دیا گیا اور پروموشنز کے ساتھ ساتھ اعزازیے بھی ملتے رہے مگر افسران کے مستقل مالی فائدے کے لئے کچھ خاص نہیں ہوا۔ اگر چہ رسک الاؤنس، ہارڈ ایریا الاؤنس وغیرہ کی بات ہوئی اور میرے ذاتی علم میں ہے کہ اس کے لئے انتہائی سنجیدہ کوشش بھی کی گئی مگر اسے حاصل کرنے میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اس میں بڑی وجہ حکومت

کی اس محکمے کے لئے عدم توجہی کے ساتھ ساتھ تکنیکی مسائل بھی ہو سکتے ہیں۔

اس دور میں ٹرانسفر پوسٹنگ کے حوالے سے چند لوگوں کے مسائل رہے۔ اس سلسلے میں اگرچہ انتظامیہ کا واضح موقف تھا اور ٹرانسفر کے حوالے سے پالیسی بھی بنائی ہوئی تھی، مگر بہرحال کچھ لوگ اس حوالے سے پریشان ضرور تھے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ افسروں کو ترجیحاً گھروں کے قریب ترین لگایا جائے مگر اس سلسلے میں ذاتی خواہش کے برعکس علاقے میں ضرورت کو مدِنظر رکھنا چاہئے اور پرفارمنس اور قواعد وضوابط پر ہرگز کمپرومائز نہیں کیا جانا چاہئے۔ اس مناسبت سے اگر کوئی پالیسی ہو تو اسے سب کے سامنے واضح کرنا چاہئے اور سٹاف کو اعتماد میں لینا چاہئے۔

لیڈی ویٹس کا پوسٹنگ کے حوالے سے خاص خیال رکھنا چاہئے۔ میری ذاتی رائے میں مرد اور خواتین کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اس میں بہت سے سماجی مسائل ہیں۔ اس لئے کوشش کی جانی چاہئے کہ لیڈی آفیسرز کو ترجیحاً لیبارٹریوں اور ریسرچ کے کاموں وغیرہ میں لگایا جائے۔ ہاں جو لوگ فیلڈ میں کام کرنا چاہیں ان کی پوسٹنگ کر دی جائے مگر اس میں اس بات کا لازمی خیال رکھا جائے کہ لیڈی آفیسر کے لئے وہاں پہنچنا مشکل نہ ہو۔ اسی طرح علاقے کی مجموعی صورتحال اور شہر سے فاصلے کو بھی مدِنظر رکھنا چاہئے۔

بہت ضروری ہے کہ جس طرح سے سٹاف نے کام کیا ہے اسے جاری رکھا جائے اور سب سے اہم اس میں مزید بہتری لائی جائے۔ مستقبل میں سٹاف کی تنخواہوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے جائز الاؤنسز بھی منظور کئے جانے چاہئیں۔ بہت اچھی بات کہ بڑی تعداد میں موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں دی گئیں مگر مستقبل میں ہر افسر کے لئے کار کی فراہمی کو یقینی بنایا جانا چاہئے اور اس سلسلے میں لیڈی آفیسرز کو ترجیح دینی چاہئے۔ دوسری جانب پرفارمنس اور سروس ڈیلیوری پر ہرگز کمپرومائز نہیں کیا جانا چاہئے۔

لائیوسٹاک پالیسی

کسی بھی کام کا پلاننگ کے بغیر جذبات سے کام لیتے ہوئے کرنا فائدہ نہیں دیتا۔اس سے بلے بلے تو ہو جاتی ہے مگر دوررس نتائج حاصل نہیں ہوتے۔یہی وجہ ہے کہ اس دور میں پہلے ایک ڈیڑھ سال ہوم ورک کیا گیا۔اس سلسلے میں محکمہ کے انفراسٹرکچر اور ڈیلیوری میکانزم کو سمجھا گیا۔محکمہ کے تمام حصوں کو وِزٹ کیا گیا۔ماضی میں ہونے والے کام کو دیکھا گیا۔متعلقہ سٹیک ہولڈرز سے ملاقات کی گئی۔میں ذاتی طور پر اس بات کا گواہ ہوں کہ الفاظ یہ ہوتے کہ سیکھنے آیا ہوں۔

اس ہوم ورک کے بعد سب سے پہلے پنجاب کی لائیوسٹاک پالیسی بنائی گئی۔اگرچہ پالیسی سے کوئی چیز یک دم ٹھیک تو نہیں ہو جاتی مگر اس سے ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ سمت کا تعین ہو جاتا ہے۔آپ کے پاس ڈاکومنٹ کی شکل میں ایک لائحہ عمل موجود ہوتا ہے کہ کرنا کیا ہے اور کس مقصد کے لئے کرنا ہے۔واضح رہنا چاہئے کہ اس سے پہلے محکمہ لائیوسٹاک کی کوئی ڈاکومینٹڈ پالیسی نہیں تھی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ لائیوسٹاک سیکٹر کسی بھی حکومت کی کبھی بھی ترجیح نہیں رہا۔

پالیسی کی تیاری میں ڈپٹی سیکرٹری عرفان خالد کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر رب نواز ملک، ڈاکٹر عثمان طاہر اور محکمہ کے دیگر افسروں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اگر کبھی پالیسی کا Acknowledgement

پڑھنے کا اتفاق ہوتو اس میں آپ کومختلف نام ملیں گے جنہوں نے پالیسی بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔اس میں خاص طور پرڈپٹی سیکرٹری عرفان خالد صاحب کا دوبارہ ذکر کرنا ضروری ہے جنہوں نے دن رات کی محنت سے پالیسی کا مسودہ لکھا۔ پالیسی کے سلسلے میں تمام سٹیک ہولڈرز سے مشاورت کے بعدان کی Inputs کوبھی شامل کیا گیا۔اس میں عام فارمرز تک کی رائے کوبھی مد نظر رکھا گیا۔

پالیسی بنانے کے بعد اس کے ڈرافٹ کومحکمہ کی ویب سائیٹ کے ذریعے پبلک کیا گیا اور لوگوں سے کہا گیا کہ اس میں بہتری کے لئے رائے دیں۔اس ڈرافٹ کی کاپیاں سٹیک ہولڈرز کو

لائیوسٹاک سیکٹر کی ترقی کے لیے لائیوسٹاک پالیسی کا ڈرافٹ تیار

تمام سٹیک ہولڈرز سے بہتری کے لیے آراء طلب

نسیم صادق

سیکرٹری لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، پنجاب

پریس ریلیز (ڈاکٹر اسرار حسین ڈائریکٹر ی اینڈ ای، محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ)

تاریخ: 24 جولائی 2015

شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب کے ویژن پر محکمہ لائیوسٹاک نے سیکٹر کی ترقی کے لیے لائیوسٹاک پالیسی ''دی پالیسی پیپرز'' تیار کی ہے۔اس پالیسی میں دودھ، گوشت کی پیدوار بڑھانے اور مویشی پال حضرات کی آمدن میں اضافے کے لیے تمام امور زیر بحث لائے گئے ہیں۔ لائیوسٹاک پالیسی کو جامع اور مؤثر بنانے کے لیے دی پالیسی پیپرز کا ڈرافٹ محکمہ لائیوسٹاک کی ویب سائٹ www.livestockpunjab.gov.pk پر لوڈ کر دیا گیا ہے۔تمام سٹیک ہولڈرز مذکورہ پالیسی بارے اپنی قیمتی آراء/تجاویز 15-8-2015 تک بذریعہ ای میل ایڈریس dce.livestockpunjab.gov.pk یا dsa.livestockpunjab.gov.pk پر ارسال یا محکمہ کی ہیلپ لائن 080009211 پر درج کرواسکتے ہیں۔محکمہ سٹیک ہولڈرز کی آراء کو مثبت انداز میں زیر بحث لاتے ہوئے پالیسی کا حصہ بنائے گا تا کہ لائیوسٹاک پالیسی کو منظوری کے بعد زیر عمل لا کر ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ ملکی معیشت کو مستحکم کیا جا سکے۔

بھجوائی گئیں تا کہ اسے مزید بہتر کیا جا سکے۔تمام ضروری مراحل سے گزرنے کے بعد یہ پالیسی آخر کار جنوری 2016 میں منظور کر لی گئی۔تاریخی لحاظ سے اس پالیسی کی اہم بات یہ بھی ہے کہ یہ پاکستان کی پہلی لائیوسٹاک پالیسی ہے۔

پالیسی پیپر میں ماضی کی غلطیوں کوتسلیم کرتے ہوئے سیکٹر کو درپیش چیلنجز کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر ان چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے لائحہ عمل بھی پیش کیا گیا ہے۔اسی پالیسی میں سب سے اہم چیز محکمہ

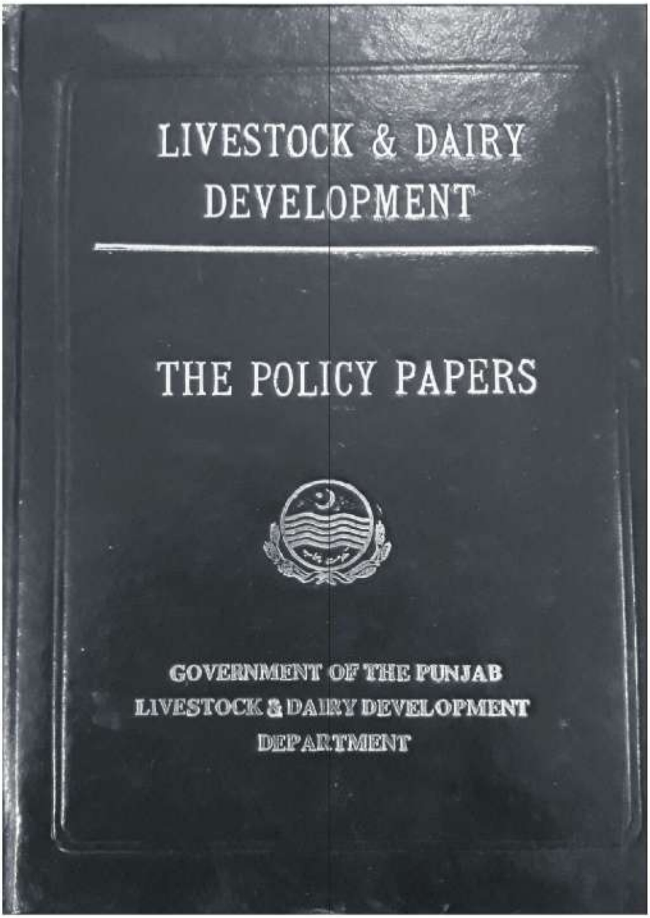

کی بنیادی سوچ اور ڈھانچے میں تبدیلی ہے جس کے مطابق علاج معالجے کی جگہ بیماریوں سے بچاؤ کومحکمہ کی ترجیح قرار دیا گیا۔اس Paradigm Shift کے مطابق محکمہ لائیوسٹاک کا بنیادی کردار Livestock Asset Management مقرر ہو گیا۔اسی تناظر میں یہ پالیسی بنائی گئی اور پھر اسی پالیسی کے مطابق عملی اقدامات کی جانب بڑھا گیا۔

پالیسی پیپر میں لائف سائیکل بھی موجود ہے کہ محکمہ نے کون سے کام پہلے سال میں کرنے ہیں اور کون سے اگلے پانچ سالوں میں۔ اگر محکمہ کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے اور ایک طرف اس سائیکل والے ٹیبل کو رکھا جائے تو آسانی سے نظر آ جائے گا کہ محکمہ کی سمت اور کارکردگی کیا رہی۔

پنجاب کی لائیوسٹاک پالیسی اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو پڑھنی چاہیے اور خاص طور پر محکمہ لائیوسٹاک کے ہر افسر کا پڑھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ کام کرتے ہوئے اس کی سوچ محکمہ کی پالیسی سے ہم آہنگ رہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ محکمانہ سرگرمیاں کسی بھی شخص کی ذاتی خواہش کے مطابق نہیں چلا کرتیں بلکہ اس کے لئے گائیڈ بک پالیسی ہی ہوتی ہے۔ محکمہ کو چاہیے کہ یہ پالیسی تمام افسروں کو پڑھائے۔ اس سلسلے میں سیشنز کا انعقاد کرتے ہوئے پالیسی کو فوکل پرسنز کے ذریعے افسروں سے ڈسکس کیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ پالیسی ویٹرنری تعلیمی اداروں کے تمام فیکلٹی ممبران کو بھی پڑھنی چاہیے۔ اسی طرح متعلقہ شعبے کے طلباء و طالبات کو بھی اس پالیسی سے آگاہ کرنا چاہیے۔

9211 سسٹم

کسی بھی ادارے کی کامیابی کا انحصار ریکارڈ کیپنگ پر ہوتا ہے۔اسی ریکارڈ کی بنیاد پر ادارے کی کارکردگی کے ساتھ ساتھ سٹاف کی انفرادی پرفارمنس کو پرکھا جاتا ہے۔اگرچہ ماضی میں بھی محکمہ کا ریکارڈ کیپنگ کا نظام موجود تھا مگر اس کے لئے روایتی طریقوں کا سہارا لیا جاتا۔پچھلے چار سالوں میں محکمہ نے ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ضمن میں ایک انتہائی مئوثر سسٹم کو لاگو کر دیا۔ ایسا ICT بیسڈ سسٹم بنایا گیا جہاں محکمہ کی جانب سے دی جانے والی ہر سروس کا ریکارڈ موجود رہتا۔ اسی انقلابی سسٹم نے پنجاب بھر کے سٹاف اور اس کی کارکردگی کے ساتھ ساتھ فارمرز اور ان کو دی جانے والی سروسز کو ایک سکرین پر اکٹھا کر دیا۔

میں نے کئی دفعہ اس سسٹم کی ڈیمو لی اور اس کی بیک گراؤنڈ میں ڈاکومنٹس کو بھی پڑھا۔اس سسٹم کو

چلانے کے لئے عام سادہ موبائل کے ذریعے سٹاف اور انفراسٹرکچر کو اس سے لِنکڈ کر دیا گیا۔جانور کا علاج، انسیمی نیشن، ویکسی نیشن یا کوئی اور سروس، جب کوئی سٹاف ممبر کسی کو سروس مہیا کرتا تو اس کا ریکارڈ اس سسٹم پر اپ لوڈ کر دیا جاتا۔اس سے جہاں پنجاب میں فارمرز اور ان کے جانوروں کی تعداد کا اندازہ ہو گیا وہاں ان کو دی جانے والی سروسز کا ریکارڈ بھی اکٹھا ہو گیا۔

اس سسٹم سے پنجاب کے کسی بھی علاقے کی صورتحال کا پتا لگایا جا سکتا ہے کہ کہاں کونسی بیماری زیادہ ہے اور کن دنوں میں زیادہ ہوتی ہے۔اس چیز کو بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ کس علاقے میں کتنے جانور اور فارمرز ہیں اور کیا ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی آ رہی ہے۔

اس سسٹم کی بدولت محکمہ کے افسروں کی پرفارمنس کو انٹیفائی ہوگئی۔ کسی بھی ایگزیکٹو کے لئے یہ مشکل نہیں رہا کہ اپنے ضلع کی کارکردگی سے باخبر رہے۔ وہ پانچ منٹ میں اپنے سٹاف کی پرفارمنس کو پرکھتے ہوئے مقامی سطح پر ہی کوئی فیصلہ کرنے کے قابل ہو گیا۔ اسی طرح اعلیٰ ترین سطح پر بھی تمام ڈویژنوں اور اضلاع کی پرفارمنس کو دیکھنا مشکل نہیں رہا یعنی کس علاقے میں محکمہ کی پرفارمنس کمزور ہے اور کہاں بہت اچھا کام ہو رہا ہے، رپورٹ لینا بہت آسان ہو گیا۔

اس انقلابی سسٹم سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ کوئی شخص جھوٹ نہیں بول سکتا۔ جس شخص کو سروسز ملیں اور جس نے سروسز دیں، ان دونوں کا ریکارڈ موجود رہتا۔ جب کسی فارمر کو سروس ملتی تو اس کا میسج اس کے موبائل پر بھی چلا جاتا جو کہ فارمر کے لئے ڈیجیٹل رسید ہے۔ فارمر کا نام، پتا اور فون نمبر سسٹم میں موجود رہتا۔ مثال کے طور پر اسلم صاحب یہ کہتے ہیں کہ میرے جانوروں کو کبھی نہیں دیکھا گیا تو ان کا نام نکال کر چیک کر لیا جائے گا۔ اس سے اسلم صاحب کو دی جانے والی تمام سروسز کا ریکارڈ نکل آئے گا۔ کتنی دفعہ ان تک سٹاف گیا، کب کب گیا، کون گیا اور کیا کر کے آیا، ہر چیز ریکارڈ کا حصہ رہتی۔ اسی طرح اگر کوئی افسر یہ کہے کہ میں بہت کام کرتا ہوں میرے خلاف کسی جگہ زیادتی ہوئی تو اس کا نام سرچ کرنے سے اس کی جانب سے دی جانے والی سروسز کا ریکارڈ سامنے آجائے گا۔

اسی سسٹم کے ذریعے رجسٹرڈ فارمرز کو روبوکالز اور ایس ایم ایس بھی کیے جاتے اور ممکنہ طور پر ان کی مقامی زبان کا انتخاب کیا جاتا۔ اس کے لئے کال سنٹرز پر مقامی زبانوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی بٹھائے گئے تاکہ بہتر انداز میں بات ہو سکے۔

اس سسٹم کی ہیلپ لائن پر کوئی بھی شکایت درج کروا سکتا۔ شکایت درج ہونے کی صورت میں تحصیل کے ڈپٹی ڈائریکٹر یا ایڈیشنل ڈائریکٹر کو اطلاع دی جاتی جو کہ متعلقہ سٹاف کو شکایت مند تک پہنچنے کا کہتا۔ شکایت دور ہونے کی صورت میں سٹاف دی جانے والی سروس بارے سسٹم پر اپ لوڈنگ کر دیتا۔ اگر شکایت دور نہ ہوتی تو ایک خاص وقت کے بعد اس کا ریمائنڈر میسج ایڈیشنل ڈائریکٹر کو چلا جاتا، پھر خاص وقت کے بعد ڈائریکٹر کو اور پھر اوپر اور آخر کار شکایت پھر بھی دور نہ ہونے کی صورت میں میسج سیکرٹری لائیوسٹاک تک پہنچ جاتا۔ اس سسٹم پر کی جانے والی ہر کال کا ریکارڈ موجود رہتا۔ رپورٹ کے مطابق اگر کوئی اس سسٹم پر کال کرے اور لائن مصروف ہو یا کال کسی وجہ سے مس یا ڈراپ ہو جائے تو اسے واپس کال کی جاتی۔

اسی سسٹم کے ذریعے سپلائی چین کو بھی مینج کیا جاتا رہا۔ کتنی ادویات یا ویکسین موجود ہیں۔ کتنی سپلائی

ہوئیں، کس علاقے میں سپلائی ہوئیں، کس ضلع میں کتنی ادویات استعمال ہوگئیں، کس کس جگہ اور کیوں استعمال ہوئیں، باقی کتنی پڑی ہیں۔ مجموعی طور پر سٹاک میں کتنی پڑی ہیں۔ ایک ایک چیز سسٹم میں ریکارڈ کرنے کی کپیسٹی دی گئی۔

اس سارے سسٹم پر کام ڈپٹی سیکرٹری عرفان خالد نے کیا اور وہ اس سلسلہ میں داد کے مستحق ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر قسیم، ڈاکٹر اظہر، ڈاکٹر نوفل، ڈاکٹر علی عباس، ڈاکٹر شکسیمہ، ڈاکٹر اقراء ظفر، ڈاکٹر زین الفاطمہ، ڈاکٹر عاصمہ کوثر، اور دیگر افراد جو کسی نہ کسی شکل میں اس سسٹم کا حصہ رہے داد کے مستحق ہیں۔

بہت ضروری ہے کہ مستقبل میں نہ صرف اس سسٹم کو چلنے دیا جائے بلکہ اسے مزید بہتر کرتے ہوئے اس میں کمی کو دور کیا جائے۔ اس میں 100 فیصد ڈیٹا اپ لوڈنگ کو یقینی بنایا جانا چاہئے۔ نیز اس بات کو بھی چیک کیا جاتا رہنا چاہئے کہ کیا کسی جگہ سے غلط ڈیٹا تو نہیں آرہا۔ بہتری کے لئے عام موبائل کے ساتھ ساتھ سوفٹ ویئر اور موبائل ایپ کے ذریعے بھی اپ لوڈنگ کی آپشن ہونی چاہئے تاکہ جو لوگ آئی ٹی فرینڈلی ہیں اور جنہیں انٹرنیٹ کے مسائل نہیں، ان کے لئے آسانی رہے۔ اس سسٹم بارے پبلک آگاہی پر بھی مزید کام کیا جانا چاہئے اور اس سلسلے میں منظّم کمپین چلائی جانی چاہئے۔ میڈیا کے ذریعے لوگوں کو بتایا جائے کہ محکمہ کی جانب سے جو سروس دی جاتی ہے وہ ریکارڈ ہوتی ہے اس لئے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مقامی سطح پر محکمہ تک جائیں۔

9211 کا سسٹم ایک انقلابی قدم ہے۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ ریکارڈ کیپنگ کا سسٹم ایسا ہے کہ مستقبل میں اسے ٹارگٹ کرنے کی کوشش متوقع ہے۔ ممکنہ طور پر کوشش کی جائے گی کہ اسے بند کیا جائے یا مفلوج کر دیا جائے تاکہ پرفارمنس ریکارڈنگ کا سلسلہ بند ہو سکے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بدنیتی کی بدترین مثال ہوگی اور اس بارے ہر جگہ آواز بلند کی جائے گی۔ یہی وہ سسٹم ہے جس نے محکمہ کے ہر افسر کو اپنی جگہ ذمہ دار بناتے ہوئے ایک غریب فارمر تک کی رسائی میں کر دیا۔ دوسری جانب کام کرنے والوں کو اب دبانا بھی نسبتاً مشکل ہوگیا۔ اس سسٹم نے محکمے کا ماحول ایسا بنا دیا کہ بات صرف پرفارمنس کی ہوتی اور پرفارمنس ہی ایسی چیز ہے جس کی بدولت محکمہ کا سروس ڈلیوری سسٹم درست چل سکتا ہے۔

اس سسٹم کو مستحکم کرنے کے لئے محکمہ کو اپنا ایک الگ سے سیل یا ڈائریکٹریٹ بنا لینا چاہئے جس میں ICT کے ماہرین کے ساتھ ساتھ ICT میں بنیادی تربیت یافتہ ویٹرنری پروفیشنلز شامل ہوں۔ یہ نیا ڈائریکٹریٹ سسٹم کو بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے متعلقہ مسائل کو بھی بروقت حل کرتا رہے۔

موبائل سروس ڈلیوری

سول ویٹرنری ہسپتالوں، ڈسپنسریوں اور سنٹروں کی عمارتیں ماضی میں پنجاب کے مختلف علاقوں میں جانوروں کی ضرورت کے مطابق تعمیر ہوتی رہیں جن میں موجود عملہ فارمرز کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ان کا انتظار کرتا جبکہ فیلڈ پریکٹیشنرز فیلڈ میں ان کی ضروریات پوری کرتے۔

چونکہ ان ہسپتالوں کے پاس ایمبولینس سسٹم جیسی کوئی خاص چیز نہیں تھی، اس لئے ماضی میں ہمیشہ یہ سوال رہا کہ اگر کوئی جانور بیمار ہوتا ہے تو اسے ہسپتال لانا کیسے ممکن ہوگا؟ چھوٹے جانور کی صورت میں تو ہسپتالوں کا رخ کر لیا جاتا۔ بڑے جانور کی صورت میں بھی ہسپتال لایا جاتا اگر یہ چلنے کے قابل ہوتا یا پھر انتہائی مجبوری میں کسی ریڑھی، ٹرالی وغیرہ کو بطور ایمبولینس استعمال کر لیا جاتا۔ مگر بڑی تعداد میں لوگ اپنے اردگرد پرائیویٹ پریکٹس کرتے کسی فرد کو ٹیلی فون کر کے ضرورت پوری کرتے۔

ہمارے مقامی تناظر میں جہاں ہر طرف جانور بکھرے ہیں، کسی ایسے سسٹم کی ضرورت تھی کہ ہر علاقے میں ایک ہیڈ کوارٹر ہو اور اس کے زیرِ انتظام گاڑیاں مختلف علاقوں میں گردش کرتے ہوئے دہلیز پر سروس مہیا کریں جبکہ ایمرجنسی اور فولو اپ کے لئے سٹاف کے پاس موٹر سائیکلیں ہوں۔ اس کی عملی مثال بروک ہسپتال ہے جہاں ان کا سفری شفا خانہ فیلڈ میں گھوم کر کام کرتا ہے اور اس سارے آپریشن کو اس شہر میں موجود کیمپ آفس سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔

پچھلے چار سالوں میں محکمہ لائیوسٹاک نے اسی تناظر میں اپنے سروس ڈلیوری سسٹم میں تبدیلی لاتے ہوئے فیلڈ سٹاف کو موبائل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی بنیاد اس کنسیپٹ پر تھی کہ جامد ڈلیوری سسٹم کو موبائل کرتے ہوئے فارمر کی دہلیز پر پہنچا جائے۔

محکمہ نے سٹاف کو موٹر سائیکلیں آسان اقساط پر دیں۔ ان موٹر سائیکلوں کو خاص طور پر نارنجی رنگ میں بنوایا گیا۔ ہر موٹر سائیکل کے ساتھ ویٹرنری کِٹ، پٹرول اور دیگر ضروری سامان بھی مہیا کیا گیا۔ پہلے سے موجود گاڑیوں کو پیلے رنگ کی برینڈڈ موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز میں بدلا گیا جبکہ اس

کے لئے نئی گاڑیاں بھی فراہم کی گئیں۔ برینڈنگ پر ڈاکٹر اکرام ناز اوران کی ٹیم نے کام کیا۔ برینڈنگ میں رنگ کے ساتھ متعلقہ علاقے کو بھی مدنظر رکھا گیا۔مثال کے طور جس علاقے میں گاڑی چلنی ہے اس علاقے کے جانوروں کی تصاویر پرنٹ کی جائیں۔اسی طرح اس علاقے کی ثقافت کا اظہار کرتی تصاویر بھی شامل کی گئیں۔ان موٹر سائیکلوں اور گاڑیوں کو 9211 سسٹم کے ساتھ لنکڈ کر دیا گیا تاکہ ان کی سرگرمیوں کا ریکارڈ موجود رہے۔

محکمہ کی رپورٹ کے مطابق موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز کی تقسیم پلاننگ کے تحت مختلف علاقوں میں کی

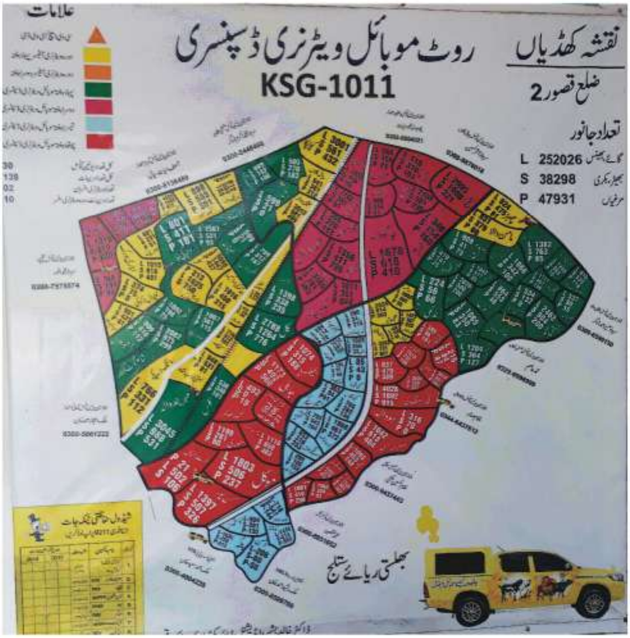

گئی۔اس کے لئے ہر گاڑی کا باقاعدہ روٹ پلان بنایا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ گاڑیوں کو موبائل لیبارٹریز کی شکل میں بھی چلایا گیا تا کہ فیلڈ میں تشخیصی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔موبائل ہسپتال

کی طرز پر موبائل لیبارٹری کا بھی روٹ بنایا گیا۔ چولستان اور اونٹوں کے لئے الگ موبائل ہسپتال

چلائے گئے ۔ویکسین اور ادویات کی سپلائی کے لئے ٹرک، پولٹری اور بطخوں کی سپلائی کے لئے ٹرک، فیڈ کی سپلائی کے لئے ٹرک اور بیمار گدھوں کے لئے گاڑیوں کے ساتھ ساتھ سیمن اور گیس کی سپلائی کے لئے ٹرکوں کو بہتر کرتے ہوئے برینڈڈ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ برینڈڈ موبائل ٹریننگ بسوں نے بھی محکمہ کو موبائل کرنے میں حصہ ڈالا۔

موبائل ٹریننگ بس کی ایک الگ ہسٹری ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق بنیادی طور پر یہ ٹرک تھے

جو 1982 میں خریدے گئے۔ دس پندرہ سال چلنے کے بعد یہ ناکارہ ہو گئے اور چودہ سال تک دھوپ میں سڑتے رہے۔ جب انہیں بیچنے کا پروگرام بنایا تو کوئی لینے کو تیار نہ ہوا۔ محکمہ لائیوسٹاک نے 2016 میں انہیں ٹھیک کروایا اور بس کی شکل کی باڈی ڈلوا کر موبائل ٹریننگ سکول میں بدل دیا جو پنجاب بھر میں فارمز اور سٹاف کی تربیت کے لئے استعمال ہوتے رہے۔ ان ایئر کنڈیشنڈ سکولوں میں LCD اور ویڈیو سسٹم وغیرہ بھی لگایا گیا۔

ان موبائل ہسپتالوں، لیبارٹریوں اور ٹریننگ بسوں کے ساتھ ساتھ موٹر سائیکلوں نے محکمہ اور فارمر کے مابین کھوئے ہوئے اعتماد کو بحال کرنا شروع کر دیا۔ یہ تجربہ انتہائی کامیاب رہا۔ موٹر سائیکلوں

اور گاڑیوں کی برینڈنگ نے ڈیپارٹمنٹ کی پریزنٹیشن کو بہتر کیا اور عام لوگوں کو بھی محکمہ کی کارکردگی کا احساس دلایا۔ ان گاڑیوں کی بدولت گنجان آباد شہروں سے لیکر صحرا اور حتیٰ کہ پہاڑوں تک محکمہ کی موجودگی دور سے نظر آجاتی۔ اس موبائل سسٹم سے محکمہ ایسی ایسی جگہ تک پہنچ گیا کہ اس کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ پنجاب کے قبائلی علاقے ہوں یا راجن پور کا کچے کا علاقہ، چولستان کا صحرا ہو یا بالائی پنجاب کے پہاڑ، ہر جگہ محکمہ نے اپنا وجود تسلیم کروایا۔

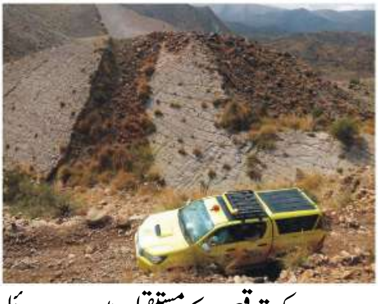

اس بات کی توقع ہے کہ مستقبل میں اس موبائل سسٹم کو بھی ٹارگٹ کیا جائے گا کیونکہ اگر اس سسٹم نے کام کیا تو یہ اس مافیا کی جگہ لے لے گا جو ہسپتال کے غیر متحرک ہونے کا بہانا کرتے ہوئے فارمر کے پاس نخرے سے جاتا تھا اور پھر کماتا تھا۔ اسی طرح یہ کنسیپٹ اگر بڑھتا ہے اور صحیح معنوں

منصوبہ برائے
تحفظ ساہیوال گائے

میں کام کرتا ہے تو عطائیت کی بھی آہستہ آہستہ جگہ ختم ہو جائے گی۔اس لئے مستقبل میں ان گاڑیوں کو چلتے رہنا چاہئے۔گاڑیوں کے چلنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ان کو پٹرول اور دیگر سہولیات بروقت ملتی رہیں۔جو وسائل ان گاڑیوں کے لئے مختص ہوں وہ انہی کو ملنے چاہئیں۔اس مقصد کے لئے بہتر ہوگا کہ ان گاڑیوں کا ایک الگ مانیٹرنگ سیل بنا دیا جائے جو ان سے رابطے میں رہتے ہوئے ان کے مسائل حل کرتا رہے اور ساتھ میں ان کی پرفارمنس کو بھی مانیٹر کرے۔

ایک تحصیل میں ایک موبائل ڈسپنسری اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے۔ان موبائل ویٹرنری ڈسپنسریوں کی تعداد کو بڑھاتے ہوئے انہیں بتدریج ہر علاقے میں پہنچانا چاہئے۔اس سلسلے میں زوننگ کرتے ہوئے گاڑیوں کی تعداد اس طرح سے مختص کی جانی چاہئے کہ ہر زون میں موبائل سروس روزانہ کی بنیاد پر آسانی سے فراہم ہو جبکہ ہسپتال ان گاڑیوں کے ہیڈکوارٹرز اور ایمرجنسی سنٹرز کے طور پر کام کریں اور فراہم کردہ موٹرسائیکلیں فولواپ کی غرض سے ڈیوٹی دینے کے ساتھ ساتھ ایمرجنسی کو بھی ہینڈل کریں۔موبائل ڈسپنسریز سے متعلقہ سہولیات میں اضافہ ہونا چاہئے اور سٹاف کو الاؤنسز ملنے چاہئیں۔موبائل ڈسپنسریز کے ساتھ ساتھ موٹرسائیکلوں کو فراہم کردہ پٹرول کی مقدار کو بھی بڑھانا چاہئے تاکہ کسی بھی فارمر کی ڈیمانڈ پر فوراً پہنچا جاسکے اور کسی سے پٹرول کے پیسے نہ مانگنے پڑیں۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ تمام گاڑیاں اپنے اپنے روٹ پلان کے مطابق متعلقہ افسروں کے پاس فیلڈ میں کام کرتی رہیں۔اب ان گاڑیوں کو دیکھ کر اگر کسی کے منہ میں پانی آئے اور اسے ہیڈآفس میں منگوانے یا اعلیٰ افسران یا اعلیٰ ترین افسران کے حوالے کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ بڑی زیادتی ہوگی۔اسی طرح ان گاڑیوں سے برینڈنگ ختم کرنے یا رنگ بدلوانے کی بھی ہرگز اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ان گاڑیوں کا انتظامی امور میں استعمال بھی نہیں ہونا چاہئے۔ ان گاڑیوں کا مقصد فارمر کو سروسز دینا ہے اور یہ گاڑیاں اسی مقصد کے لئے فیلڈ میں متعلقہ افسروں کے براہِ راست زیرِ استعمال رہنی چاہئیں۔

بریڈنگ اور بریڈنگ اتھارٹی

لائیوسٹاک پروڈکشن سسٹم میں سب سے اہم بریڈنگ کا شعبہ ہے۔ یہ سارے پروڈکشن سسٹم کی بنیاد ہے۔اگر لائیوسٹاک سے متعلقہ تمام سروسز بہترین ہوں اورصرف اس ایک حصے پر توجہ نہ دی جائے تو سب کچھ تباہ ہوسکتا ہے۔ یہی وہ کام ہے جس نے نسلوں کو نہ صرف بچانا ہوتا ہے بلکہ ان میں وقت کے ساتھ ساتھ بہتری بھی لانی ہوتی ہے۔

پاکستان میں تمام جانوروں کی اچھی نسلیں موجود ہیں مگر بدقسمتی سے انہیں بچایا نہیں جاسکا اور یہی وہ وجہ ہے جس نے لائیوسٹاک کے شعبہ میں خوب تباہی مچائی۔اگر چہ اس حوالے سے 1970 سے تجربے ہورہے ہیں مگر نتیجہ نقصان ہی رہا۔

ماضی کے پروجنی ٹیسٹنگ پروگراموں کو جاننے کے لئے محکمہ نے انکوائری کی۔اس سلسلے میں سینئر افسران کو سیکرٹری لائیوسٹاک کی جانب سے الگ الگ خط لکھے گئے اورانہیں ذاتی طور پر کسی رجسٹرڈ فارم کا سروے کر کے رپورٹ جمع کروانے کی ہدایت کی گئی۔اس ساری کارروائی میں 80 فیصد جانوروں کا ہرڈ کسی اورنسل کا پایا گیا یعنی بڑی تعداد میں جانور کسی اورنسل سے تھے اور رجسٹر کسی خاص نسل کی نام پر کئے گئے تھے۔رجسٹرڈ جانوروں کی تعداداوراصل تعداد میں فرق تھا۔دھبے دار اور عجیب رنگت کے جانور ملے۔ بہت سے جانور ایسے رجسٹر تھے کہ ان میں غیر ملکی جانوروں کا کراس بھی شامل تھا۔پروون بلز کا پراپر ریکارڈ موجود نہیں تھا۔بنائے گئے سوفٹ ویئر پر کبھی کام ہی نہیں ہوا۔رجسٹرڈ جانوروں کو سروسز ہی نہیں دی گئیں۔جانوروں کی اصل پیداوار ریکارڈ ڈ پیداوار سے ملتی ہی نہیں تھی۔ڈی این اے پروفائلنگ سے علم ہوا کہ بُلز کو جن جانوروں کے بچے ظاہر کیا گیا تھا وہ ان کے بچے تھے ہی نہیں۔جب علاقوں میں سروے کروایا گیا تو رجسٹرڈ فارمرز ہی حقیقت میں کم نکلے۔پروجنی ٹیسٹنگ کے حوالے سے ماضی میں جوانٹرنیشنل کنسلٹنٹ کی جانب سے تجاویز دی گئی تھیں ان پر بھی غور نہیں ہوا۔

محکمہ نے پچھلے چار سالوں میں چیزوں کو بہتر کرنے کی کوشش کی۔ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق اس سے پہلے پروجنی ٹیسٹنگ پروگرام میں صرف ساہیوال نسل اور نیلی راوی نسلیں شامل تھیں، نئے پلان کے مطابق ساہیوال کے ساتھ ساتھ دیگر نسلوں کو بھی پروگرام میں شامل کیا گیا۔ ساہیوال کے ریسرچ سنٹر کا نام بدل کر مقامی نسلوں کی حفاظت کا سنٹر رکھ دیا گیا۔ پروگرام میں شامل اضلاع کو بڑھایا گیا۔ پروگرام کی زوننگ کی گئی اور روٹ میپ بنائے گئے۔ برینڈڈ گاڑیاں بطور موبائل

ویٹرنری ڈسپنسری فراہم کی گئیں۔ فارمر کی سروسز کو بڑھایا گیا۔ جھنگ میں ڈیٹا انالسز لیب کو فنکشنل کیا گیا۔

محکمہ نے گزشتہ چار سالوں میں گورنمنٹ کے سیمن پروڈکشن یونٹس کی حالت کو بھی ٹھیک کیا۔ ادھر

ڈاکٹرمحسن رضااورڈاکٹرسیدعامربخاری کی ٹیم نے کام کیاہے۔ایک رپورٹ کےمطابق ان یونٹس میں نیلی راوی ،ساہیوال اور چولستانی کے ساتھ ساتھ دھنی اور داجل نسل کے جانوروں کے

سیمن کی پروڈکشن کی جاتی ہے۔یونٹس میں جانوروں کے باڑوں کوبہترکیاگیااوراس سلسلے میں ضرورت کےمطابق نئی تعمیربھی کی گئی۔ریسٹنگ ایریاکے لئےفینسنگ کی گئی۔خوراک اورپانی کی

کھرلیوں کومرمت کیاگیا۔جانوروں کی ورزش کے لئےجگہ بنائی گئی۔صفائی ستھرائی کےنظام کو بہترکیاگیا۔جانوروں کی فیڈنگ پرتوجہ دی گئی۔قادرآبادمیں سانڈوں کے لئےتالاب بنایاگیا

جہاں ہر سانڈ کے لئے الگ الگ جگہ فراہم کی گئی۔ بُلز کی نسلوں کی موسمیاتی تبدیلیوں کی مناسبت
سے شفٹنگ کی گئی۔ سیمن پروڈکشن یونٹ کے لیبارٹری سامان میں جدت لائی گئی۔ سیمن کی کوالٹی

Computer Assisted Semen Analyzer کوٹیسٹ کرنے کے لئے
(CASA) انسٹال کیا گیا۔ سب سے اہم سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد کی ISO سرٹیفیکیشن

کروائی گئی۔ ان تمام چیزوں سے جانوروں کی مینجمنٹ بہتر ہوئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ فی جانور ڈوز ز کی تعداد بڑھ گئی۔

کلورکوٹ کا سیمن پروڈکشن یونٹ ایسی جگہ موجود تھا جہاں ریتلی آندھی کی وجہ سے سیمن کا خراب ہو جانا معمول کا مسئلہ تھا۔ اس مسئلے کے حل کے لئے اس یونٹ کو بچھڑوں کی پرورش گاہ میں بدل دیا گیا۔ اس اور دیگر کاف ریزنگ سنٹرز سے سیمن پروڈکشن اور بریڈنگ کے لئے بُلز حاصل کئے جاتے۔

ماضی میں سیمن پروڈکشن یونٹس سے سیمن لاہور میں لایا جاتا تھا اور یہاں پر موجود سیمن بنک سے سارے پنجاب میں تقسیم ہوتا۔ گزشتہ چار سالوں میں سیمن بنک قادر آباد میں بنایا گیا اور پھر یہیں سے پنجاب بھر میں سیمن اور گیس کی ڈسٹری بیوشن کی جاتی۔ سیمن اور گیس کی ترسیل کے لئے مخصوص

گاڑیاں فراہم کی گئیں جن کی برینڈنگ بھی ہوئی۔ Inbreeding کوروکنے کے لئے ہر ضلع کا بُل الگ کردیا گیا جسے دوسال بعد بدلنے کا پلان بنایا گیا۔

محکمہ کی رپورٹ کے مطابق ہر سرکاری ٹیکنیشن کے لئے لازمی قرار دے دیا گیا کہ وہ جس جانور کی انسیمی نیشن کرے اس کو ٹیگ کرنے کے بعد اس کی رجسٹریشن کرے اور سسٹم پر اپ لوڈ کردے جبکہ خالی سٹرا اور رسید فارمر کو دے دے۔ اس کے بعد جانور کے گبھن ہونے اور ڈیلیوری تک کا ریکارڈ اپ لوڈ کرے۔ فارمر کو ریکارڈ رکھنے کے لئے بریڈنگ کارڈز مہیا کئے گئے۔ انسیمی نیشن سے جانور کے بچہ دینے تک مرحلہ وار Incentive دیا جاتا جس کا شیئر ٹیکنیشن کے ساتھ ساتھ افسروں کو بھی ملتا۔ پیدا ہونے والے بچے کی ٹیگنگ کے بعد رجسٹریشن ہو جاتی۔ بچہ پیدا ہونے پر سیمن کی اصلیت کو جاننے کے لئے DNA ٹیسٹ کروانے کی سہولت فراہم کی گئی جس کے لئے لاہور میں سٹیٹ آف دی آرٹ لیب بنائی گئی۔

اس دور میں مصنوعی نسل کشی کے ساتھ ساتھ قدرتی نسل کشی پر بھی توجہ دی گئی۔ فیلڈ سے بریڈنگ کے لئے بُل رجسٹر کئے گئے اور انہیں معاوضہ دیا جاتا۔ ساہیوال اور چولستانی نسل کے ساتھ ساتھ

داجل اور دھنی کے بلز بھی تقسیم کیے گئے۔ بھیڑ بکریوں کے لئے کجلی، لوہی اور بیتل کے نر تقسیم کئے گئے۔ یہاں تک کہ اونٹ بھی بریڈنگ کے لئے رجسٹر کئے گئے۔

ماضی میں جس کا دل چاہتا، وہ کہیں سے بھی سانڈ پکڑتا اور عام آلات سے سیمن نکال کر اسے بیچنا شروع کر دیتا۔ غیر ملکی سیمن کی لوکل پروڈکشن جاری تھی۔ دوسری جانب باہر سے سیمن منگوانے میں بھی اندھیر نگری تھی۔ بہت سے مصنوعی نسل کشی کے تربیتی ادارے موجود تھے جو چند ہفتوں میں ماہر بنا دیتے۔ ان مسائل کے حل کے لئے عرصہ دراز سے زیر غور پنجاب لائیوسٹاک بریڈنگ ایکٹ آخر 2014 میں منظور ہو گیا۔ اس منظوری کے بعد لائیوسٹاک بریڈنگ سروسز اتھارٹی نومبر 2015 میں قائم ہوئی اور اس کے رجسٹرار ڈاکٹر آصف سلمان ساہی مقرر ہوئے۔ اس ایکٹ کے تحت پھر سٹینڈرڈز بنائے گئے اور اتھارٹی کے ذریعے ان کو لاگو کروانے کی کوشش کی گئی۔

بریڈنگ اتھارٹی کی رپورٹ کے مطابق اس نے سب سے پہلا ہاتھ محکمہ کے سیمن پروڈکشن یونٹس پر ڈالا۔ سو کے قریب بُلز ختم کئے جبکہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب سیمن کی ڈوزیں ضائع کیں۔ سیمن کلیکشن اور پروسیسنگ کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے سٹاف کی تربیت اور لیبارٹریوں کی اپ گریڈیشن کے لئے اقدامات اٹھائے۔ CASA سسٹم کو لازمی قرار دیا۔ پرائیویٹ سیمن یونٹس کی ہزاروں سیمن ڈوزز ضائع کیں جبکہ ناکارہ بلز یا ختم کئے یا خصی کر دیے۔ پرائیویٹ سیمن پروڈکشن یونٹس اور سیمن امپورٹرز کے ساتھ ساتھ پنجاب بھر سے سیمن ڈسٹری بیوٹرز کو رجسٹر کیا گیا۔

آرٹیفشل انسیمی نیشن کے ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کو بھی رجسٹر کیا۔ گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ سیمن لگانے والوں کی بھی رجسٹریشن کی گئی۔ ان ٹیکنیشنز کو تربیت دی گئی اور اس کے بعد رجسٹر کر کے 9211 سسٹم سے لنکڈ کر دیا گیا۔ غیر ملکی سیمن کی مقامی پیداوار کو بند کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے گئے۔ جعلی سیمن سے متعلقہ اشتہار دیے گئے۔ محکمہ نے خود غیر ملکی سیمن منگوا کر بھی تقسیم کیا۔ A2A2 کا کنسپٹ دیا گیا پہلے A2A1 یا A1A1 سیمن مبینہ طور پر یہاں بڑی تعداد میں آتا تھا۔ اتھارٹی نے غیر رجسٹرڈ سیمن یونٹس، ٹیکنیشنز، امپورٹرز اور ڈسٹری بیوٹرز کے خلاف کارروائی بھی کی اور ایف آئی آر درج کروائیں۔

پنجاب لائیوسٹاک بریڈنگ ایکٹ کی منظوری اوراس کے بعد پنجاب لائیوسٹاک بریڈنگ سروسز اتھارٹی کا قیام، اگرچہ یہی ایک بڑا کارنامہ ہے مگر بریڈنگ اتھارٹی نے محدود وسائل اور بہت کم افرادی قوت کے ساتھ قلیل وقت میں ریکارڈ کام کیا۔ بریڈنگ اتھارٹی کا سب سے بڑا کارنامہ پرائیویٹ سیمن پروڈکشن یونٹ پر معیار کے حوالے سے ہاتھ ڈالنا، باہر سے منگوائے جانے والے سیمن کو ریگولرائز کرنا اور ٹیکنیشنز کی رجسٹریشن ہے۔ بریڈنگ کے حوالے سے ایسا تو نہیں کہا جاسکتا کہ بین الاقوامی معیار کو چھولیا، ہاں یہ ضرور ہو گیا کہ گھٹیا معیار کو کم کر دیا گیا۔

واضح رہنا چاہئے کہ محکمہ کے موجودہ سٹاف کو بریڈنگ انسپکٹر کا درجہ دے کر نتائج حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ جن مقاصد کے لئے بریڈنگ اتھارٹی قائم کی گئی ہے ان کے حصول کے لئے ضروری ہوگا کہ رجسٹرار کے ساتھ ساتھ باقی سٹاف بھی الگ سے ہو۔ مستقبل میں اتھارٹی کو الگ دفتر فراہم کرتے ہوئے اس کے لئے الگ سے انسپکٹرز بھرتی کئے جانے چاہئیں۔ اس سارے خودمختار ادارے کا آپریشن پنجاب فوڈ اتھارٹی کی طرز پر ہونا چاہئے تا کہ یہ بغیر کسی رکاوٹ اور پریشر کے محکمہ اور پرائیویٹ سیکٹر دونوں کو مانیٹر کر سکے۔ واضح رہنا چاہئے کہ یہ وہ واحد کام ہے جو ریاست کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔ اگر محکمہ لائیوسٹاک اس اتھارٹی کو مضبوط کرتے ہوئے صرف بریڈنگ ایکٹ پر سختی سے عملدرآمد کروالے تو یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

ہمارے ہاں یقیناً قانون بنانا آسان ہے مگر اس پر عملدرآمد بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر ایک کام جو مشکل نہیں وہ قانون کے بارے آگاہی دینا ہے۔ حکومتِ پنجاب کو چاہئے کہ بریڈنگ ایکٹ سے متعلق زیادہ سے زیادہ آگاہی دے تا کہ عام فارمر کو اس بات کا علم ہو کہ اس سلسلے میں کیا قانونی اور کیا غیر قانونی ہے۔ نیز اسے اپنے حقوق بارے بھی علم ہو سکے۔ اس ایکٹ اور اس کے رولز کو

ویٹرنری پروفیشنلز کے تعلیمی نصاب میں بھی شامل کرنا چاہیئے اور ویٹرنری تعلیمی اداروں کے فیکلٹی ممبرز کو بھی اس سے آگاہ کرنا چاہیئے۔

پراجنی ٹیسٹنگ پروگرام میں تبدیلیاں لاکر اسے جس سمت میں چلایا گیا اس میں چھیڑ چھاڑ بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔اس پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے سختی سے معاملات کو ہینڈل کرنا چاہیئے اور اس پروگرام کی بریڈنگ اتھارٹی کے ساتھ ساتھ تھرڈ پارٹی سے بھی مانیٹرنگ کروائی جانی چاہیئے۔سیمن پروڈکشن کی کوالٹی مزید بہتر ہونی چاہیئے اور ISO Certfication کا باقاعدگی سے آڈٹ ہوتے رہنا چاہیئے۔ISO Certification میں اگلے مراحل کی طرف بھی بڑھنا چاہیئے۔مزید کالف ریزنگ سنٹر اور دوسرے سیمن پروڈکشن یونٹ کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے ان کی بھی سرٹیفیکیشن اور ایکریڈیٹیشن کروانی چاہیئے۔سیمن پروڈکشن یونٹ کے سٹاف کی انٹرنیشنل ٹریننگ بھی انتہائی ضروری ہے۔

محکمہ نے جو ہر ضلع کے لئے بُل کو مختص کیا اور اسی طرح قدرتی نسل کشی کے لئے جو بلز فراہم کئے گئے،ان کی تبدیلی پلان کا حصہ تھی۔ضروری ہے کہ جہاں ہر ضلع کا بُل طے کردہ وقت کے مطابق باقاعدگی سے بدلا جائے وہاں فارمرز کے بُلز کی آپس میں تبدیلی کو بھی یقینی بنایا جائے۔نیز بُلز رکھنے والوں کی مانیٹرنگ اور ان کو معاوضے کا ملتے رہنا بھی بہت ضروری ہے۔

ویکسین پروڈکشن

لائیوسٹاک پروڈکشن سسٹم میں بریڈنگ کے بعد جانوروں کی بیماریوں سے حفاظت کی اہمیت ہے اور اس میں بنیادی کردار ویکسین کا ہے۔ ویکسین اور پھر ویکسی نیشن، ان دونوں میں کوتاہی بہت بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ فیکٹر نہ صرف جانوروں کی صحت بلکہ انسانی صحت کے لئے بھی اہم ترین ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو پبلک ہیلتھ سیفٹی کی بنیاد ہے۔ ویکسین کی پروڈکشن، اس کی ڈسٹری بیوشن اور جانور کو لگنے کے ساتھ ساتھ اس کے کاروبار میں گڑبڑ، مجرمانہ غفلت ہے۔
گزشتہ چار سالوں میں ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو کہ پنجاب میں ویکسین کی فیکٹری ہے، میں

انقلابی تبدیلیاں لائی گئیں۔ 1963 میں یہ ادارہ لاہور میں قائم ہوا، مقصد جانوروں کی بیماریوں

کی روک تھام کے لئے حیاتیاتی مصنوعات کی پیداوار اور ویٹرنری شعبہ سے متعلقہ ریسرچ تھا۔ رائے عامہ یہ تھی کہ گورنمنٹ کی ویکسین لگانے سے بہتر ہے کہ پانی لگا دیا جائے۔ مگر اب معیار بہتر ہوا ہے۔ یہاں ڈاکٹر عبدالرؤف، ڈاکٹر محمد اقبال اور ان کی ٹیم نے کام کیا۔ ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو ISO سرٹیفائیڈ کیا گیا۔ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق 1963 کے بعد 17-2016

میں باؤنڈری وال دوبارہ تعمیر کی گئی۔ لیبارٹریز کی حالت کو بہتر کرتے ہوئے انہیں جدید سہولیات اور مشینری سے آراستہ کیا گیا۔ کیمیکلز کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔ بائیوفرمنٹر مہیا کیا گیا۔ نان فنکشنل بوائلر کو فنکشنل کیا گیا۔ بجلی کی بلاتعطل سپلائی کے لئے جنریٹر لگائے گئے۔ مالیکیولر لیب کو مکمل طور پر فعال کیا گیا۔ کوالٹی کنٹرول لیب کو بہتر کرتے ہوئے اسے ISO سرٹیفائیڈ اور ایکریڈیٹڈ کروایا گیا۔

کوالٹی کنٹرول لیبارٹری VRI لاہور کی ISO Certification میں سٹاف کی محنت قابلِ ستائش ہے

ڈاکٹر محمد انیس، ڈاکٹر اکرام الحق، ڈاکٹر عفت ہما، ڈاکٹر شہزاد قادر، ڈاکٹر رابعہ انجم، ڈاکٹر امجد اقبال اور دیگر
سٹاف ممبران نے 75 دن میں تمام مراحل کو کامیابی سے مکمل کیا

لاہور (نیوز ویوز سروس) ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور کی کوالٹی کنٹرول لیبارٹری ISO 9001:2008 سرٹیفکیشن حاصل کرنے کے بعد ISO 17025 سرٹیفکیشن کے لئے کوشاں ہے۔ لیبارٹری کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنانے کے لئے محکمہ لائیوسٹاک نے ISO Certification کا فیصلہ کیا۔ ڈاکٹر محمد انیس کی سربراہی میں ڈاکٹر اکرام الحق، ڈاکٹر عفت ہما، ڈاکٹر شہزاد قادر، ڈاکٹر رابعہ انجم، ڈاکٹر امجد اقبال اور سٹاف نے محض 75 دن میں تمام مراحل مکمل کر کے لیب کو ISO 9001:2008 سرٹیفائیڈ لیب کا درجہ دلا دیا۔ اس کامیابی کے بعد اب یہ ٹیم تین ٹیسٹوں کی ISO 17025 سرٹیفکیشن کے لئے کوشاں ہے جس کے لئے پہلا مرحلہ کامیابی سے مکمل ہو چکا ہے جبکہ دوسرے مرحلے کے لئے کام جاری ہے۔ ڈاکٹر شہزاد قادر نے ڈاکٹر امجد اقبال اور ڈاکٹر رابعہ انجم کے ہمراہ ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب ایڈیٹر ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز کو لیبارٹری کے تمام سیکشنز کا وزٹ کروایا اور لیب میں ہونے والے تبدیلیوں کے بارے آگاہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ سرٹیفکیشن کی وجہ سے اب لیبارٹری میں کام کا معیار بہتر ہو جائے گا۔ یہاں ہونے والا کوئی بھی ٹیسٹ Traceable ہوگا اور تمام مراحل بغیر کسی دباؤ کے مکمل ہو سکیں گے۔ ISO Certification کے بعد اب کوئی بیرونی قوت لیب میں ہونے والے کوالٹی ٹیسٹ پر اثر انداز نہیں ہو سکے گی۔ اس انتہائی اہم قدم سے ادارے میں بننے والے حفاظتی ٹیکہ جات کی کوالٹی بھی بہتر ہوگی۔ واضح رہے کہ ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور میں 1987 میں کوالٹی کنٹرول سیکشن کی بنیاد رکھی گئی جو کہ ایک پراجیکٹ کے ذریعے 2005 میں کوالٹی کنٹرول لیب کی شکل اختیار کر گیا۔ اس وقت لیبارٹری کے تین سیکشنز بیکٹریالوجی، وائرالوجی اور فزیکل ٹیسٹنگ پر کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شہزاد قادر
ڈاکٹر امجد اقبال
ڈاکٹر رابعہ انجم
ڈاکٹر محمد انیس
ڈاکٹر اکرام الحق
ڈاکٹر عفت ہما

گل گوٹھو کی ویکسین کو آئل بیسڈ کر دیا گیا تا کہ اس کا اثر زیادہ دیر رہے۔ اس ویکسین کے لئے نیا سیکشن بھی قائم کیا گیا۔ نئی ویکسینز، اینٹی جن اور Diluent کی تیاری کا بھی آغاز ہوا۔ ویکسین کی پیکنگ کو چھوٹا اور بہتر کر دیا گیا اور اس کے لئے جدید سسٹم انسٹال کیا گیا۔ ویکسین کی کوالٹی اور

افادیت میں بہتری لاتے ہوئے ڈوز ریٹ کو کم کیا گیا۔ پروڈکشن میں بہتری آنے سے مجموعی طور پر کاسٹ آف پروڈکشن میں بھی کمی آئی۔

منہ کھر کی ریسرچ کے لئے 1964 میں قائم ہونے والے ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے سیکشن کو 2001 میں خود مختار سنٹر کا درجہ دے دیا گیا۔ مبینہ طور پر یہ پاکستان کا واحد ادارہ ہے جو منہ کھر کی ویکسین تیار کرتا ہے۔ اس ادارے کے انفراسٹرکچر کو بھی بہتر کیا گیا۔ یہاں ڈاکٹر محمد سجاد اور ان کی

ٹیم نے کام کیا۔ اس ادارے کی نئی عمارت تعمیر کی گئی جس میں HVAC سسٹم موجود ہے۔ نئی اور جدید مشینری لائی گئی۔ لیبارٹریز کو جدید سہولیات سے آراستہ کیا گیا۔ De-ionized پانی کے لئے آٹو میٹک اور جدید واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگایا گیا۔ فیلڈ سٹریز پر کام کیا گیا اور مجموعی طور پر ویکسین کی کوالٹی کو بہتر کیا گیا۔ ویکسین کو آئل بیسڈ کر دیا گیا اور اس کا ڈوز ریٹ بھی کم کیا۔ جدید سسٹم کی بدولت پیکنگ اور فلنگ کو بہتر کیا گیا جبکہ پیکنگ سائز بھی چھوٹا کر دیا گیا۔ مجموعی طور پر ویکسین کی پروڈکشن ایفی شینسی میں اضافہ ہوا۔

محکمہ نے گزشتہ چار سالوں میں وی آر آئی اور ایف ایم ڈی سنٹر کے انفراسٹرکچر میں انقلابی تبدیلیاں لا کر اس کی پروڈکٹس کی کوالٹی کے معیار کو بہتر کیا ہے۔ بہت ضروری ہے کہ اس حالت کو نہ صرف برقرار رکھا جائے بلکہ مستقبل میں اس میں مزید بہتری لائی جائے۔ ادارے کو جو ISO Certification ملی ہے اسے قائم رکھنا چاہئے اور اس کے لئے باقاعدگی سے آڈٹ ہونا چاہئے۔ یاد رہنا چاہئے کہ حکومت کی ویکسین پر فارمر کا اعتماد مکمل طور پر بحال نہیں ہوا اگرچہ اس میں بہتری ضرور آئی ہے۔ اعتماد کی مکمل بحالی کے لئے ضروری ہوگا کہ ویکسین کام کرتی رہے اور اس کے لئے ویکسین کی کوالٹی کا مستقل طور پر بہتر رہنا بہت ضروری ہے۔

کولڈ چین سپلائی سسٹم

ویکسین بنانے کے بعد اس کی سٹوریج اور ترسیل کا نظام سب سے اہم ہے۔ اگر انتہائی محنت سے بنائی گئی اعلیٰ معیار کی ویکسین مزدے اور گدھا گاڑی کے سہارے پنجاب میں پھیلائی ہے تو اس سے بہتر ہے کہ ویکسین بنائی ہی نہ جائے۔ ویکسین کی افادیت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک کولڈ چین سسٹم موجود ہو جس کے ذریعے ویکسین سپلائی کی جائے۔ اس غرض سے محکمہ نے گزشتہ چار سالوں میں انفراسٹرکچر کو فنکشنل کرتے ہوئے سٹیٹ آف دی آرٹ کولڈ چین سسٹم قائم

کیا جس میں پروڈکشن سے لے کر جانور کے لگنے تک ویکسین کی کولڈ چین کو قائم رکھا جاتا ہے۔ اس سسٹم کو ISO Certified بھی کروایا گیا۔

کولڈ چین سسٹم پر ڈاکٹر خالق شفیع، ڈاکٹر ریاست وسیع اللہ اور دیگر نے کام کیا۔ محکمہ کی رپورٹ کے

مطابق اس کولڈ چین سسٹم کے لئے مختلف ریجنز میں کولڈ سٹورز کو بہتر کرتے ہوئے فنکشنل کیا گیا۔

ان میں ٹمپریچر سنسر تھرمامیٹر لگائے گئے اور درجہ حرارت کو سافٹ ویئر کے ذریعے آن لائن مانیٹر کیا جانے لگا۔ ان سٹورز کے لئے بجلی کی بلاتعطل فراہمی کا انتظام کیا گیا۔ سسٹم میں ریفریجریٹڈ ٹرک شامل کئے گئے جس کے لئے پرانے ٹرکوں کو بھی استعمال میں لایا گیا۔

سٹوریج اور ترسیل کے سارے سسٹم کو 9211 سسٹم سے منسلک کر دیا گیا۔ کتنی ویکسین سٹور میں آئی، کتنی گئی، کہاں گئی، کتنی لگی اور کتنی بچ گئی، سب کا ریکارڈ سافٹ ویئر مینیج کر سکتا ہے۔ اس سسٹم کے مطابق پروڈکشن کے بعد جتنی ویکسین آئی وہ اینٹر ہو جاتی ہے۔ ویکسین GIN کے ذریعے جاری کی جاتی ہے۔ فیلڈ میں جس نے جتنی ویکسین لگائی اور جس فارمر کے جانور کو لگائی، معلومات 9211 سسٹم کے ذریعے اپ لوڈ کر دی جاتی ہے جبکہ اس ڈوز کی الیکٹرونک رسید فارمر کو اس کے موبائل پر SMS کی شکل میں چلی جاتی ہے۔

محکمہ کا موقف ہے کہ ماضی میں کارٹن یا توڑے میں ڈال کر ویکسین سپلائی ہوتی تھی اور اکثر اس میں کولڈ چین کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ نئے سسٹم میں پلاسٹک کے کریٹس دیے گئے۔ ویکسین پیلٹس میں ریپڈ ہوتی جس کے بعد ان پیلٹس کو کریٹس میں جوڑا جاتا اور پھر ٹرک میں شفٹ کر دیا جاتا۔ جو ویکسین امپورٹ ہوتی ہے اس کی کولڈ چین جہاز سے لیکر کولڈ سٹور تک مینج کی جاتی ہے۔

ویکسین پروڈکشن اور سپلائی

میں نے اس کولڈ سسٹم کو وِزٹ کیا اور اس کو قریب سے سمجھنے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے ویکسین سنٹرل کولڈ سٹور میں آتی جو کہ وی آر آئی لاہور میں واقع ہے۔ یہاں سے ویکسین ٹرکوں کے ذریعے ریجنل سٹورز اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں پہنچائی جاتی۔ لوڈنگ کے بعد ٹرک ٹریک ہوتا اور اس کی سپیڈ اور اس کا درجہ حرارت سارے راستے سسٹم کے ذریعے مانیٹر ہوتا رہتا۔ اگر کسی جگہ اس کا ٹمپریچر نیچے آئے تو سسٹم فوراً بتا دیتا جس کے بعد اس ٹرک ڈرائیور کو متنبہ کیا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈویژنل لیول پر بھی ٹرک فراہم کئے گئے جو ایمرجنسی میں یا سنٹرل ٹرک کے خراب ہونے کی صورت میں کام آجاتے مگر یہ سسٹم کے ساتھ لنکڈ نہیں ہوئے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں سٹوریج کے لئے فریزر اور فریج دیے گئے۔ یہاں سے ویکسین تحصیل لیول تک جاتی جس کے لئے تحصیل کی سطح پر بڑے آئس بوکس اور آئس پیڈ فراہم کئے گئے۔ ان بوکسز اور اپنی گاڑیوں کو استعمال کرتے ہوئے ویکسین تحصیل ہیڈ کوارٹر میں پہنچتی جہاں سٹوریج کیلئے فریج اور فریزر رکھے گئے۔ تحصیل سے آگے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو فریج اور فریزر دیے گئے۔ ان تمام برینڈڈ فریج اور فریزر پر سٹکر لگایا گیا کہ برف والے خانے میں کون سی ویکسین رکھنی ہے

اور نچلے خانے میں کون سی ویکسین رکھنی ہے۔آگے فیلڈ سٹاف کو کولڈ باکس اور آئس جیل دیے گئے

تا کہ جانور کو ویکسین لگنے تک کولڈ چین ڈسٹرب نہ ہو۔محکمہ کی رپورٹ کے مطابق سپلائی کے لئے پنجاب کے اضلاع کے گروپس بنائے گئے جن کو طے شدہ شیڈول اور جانوروں کی تعداد کے مطابق سپلائی دی جاتی۔شیڈول میں سیزن، بیماریوں اور جانوروں کی تعداد کو مدنظر رکھا گیا۔

اس قدر زبردست نظام کے بعد بھی اگر کسی جگہ ویکسین خراب ہوتی ہے تو پھر یہ مجرمانہ غفلت ہے۔ ہاں اس میں کمی یہ ہے کہ کچھ ہسپتال یا ڈسپنسریاں ایسی ہوں گی جہاں زیادہ دیر بجلی کا مسئلہ ہے،اس سلسلے میں جنریٹرز وغیرہ فراہم کرنے چاہئیں۔ دوسری جانب ضلع کی سطح تک تو سنٹرل کمانڈ کے کنٹرول میں ہر چیز رہتی ہے مگر آگے نچلی سطح پر پھر اللہ کے سہارے پر سسٹم چلتا ہے۔سنٹرل سسٹم کو کم از کم تحصیل کی سطح پر لے جانا چاہئے اور اس سے نیچے سٹاف اٹیچ کرنا چاہئے جو اس بات کو یقینی بنائے کہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے ساتھ ساتھ فیلڈ میں کولڈ چین ڈسٹرب نہ ہو۔ضلع کی سطح پر اضافی فرتیج،فریزر اور کولڈ باکس بھی ہونے چاہئیں۔ضلع سے تحصیل میں سپلائی کے لئے ضلع کی سطح پر ٹرک فراہم کئے جانے چاہئیں۔اس سسٹم کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے ضروری ہے کہ اسے الگ سے ڈائریکٹریٹ کا درجہ دے دیا جائے اور اس میں سٹاف کو بڑھایا جائے۔

اس دور میں ویکسین کے ساتھ ساتھ میڈیسن کی ڈسٹری بیوشن کے سسٹم کو بھی بہتر کیا گیا۔میں نے اس سسٹم کو قریب سے تو نہیں دیکھا البتہ معلومات ضرور اکٹھی کی ہیں۔اس میں سنٹرل پر چیزنگ کے ساتھ ساتھ ڈائریکٹرز لیول پر خریداری ہوتی رہی، جبکہ کچھ اضلاع میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بھی

خریداری کرتی۔سنٹرل ادویات کا سٹور بفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پتوکی جبکہ ڈائریکٹر کے سٹورز متعلقہ ریجن میں بنائے گئے۔

ڈائریکٹر لیول پر خریدی گئی میڈیسن کا کچھ حصہ ریجنل سٹور میں رکھ لیا جاتا جبکہ باقی میڈیسن مختلف اضلاع میں بھیج دی جاتی۔سنٹرل لیول سے دوائی براہِ راست تحصیل کی سطح پر چلی جاتی۔ڈسٹری بیوشن کے لئے کولڈ چین کے سنٹرل اور ریجنل ٹرکس کو استعمال کیا جاتا۔ادویات کو گراموں، ملی لیٹر اور گولیوں وغیرہ تک لے جا کر GIN کے ذریعے ایشو کیا جاتا اور اس کا ریکارڈ 9211 سسٹم پر موجود رہتا۔یعنی جتنی میڈیسن خریدی گئی، جتنی سٹور میں آئی، کس کس ضلع یا تحصیل میں کتنی میڈیسن گئی، آگے کس سٹاف ممبر نے کتنی میڈیسن لی، کس کس جانور کو کتنی کتنی لگائی، اور مختلف جگہوں پر کتنی میڈیسن بچ گئی، اس سارے کا ریکارڈ سسٹم پر اپ ڈیٹ ہوسکتا ہے۔

اگر اس سسٹم پر ستر فیصد بھی کام ہوا ہو تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ویکسین اور ادویات کی اس سطح تک ریکارڈ کیپنگ کے لئے دو چیزیں بہت ضروری ہیں، پہلی یہ کہ 9211 کا سسٹم چلتا رہے اور دوسری یہ کہ اس پر ڈیٹا باقاعدگی سے اپ لوڈ ہوتا رہے۔اس سسٹم کے لاگو ہونے سے دوائی چوری ہونے کے چانسز بہت کم رہ جاتے ہیں۔

تشخیصی لیبارٹریاں اور ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس

ویٹرنری سروسز میں تشخیص کا بنیادی کردار ہے اور اس سلسلے میں تشخیصی لیبارٹریوں کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب میں اس حوالے سے آگاہی تو عرصہ دراز سے موجود تھی اور اس سلسلے میں 2014 تک پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع میں لیبارٹریاں بھی بنائی گئی تھیں مگر اس حوالے سے کبھی کوئی قابلِ ذکر اقدام نظر نہیں آیا۔

محکمہ کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ چار سالوں میں لیباٹریوں کے ذریعے کراس سیکشنل سروے کروایا گیا۔ اس مقصد کے لئے پنجاب کی ہر یونین کونسل سے خون، دودھ، گوبر اور پیشاب کے سیمپل لئے گئے اور انہیں ٹیسٹ کیا گیا۔ سروے کا رزلٹ 9211 سسٹم پر اپ لوڈ کیا گیا جبکہ سروے کے نتائج کو Publish بھی کیا گیا۔

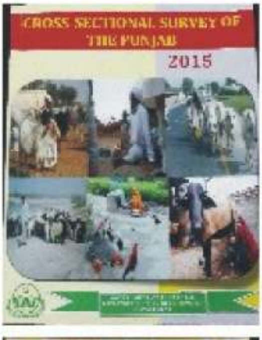

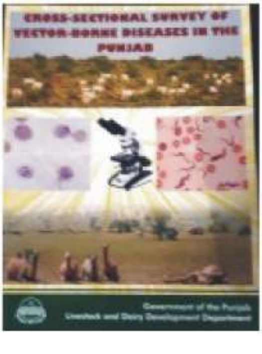

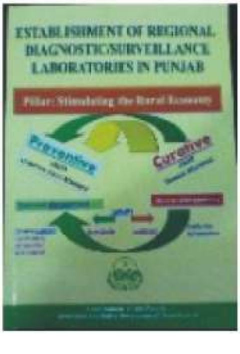

اس کراس سیکشنل سروے کے نتیجے میں سامنے آیا کہ کون سے علاقے میں کون سی بیماری موجود ہے اور کس جانور میں کس بیماری کے امکانات زیادہ ہیں۔گائے،بھینس،بھیڑ،بکری کے ساتھ ساتھ اونٹ،خچر،گھوڑے اور گدھے کو بھی سروے میں شامل کیا گیا۔ بریڈنگ میلز کو خاص طور پر بروسلوسس کے لئے ٹیسٹ کیا گیا۔سروے کے بعد تجاویز دی گئیں کہ کس علاقے میں کس قسم کی دوائی کی ضرورت ہے اور کن دنوں میں کیا اقدامات اٹھانے ہیں۔اس کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا کہ اس طرح کے سروے جاری رہنے چاہئیں۔اس پر ڈاکٹر محمد نواز ملک اوران کی ٹیم نے کام کیا۔

محکمہ نے پنجاب بھر میں بڑے پیمانے پر ویکسی نیشن اور ڈیورمنگ کی کمپینز بھی چلائیں۔ڈیورمنگ کے دوران سروے رپورٹ کی بنیاد پر اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا کہ کس علاقے میں کون سا سالٹ استعمال کرنا ہے۔

ضلعی لیبارٹریوں کو فعال کرتے ہوئے ان میں ڈیٹا کلیکشن کا سلسلہ شروع کیا اوران میں ایئر کنڈیشنر، UPS، فریج اور دیگر سہولیات کے ساتھ ساتھ بنیادی ٹیسٹوں کے لئے لیبارٹری کا سامان مہیا کیا۔صوبائی لیب میں آٹومیٹک جنریٹر انسٹال کیا گیا۔کچھ لیبارٹریوں کو ریجنل لیبارٹریز کا درجہ دیتے ہوئے ان پر خاص فوکس کیا گیا اوران میں سہولیات کو بہتر کیا گیا۔

محکمہ کی رپورٹ کے مطابق پنجاب کی ضلعی لیبارٹریوں میں بنیادی ٹیسٹوں کے ساتھ ساتھ ریجنل لیبارٹریوں میں جدید سہولیات جبکہ صوبائی سطح کی لیبارٹری میں پی سی آر تک کی سہولت فراہم کی گئی۔ چالیس سے زائد موبائل لیبارٹریاں بھی بنائی گئیں جو اپنے روٹس پلان کے مطابق کام کرتی رہیں۔

تمام لیبارٹریوں کو 9211 سسٹم کے ساتھ لنکڈ کر دیا گیا۔ محکمہ کا موقف ہے کہ لیبارٹریز میں ہونے والے ٹیسٹ کی تفصیلات کو 9211 سسٹم پر اپ لوڈ کر دیا جاتا جبکہ اس کی الیکٹرانک رسید فارمر کو بذریعہ SMS اس کے فون پر چلی جاتی۔ یعنی جس فارمر کے جانور سے سیمپل لیا اور جس نے لیا اس کی تفصیلات اور ٹیسٹ کے رزلٹ کی تفصیلات، سب سسٹم پر اپ لوڈ ہو گیا۔ اسی طرح تمام ہسپتالوں، ڈسپنسریوں اور موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز کا ریکارڈ بھی سسٹم پر اپ لوڈ کیا گیا۔

ان لیبارٹریوں کے ساتھ ساتھ موبائل ڈسپنسریز اور آؤٹ ڈور ڈیٹا کی مدد سے محکمہ نے ڈیزیز میپنگ کر لی یعنی اس بات کا پتا لگایا کہ کس علاقے میں کون سی بیماری ہے۔ اس سے ہر علاقے کے لئے مخصوص میڈیسن کے انتخاب میں آسانی ہوگئی۔ آج محکمہ کے پاس پنجاب بھر سے جانوروں کی مختلف بیماریوں کا ڈاکومینٹڈ ڈیٹا موجود ہے۔

ڈیزیز میپنگ کی بنیاد پر پھر ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس کی جانب بڑھا گیا جس کا آئیڈیا ڈاکٹر عثمان طاہر نے دیا۔ ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس کے لئے بہاولپور ڈویژن، چکوال اور اٹک کے اضلاع، ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقے، گورنمنٹ کے لائیوسٹاک اور پولٹری فارمز، لاہور، قصور اور فیصل آباد کی ڈیری کالونیز کے ساتھ ساتھ ہر تحصیل سے ایک یونین کونسل کو چنا گیا۔ ان علاقوں میں پہلے سروے کروایا گیا۔ پھر مختلف بیماریوں کے حوالے سے آگاہی مہم چلائی گئی۔ سروے کی بنیاد پر مخصوص سالٹ پر مشتمل ادویات کو استعمال کرتے ہوئے یہاں جانوروں کے علاج کے ساتھ ساتھ ویکسی

نیشن اورڈی ورمنگ کی گئی۔ مال شماری کے بعد امپورٹڈ منہ کھر کی ویکسین کی گئی۔ مزید مانیٹرنگ کے لئے ان علاقوں میں موبائل ویٹرنری ڈسپنسری اور موبائل ویٹرنری لیبارٹری کے روٹس بنائے گئے۔ اس ساری سرگرمی کا مقصد یہ تھا کہ پنجاب کے یہ مخصوص حصے ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس بن جائیں جن میں بیماریوں کو مسلسل کنٹرول کرتے ہوئے مستقبل میں ڈیزیز فری زونز قرار دیا جا سکے۔

ہمارے ہاں جانوروں کی مسلسل نقل وحرکت کے ساتھ ساتھ ہمسایہ مما لک سے جانوروں کی آمد کے باعث کسی علاقے کو ڈیزیز فری قرار دینا ممکن نہیں ہاں مگر ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹ ضرور قرار دیا جا سکتا ہے۔اسی پر کام کیا گیا۔مگراس سلسلے میں ایک بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹ کسی جگہ چاردیواری کرنے سے یا ایک دو دفعہ ویکسین اور ڈیورمنگ کرنے یا ڈیٹا اکٹھا کرنے سے نہیں بن سکتے۔اس پر مسلسل کام کی ضرورت ہوتی ہے اور دہائیوں کی محنت کے بعد ان علاقوں کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔محکمہ نے سیڑھی کا پہلا قدم چڑھ لیا،علاقوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان میں کام کیا اور یہاں سے ڈیٹا اکٹھا کیا، یہ سب قابلِ ستائش ہے مگراس کام کا پھل اسی صورت میں ملے گا کہ کم ازکم ان علاقوں میں کام جاری رکھا جائے۔ یہاں ڈیزیز سرویلنس کا عمل جاری رہے اور فارمرز کو سہولیات ملتی رہیں۔اسی طرح باہر سے آنے والے جانوروں کی بھی مانیٹرنگ ہوتی رہے۔اس سب کے لئے ان لبارٹریوں کا مزید بہتر سہولیات کے ساتھ چلتے رہنا اوران کا ڈیٹا اکٹھا کرتے رہنا ضروری ہے۔اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ یہ کنسیپٹ بہت اچھا ہے اوراس پر کام جاری رہنا چاہیئے۔

اس دور میں تمام لیبارٹریوں کو فعال کر دیا گیا۔اب بہت ضروری ہے کہ یہ فعال ہی رہیں۔ مستقبل میں ان لیبارٹریوں کو مزید بہتر سہولیات کے ساتھ ساتھ دیگر جدید مشینری اور آلات فراہم ہونے چاہئیں تا کہ یہاں ہونے والے ٹیسٹوں کی رینج اور کوالٹی کو بڑھایا جا سکے۔سٹاف کی اس سلسلے میں نیشنل اور انٹرنیشنل ٹریننگز کروائی جانی چاہئیں۔ مزید ان لیبارٹریوں کو تحصیل کی سطح تک بنانا چاہیئے۔ان کے ڈیٹا کو باقاعدگی سے سسٹم کا حصہ بناتے ہوئے مانیٹر کرتے رہنا چاہیئے۔ نہ صرف پہلے سے بنائے گئے ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس میں کام کرتے رہنا چاہیئے بلکہ اس سلسلے میں مزید علاقوں پر بھی کام کرنا چاہیئے۔

ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس اور تشخیصی لیبارٹریاں

غذا اور غذائیت

غذا اور غذائیت

کسی بھی جانور کی پیداوار میں بنیادی کردار خوراک کا ہوتا ہے۔ انتہائی اعلیٰ خصوصیات اور نسل والے جانور کو بھی اگر اچھی خوراک نہ ملے تو وہ بہتر پیداوار نہیں دے سکے گا۔ ہمارے ہاں جانوروں کی بنیادی خوراک چارہ ہے۔ اگرچہ بہت سے سروے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پنجاب میں چارے کی قلت ہے مگر اس کے باوجود فارمرز کسی نہ کسی طریقے سے اپنی استطاعت کے مطابق جانور کا پیٹ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہیں منڈی سے خرید کر، کہیں اپنا چارہ اگا کر، کہیں زمین ٹھیکے پر لے کر، کہیں چرائی کروا کر، اور کہیں فصلوں کی باقیات اور توڑی پرالی وغیرہ کھلا کر جانور کو چلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح استطاعت کے مطابق کھل چوکر، ونڈا، سائیلج اور دانے وغیرہ کا استعمال بھی ہوتا ہے۔

اس شعبہ میں ڈاکٹر اکرام الحق اور ان کی ٹیم نے کام کیا۔ محکمہ جو عرصہ دراز سے انمول ونڈے کے نام سے ونڈا بیچ رہا تھا، گزشتہ چار سالوں میں اسے بہتر کرنے کی کوشش کی گئی۔ گائے، بھینس،

بھیڑ، بکری کے ساتھ ساتھ گدھے کے لئے بھی ونڈا تیار کیا گیا جو کہ فارمز پر بریڈنگ کے لئے آنے والی گدھی کو فری دیا جاتا۔ نیوٹریشن کے حوالے سے آگاہی مہم پر بھی کام کیا گیا۔

لیبارٹریوں کے ذریعے مختلف علاقوں میں نمکیات کی کمی کو دیکھتے ہوئے منرل میپنگ کی، یعنی اس بات کی نشاندہی کر لی گئی کہ کس علاقے میں کن نمکیات کی کمی ہے۔اس منرل میپنگ کی بنیاد پر ہر علاقے کے لئے الگ الگ منرل مکسچر کی فارمولیشن کی گئی۔اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے فارمرز کے لئے یوریا مولیسس بلاکس بھی بنائے گئے۔شروع میں فیلڈسٹاف کے ذریعے یہ چیزیں بیچنے کی کوشش کی گئی مگر بعد میں اس کی مارکیٹنگ میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ان اشیاء کی فروخت کے لئے برینڈڈ آؤٹ لیٹس بنائے گئے جنہیں سہولت سنٹرز کا نام دیا گیا اور ان کے لئے سٹاف کو الگ کرتے ہوئے Incentive بھی دیا جانے لگا۔

میں یہ سمجھتا تھا کہ شاید محکمہ کے ونڈے کی ڈیمانڈ نہیں ہوگی مگر میری سوچ اس دن بدلی جب مجھے کوئی آدھے گھنٹے کے قریب متعلقہ ڈائریکٹر کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا۔اس دن کسی وجہ سے پروڈکشن میں تعطل آیا اور میری موجودگی میں سپلائی کے حوالے سے فون پر فون آتے رہے۔

اپنی پروڈکشن کے ساتھ ساتھ محکمہ نے مارکیٹ میں کوالٹی کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب اینیملز فیڈ سٹف اینڈ کمپاؤنڈ فیڈ ایکٹ 2016 منظور کروایا اور اس کے رولز بنائے۔اس ایکٹ کے ذریعے پنجاب بھر کی ڈیری اور پولٹری فیڈ ملز کو مانیٹر کرنے کی کوشش کی گئی اور بہت سی کمپنیوں کو

رجسٹر کیا گیا۔اس رجسٹریشن کے دوران کمپنیوں کے پروڈکشن یونٹ بہتر ہو گئے۔ چھوٹے سے چھوٹے ونڈے والے کو بھی اپنا سیٹ اپ بہتر کرنا پڑا۔اجزاء کی سٹوریج کے لئے مناسب انتظام کیا گیا۔ لیبارٹری بنائی گئی۔ کسی نہ کسی پروفیشنل کی نگرانی ظاہر کرنا پڑ گئی۔ اسی طرح ونڈے کی پیکنگ کو یونیفارم کیا اور فارمولیشن میں کسی حد تک سٹینڈرڈز کو فولو کرتے ہوئے کوالٹی کو بہتر کیا۔

رجسٹرڈ کمپنیوں کی لسٹ اخبار میں جاری کر دی گئی اور لوگوں کو آگاہ کیا گیا کہ رجسٹرڈ کمپنیوں ہی سے خریداری کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ کمپنیاں جو اسے غیر سنجیدہ لے رہی تھیں وہ بھی رجسٹریشن کروانے پر مجبور ہو گئیں۔ اسی طرح سال کے اختتام پر جن کمپنیوں نے رجسٹریشن رینیو نہیں کروائی ان کی لسٹ بھی اخبار میں دے دی گئی جس سے لوگوں نے رجسٹریشن کروالی۔

جعلی اور غیر معیاری کھل کے ساتھ ساتھ غیر معیاری روٹی ٹکروں کا استعمال ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس

کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ یہ اشیاء بڑے پیمانے پر چھوٹا فارمر استعمال کرتا ہے۔ اس حوالے سے محکمہ کافی متحرک رہا۔ جعلی کھل بنانے والوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ اس مناسبت سے بہت سے پروڈکشن یونٹس بند ہوئے اور ایف آئی آرز درج ہوئیں۔ اس دوران کھل میں بنولے کا چھلکا، درختوں کے پتے، چونے کا پتھر، پینٹ اور ہسپتال کے ویسٹ تک کی ملاوٹ سامنے

آئی۔ انہی اجزاء سے جعلی کھل تیار کرنے والے بھی قابو کئے گئے۔ کھل کے ساتھ ساتھ پھپھوندی زدہ روٹی ٹکرے فروخت کرنے والوں کے خلاف بھی کارروائی کی گئی۔

محمد علی ٹاؤن میں ڈاکٹر صالحہ گل کی کارروائی، غیر معیاری روٹی ٹکر قبضے میں لے لی

فیصل آباد (نیوز ویوز سروس) ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر فیصل آباد ڈاکٹر صالحہ گل نے گلی نمبر 9، خان چوک، محمد علی ٹاؤن فیصل آباد میں کارروائی کرتے ہوئے 25 من غیر معیاری روٹی ٹکر قبضے میں لے لی۔ ملزمان کے خلاف ڈی ٹائپ تھانہ میں مقدمہ درج کروادیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق محکمہ لائیوسٹاک نے خفیہ اطلاع پر مبینہ طور پر جانوروں کی خوراک میں استعمال ہونے والی غیر معیاری روٹی کی فروخت میں ملوث اس کی دکان پر چھاپہ مارا۔ موقع پر موجود غیر معیاری روٹی ٹکر قبضے میں لے کر ضائع کردی گئی جبکہ دو افراد کو پولیس کے حوالے کردیا گیا ہے۔

محکمہ نے لاہور کی نیوٹریشن لیب کو سنٹرل لیب ڈیکلیئر کرتے ہوئے سرکاری فارموں پر موجود لیبارٹریوں کے نیوٹریشن سیکشنز کو متحرک کیا۔ لیبارٹریوں کی حالت کو بہتر کرتے ہوئے ضروری سامان فراہم کیا۔ سیمپلنگ کے لئے پنجاب بھر سے سٹاف کی تربیت بھی کی گئی۔ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق ان لیبارٹریوں میں جہاں سال میں تیس چالیس سے زیادہ ٹیسٹ نہیں ہوتے تھے، ٹیسٹوں کی تعداد کئی گنا بڑھ گئی۔ مثال کے طور پر سال 15-2014 میں کھل بنولا کے 12، روٹی ٹکڑے کے 6، ونڈے کے 22، پولٹری فیڈ کے 49، پانی کا ایک اور دودھ کے 73 ٹیسٹ کئے گئے جبکہ 16-2015 اور اور 17-2016 میں ان ٹیسٹوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوا۔

فیڈ کوالٹی کے حوالے سے ایکٹ کی منظوری ایک اچھا اقدام ہے مگر اس سلسلے میں ضروری ہے کہ

مستقبل میں اس بارے مزید کام کیا جائے۔ کمرشل سرگرمی کسی طرح سے بھی محکمہ کا کام نہیں ہے۔ محکمہ کو چاہیے کہ اپنے ریسورسز پروڈکشن میں لگانے کی بجائے مارکیٹ میں کمرشل اداروں پر چیک اینڈ بیلنس رکھتے ہوئے ان کو مانیٹر کرے اور مستقبل میں رجسٹریشن کی سرگرمی کو مفلوج نہ ہونے دے۔ ہاں محکمہ کو غذائی مصنوعات کی اپنی پروڈکشن بھی کرنی چاہیے مگر یہ مخصوص علاقوں اور مخصوص فارمرز کے لئے ہونی چاہیے۔ مثال کے طور پر قبائلی علاقے، چولستان اور کچے جیسے پسماندہ ترین علاقوں میں باقاعدگی سے منرل مکسچر اور یوریا مولیسس بلاک مفت فراہم کئے جانے چاہئیں۔

لائیوسٹاک فارمز

محکمہ نے مختلف فارموں پر مختلف نسلوں کے جانور رکھے ہوئے ہیں اور ساتھ میں زرعی سرگرمیاں معمول کا حصہ ہیں۔ان فارموں کا مقصد جانوروں کی مقامی نسلوں کو بچانا اور تجربات کے ذریعے ان کی پیداوار کو بڑھانا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پروجنی ٹیسٹڈ میلز پیدا کرنا تا کہ نسلوں کو بہتر کیا جا سکے۔اگر چہ ان فارموں پر بڑی تعداد میں جانور موجود تھے مگر اپنے مقررہ اہداف یہ پورے نہ کر سکے۔ان فارموں کی زرعی زمین پر کیش کراپس اگائی جاتی تھیں اور پھر انہی کی پیداوار اور ان سے آنے والی کمائی کی بنیاد پر فارموں کی پرفارمنس کو ماپا جاتا تھا۔گزشتہ چار سالوں میں اس شعبہ میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن اور ان کی ٹیم نے کام کیا۔

تبدیلی کا آغاز ہوا تو انتظامی طور پر تمام متعلقہ اداروں کو ڈائریکٹر لائیوسٹاک فارمز کے زیر انتظام کر دیا گیا۔جانوروں کی نسلوں کو موسمیاتی تبدیلیوں اور آبائی علاقوں کے لحاظ سے شفٹ کیا گیا۔مثال کے طور پر فاضل پور میں ساہیوال گائے تھی، یہاں داجل اور لوہانی نسل کو رکھا گیا۔اسی طرح چولستانی گائے کو خیری مورت سے بہاولپور بھیجا گیا۔

ہر فارم پر جانور رکھنے کی ایک کپیسٹی ہے مگر پچھلے سالوں میں اس کپیسٹی سے کئی گنا زیادہ جانور رکھے گئے تھے جس سے یقینی طور پر پرفارم کرنا مشکل تھا۔اس سے جانوروں کے معیار پر بھی توجہ باقی نہیں رہی تھی۔اس مسئلے کے حل کے لئے فارم پر جانوروں کو کپیسٹی اور وسائل کے مطابق رکھنے کا کہا گیا۔فارموں پر نیچرل بریڈنگ کے ذریعے نسل کشی ہوتی تھی جبکہ دعویٰ 100 فیصد مصنوعی نسل کشی کا کیا جاتا تھا۔محکمہ نے یہاں بُلز خصی کر دیے اور کچھ ٹیزر بل بنا دیئے تا کہ مصنوعی نسل کشی کو یقینی بنایا جا سکے۔جانوروں کے والدین کی تصدیق کے لئے کوپر روڈ لاہور میں کوالٹی کنٹرول لیب بنائی گئی۔ناقابل استعمال مشینری کی جگہ نئی زرعی مشینری فراہم کی گئی اور کیش کروپ پر پابندی لگاتے ہوئے اس کی جگہ چارہ اور میڈیسنل پلانٹس لگانے کا فیصلہ کیا گیا جس کے لئے سوہانجنا (مورنگا)،

اسٹریلین کیکر، چیڑ، دھمن گھاس، کوڑتما، ہالو اور سونف جیسی چیزیں اگائی گئی۔ان ادویاتی پودوں کو بعد میں ہربل ادویات وغیرہ میں استعمال کیا جاتا۔ان پودوں کی نرسریاں بھی لگائی گئیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق اس دور میں فارموں کے انفراسٹرکچر پر بھی توجہ دی گئی۔اس سلسلے میں جانوروں کے شیڈز کی حالت کو بہتر کیا گیا جبکہ نئے شیڈز بھی بنائے گئے۔شیڈز کے گرد اونچی دیواروں کو ہٹا کر جنگلے لگوائے گئے تاکہ ہوا کی کراسنگ میں مسئلہ نہ رہے اور دھوپ آتی رہے۔جن فارموں پر بھینسوں کے لئے تالاب نہیں تھے وہاں تالاب بنائے گئے اور پرانے تالابوں کو بہتر بھی کیا گیا۔اسی طرح کھرلیوں، فرش اور باؤنڈری وال کی مرمت اور ضرورت کے مطابق دوبارہ تعمیر

بھی کروائی گئی۔ جہاں ضرورت تھی وہاں پائپ فینسنگ کی گئی تا کہ جانوروں کو ریسٹنگ ایریا ملے۔ بیرونی اور اندرونی چوری پر قابو پانے کے لئے مینجمنٹ اور ریکارڈ کیپنگ کو بہتر کرتے ہوئے سخت اقدامات اٹھائے گئے۔ پانی کے ضیاع کو کم کرنے کے لیے Pre-Cast Parabolic Lining (PCPL) پر مشتمل کھالے تعمیر کیے گئے۔

ان چار سالوں میں بہادرنگر اوکاڑہ میں گدھوں کی نسل پر بھی کام کا آغاز کیا گیا۔ کلورکوٹ فارم پر

گائے کے لئے جبکہ پتوکی فارم پر نیلی راوی بھینس کے لئے بچھڑے پالنے کا سنٹر بنایا گیا۔ کالف فیٹنگ کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا جس کے لئے بہادرنگر فارم پر کالف فیٹنگ سنٹر بنایا گیا۔

محکمہ کا موقف ہے کہ ان تبدیلیوں سے فارموں کی مینجمنٹ بہت بہتر ہوگئی۔ پہلے سے زیادہ رقبہ زیرِ کاشت آنے اور کیش کروپ کو ختم کرنے سے چارے کے مسائل میں کمی آئی۔ فارموں کے سابقہ ریکارڈ کے مطابق جانوروں کی اموات میں کمی آئی۔ ان کا پیدائشی وزن اور گروتھ ریٹ بہتر ہوگیا۔ ایلیٹ جانوروں کی تعداد میں تمام فارموں پر اضافہ ہوا۔ ریکارڈ کے مطابق جانور جلد بالغ ہونے لگے اور وزن بھی زیادہ حاصل کرنے لگے۔ ان کی دودھ کی پیداوار بہتر ہوئی۔ بھینس میں شرح افزائش بہت بہتر ہوگئی۔ بھیڑ بکریوں میں جڑواں اور تین بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہوا۔

بھینس جسے پاکستان کا بلیک گولڈ کہا جاتا ہے اور دوسری جانب لوگ اسے ڈیری اینیمل ماننے کو ہی تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید کمرشل اور کارپوریٹ فارمنگ میں اس کا استعمال بالکل نہ ہوا اور مجموعی طور پر بھی اس کی فارمنگ میں کمی آئی۔ بفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو کہ بھینسوں کی تحقیق کے لئے بنایا گیا، مقصد تھا کہ اس کی بریڈ کو بہتر کیا جائے گا مگر ماضی میں بریڈ امپرومنٹ کا امپیکٹ نہیں آیا۔

گزشتہ چار سالوں میں بفلو ریسرچ انسٹیٹیوٹ پر بھی توجہ دی گئی۔ اس ادارے میں ڈاکٹر برہان اعظم کی محنت سے سترہ ماہ تک کی جھوٹی بھی مصنوعی نسل کشی سے گبھن ہوئی جبکہ مجموعی طور پر فارموں پر بالغ ہونے کی اوسط عمر 24 ماہ رہی۔ کاونگ انٹرول کو چودہ ماہ پر لایا گیا۔ اسی طرح سترہ مہینے کا بُل بالغ ہوگیا جبکہ اس ضمن میں اوسط عمر 24 مہینے سامنے آئی۔ یہاں جانوروں کی خوراک اور مینجمنٹ کو بہتر کیا گیا۔ تالاب اس انداز سے بنایا گیا کہ جانور اس میں خوش رہیں۔ اس میں سائفن اس انداز سے ایڈجسٹ کی گئی کہ تالاب کی صفائی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کی گہرائی کم کی گئی تا کہ جانور کا منہ باہر رہے۔ میں نے خود اس تالاب کو دیکھا ہے، جانوروں کے پول کی اتنی صفائی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

یہ کبھی بھی ممکن نہیں ہوتا کہ دہائیوں کی بگڑی چیزیں تین چار سالوں میں ٹھیک ہو جائیں مگر محکمہ کے فارموں کی حالت میں قابلِ ذکر اور قابلِ ستائش تبدیلی آئی ہے۔ محکمہ کی رپورٹوں اور دعووں سے ہٹ کر اگر آپ خود بھی کسی فارم پر چلے جاتے تو تبدیلی نظر آ جاتی۔ میں نے تین فارم وِزٹ کئے، ایک کا بتا کر اور دو کا اچانک۔ ایک فارم کا رات نو بجے وِزٹ کیا جہاں جانے سے دس منٹ پہلے بتایا گیا۔ فارم کے داخلی راستے ہی سے علم ہو جاتا ہے کہ کام ہوا ہے اور چیزیں بہتر ہوئی ہیں۔ جانور دیکھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

فارموں پر چیزوں کا بہتر ہو جانا بہت بڑی بات نہیں بلکہ بہتری میں تسلسل رہنا اصل چیز ہے۔اسی کی بدولت ہی دوررس نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔آج اگر چیزوں میں بہتری آئی ہے، تین سال بعد معاملات بگڑتے ہیں اور پھر دو سال بعد بہتری آجاتی ہے تو اس سے ان فارموں کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ بہت ضروری ہے کہ محکمہ کے ان فارموں میں جو اصلاحات کی گئی ہیں وہ جاری رہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں مزید بہتری لائی جائے۔

فارموں کی مینجمنٹ کو مزید بہتر کرنے کے لئے سٹاف کی تربیت بھی بہت ضروری ہے۔ سٹاف کو انٹرنیشنل ٹریننگ کے لئے میرٹ پر بھیجنا چاہیئے اور اس سلسلے میں ترجیحاً نوجوانوں کا انتخاب ہونا چاہیئے۔سٹاف کی رہائشی سہولیات کو بہتر کرنا چاہیئے۔ کچھ جگہوں پر نئی رہائشی تعمیرات کی ضرورت ہے، ان پر توجہ دینی چاہیئے۔ علاج معالجے کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم کے لیے فراہم کردہ سہولیات میں بہتری لانی چاہیئے۔بچوں کے لئے خاص طور پر ہر فارم پر ایک مناسب سا پارک بنانا چاہیئے۔چونکہ یہ چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی ہے اس لئے یہاں الاؤنسز دینے بھی بہت ضروری ہیں۔

ان سب سہولیات کے ساتھ ساتھ بہت ضروری ہے کہ یہاں پرفارمنس پر بالکل کمپرومائز نہ کیا جائے۔ چوری چکاری میں تو انتہائی سختی برتی جانی چاہیئے۔ بہتر یہ ہونا چاہیئے کہ ان فارموں کی ہیومین ریسورس مینجمنٹ اور ریکارڈ کیپنگ آؤٹ سورس کر دی جائے جبکہ محکمہ اس کو مانیٹر کرے۔

پنجاب کے قبائلی علاقے

پنجاب کے قبائلی علاقے Provincially Administered Tribal Areas (PATA) ڈیرہ غازی خاں اورراجن پور کے اضلاع کے کچھ حصے پر مشتمل ہیں۔کوہِ سلمان کے پہاڑی سلسلے کا یہ حصہ بلوچستان اور سندھ کے ساتھ ساتھ خیبر پختونخواہ میں ڈیرہ اسماعیل خاں سے ملتا ہے۔ یہاں لغاری، کھوسہ، قیصرانی، بزدار، دریشک، گورچانی، لُنڈ، مزاری، کیتھران اور دیگر قبیلے آباد ہیں۔اگرلغاری قبیلے والوں کے علاقے کی بات کرنی ہوتو اسے تُمن لغاری بولیں گے،اسی طرح تمن گورچانی، تمن کھوسہ وغیرہ۔تمن کا لفظی مطلب ہے سواروں کا دستہ جبکہ یہاں اس سے مراد قبیلہ ہے یعنی تمن لغاری کا مطلب لغاری قبیلے کا علاقہ۔

تُمن لغاری کی مشہور جگہ فورٹ منرو سیاحتی اور تاریخی لحاظ سے لوگوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ یہ Hill Station ڈیرہ غازی خاں سے تقریباً 85 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں لوگ خاص طور پر گرمی کے موسم میں جاتے ہیں۔اس علاقے کا نام کرنل منرو کے نام پر رکھا گیا جو کہ ڈیرہ جات ڈویژن (ڈیرہ اسماعیل خاں، ڈیرہ غازی خاں اور ڈیرہ فتح خاں) کے کمشنر تھے۔

بلوچی حال احوال اس علاقے کی خاص روایت ہے۔اس روایت کے مطابق جب کوئی مہمان آتا

لائیو سٹاک فارمز

پنجاب کے قبائلی علاقے

راجن پور اور کچے کا علاقہ

ہے تو میزبان اس کا استقبال کرتے ہوئے اسے بٹھاتا ہے اور حال پوچھتا ہے۔ مہمانوں میں سے عمر میں بڑا کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے اجازت طلب کرتے ہوئے گزرے وقت بارے بتاتا ہے، کچھ سفر کا حال سناتا ہے اور آخر میں اپنے آنے کا مقصد بیان کرتا ہے۔ اس دوران میزبان انتہائی انہماک سے اپنے مہمان کو سنتا ہے اور جی جی بولتے ہوئے ردِعمل دیتا ہے۔ اس کے بعد میزبان اپنا حال دیتا ہے۔ یہ بلوچی حال احوال پچھلی ملاقات سے اب تک کی ملاقات کے دوران کی مصروفیات اور اہم واقعات کے خلاصے پر مشتمل کئی گھنٹوں تک بھی جاری رہ سکتا ہے۔ بلوچوں کی یہ دلچسپ ثقافتی سرگرمی مجھے بہت اچھی لگی کہ میزبان پر مہمان کے آنے کا مقصد واضح ہو جائے اور کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔ اگر مہمان کسی خاص مقصد سے نہ آیا ہو تو بھی وہ اپنا حال احوال دیتے ہوئے بتا دیتا ہے کہ ویسے ہی ملنے چلا آیا۔

پنجاب کا یہ قبائلی علاقہ جہاں دفاعی لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے وہاں نیشنل فوڈ سیکیورٹی میں بھی اس کی اہمیت کسی طرح سے کم نہیں۔ اس علاقے میں موجود بڑی تعداد میں بھیڑ بکریاں مقامی

لوگوں کا بنیادی ذریعہ معاش ہیں۔ پنجاب اور بلوچستان کے بارڈر بواٹہ سے تقریباً 8 کلومیٹر آگے بلوچستان کا علاقہ رکنی ہے جہاں لائیوسٹاک کی اہم منڈی لگتی ہے۔ یہ منڈی عید کے دن کے علاوہ سارا سال چلتی ہے۔ ڈیرہ غازی خاں کے قبائلی علاقوں کے ساتھ ساتھ بلوچستان سے بہت بڑی تعداد میں چھوٹا جانور رکنی منڈی میں لایا جاتا ہے جہاں سے سارے پاکستان میں سپلائی ہوتا ہے۔

میں نے قبائلی علاقے میں دو دن گزارے، یہاں ایک گھر سے دوسرے گھر یا ایک فارم سے دوسرے فارم تک پہنچنے میں کم ازکم تین سے چار گھنٹے لگتے ہیں اور یہ تین چار گھنٹوں کا سفر پہاڑوں پر ہوتا ہے جہاں سڑک کا کوئی تصور نہیں؛ ہاں پتھروں سے بھرے تنگ راستے، خطرناک چڑھائیاں

اور گہری کھائیاں موت کا تصور ضرور دیتی ہیں۔ کچھ فامرز ایسے بھی ہیں کہ ان تک پہنچنے میں ایک دن لگ جاتا ہے۔

اگرچہ ان علاقوں میں کچھ جگہوں پر جانوروں کے علاج معالجے کے لئے ڈسپنسریاں موجود ہیں لیکن پہاڑوں میں سروسز کا پہنچنا مشکل تھا۔ دور دراز اور مشکل علاقوں میں تو علاج معالجے تک کی

سہولت نہیں تھی۔ مقامی لوگوں سے جب ملا تو جس گھر میں بھی جاتے وہاں پر تپاک استقبال کیا جاتا اور محکمہ کی جانب سے فراہم کردہ سہولیات کو تسلیم کیا جاتا۔ میں نے رات اسی علاقے میں کسی فارمر کے ڈیرے پر گزاری، لوگوں سے بہت محبت اور احترام ملا۔ جب صبح ہم ناشتے کے بعد نکلنے لگے تو لوگوں کی بڑی تعداد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کے گرد ادویات لینے کے لئے موجود تھی۔

محکمہ کی رپورٹ کے مطابق ٹرائبل ایریا کو ڈیزیز کنٹرل کمپارٹمنٹ بنانے کے لئے ان علاقوں پر خاص فوکس کیا گیا۔ قبائلیوں تک خود پہنچا جاتا۔ محکمہ لائیوسٹاک نے پچھلے چار سالوں میں ان

علاقوں میں سروس ڈلیوری کے لئے موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں دیں۔ان علاقوں کے لئے روٹس بنائے گئے اور پھران روٹس پلان کے مطابق یہ گاڑیاں چلائی گئیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہاں پیراویٹ سٹاف کوموٹرسائیکلیں بھی دی گئیں۔ڈسپنسریوں کی حالت کوبہتر کرتے ہوئے ضروری سامان مہیا کیا گیا۔ویکسین کی گئی اورادویات فراہم کی گئیں۔موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز کے ساتھ ساتھ موبائل لیبارٹریز بھی چلائی گئیں۔چونکہ ان علاقوں میں خواتین جانوروں کو پالتی ہیں اس سلسلے میں یہاں کی خواتین کی بطور لائیوسٹاک مددگارٹریننگ کی گئی تاکہ وہ اپنے علاقے کے فارمر اور محکمہ کے مابین بطور لائزان کام کرسکیں۔ یہاں مرغیوں کے یونٹس، ونڈا،منرل مکسچر اور روک سالٹ وغیرہ بھی پہنچائے گئے۔

قبائلی موسم کی شدت کی بنیاد پراپنے جانوروں کوشفٹ کرتے رہتے ہیں۔سخت سردی میں دوسرے صوبوں کے بھی قبائل ان علاقوں سے ہوتے ہوئے اپنے جانوروں کومیدانی علاقوں میں لے کر آتے ہیں۔اس کے پیشِ نظر محکمہ نے قبائلی علاقوں میں جانوروں کی نقل وحرکت کے روٹس کی نشاندہی کرلی۔اس نقشہ کی بدولت علم ہوگیا کہ جانور کس موسم میں کہاں ہوگا۔مائیگریشن کے دنوں میں ان مائیگریٹری روٹس کے راستے پر چیک پوسٹیں قائم کی گئیں۔

مہرو مکھی(Warble Fly) قبائلی علاقے کا اہم مسئلہ تھا۔ یہ بہت ہی موذی مکھی ہے جو مویشیوں پر انڈے دیتی ہے۔ جب انڈوں سے لاروے نکلتے ہیں تو یہ جلد کو پھاڑ کر نیچے ہی نیچے جانور کی ریڑھ کی ہڈی کی طرف سفر کرتے ہیں اور ریڑھ کی ہڈی کے دونوں اطراف کمر پر دنبل کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ لاروے موسم سرما ان دنبلوں میں گزارتے ہیں۔ دنبلوں پر چھوٹے چھوٹے سوراخ ہو جاتے ہیں جن سے لاروے سانس لیتے ہیں۔ جونہی سردی کم ہوتی ہے یہ لاروے دنبلوں سے گر جاتے ہیں جبکہ کھال میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ باہر گر کر لاروے سے پیوپا اور پھر جوان مکھی نکلتی ہے۔ یہ جوان مکھی دوبارہ جانوروں پر انڈے دیتی ہے۔ اس طرح اس کی زندگی کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یہ چمڑے کی دشمن ہے اور پاکستان میں کروڑوں کی مالیت کا چمڑا برباد کر سکتی ہے۔ اس مکھی کے بارے روایتی طور پر کہا جاتا تھا کہ اس پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ محکمہ کا موقف ہے کہ اسے کنٹرول کرنے کے لے باقاعدہ مہم چلائی گئی اور مہرو مکھی پر کافی حد تک قابو پا لیا گیا۔

یہاں کا سٹاف مقامی روایات کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ علاج معالجے کے لئے جانے کی غرض سے بھی سب سے پہلے بلوچی حال احوال کے مرحلے سے گزرا جاتا اور پھر مزید بات ہوتی۔ اس بلوچی حال احوال سے فارمر کو پچھلے لوگوں کے جانوروں کے بارے علم ہو جاتا جبکہ ڈاکٹر کو فارمر کے جانور کی ہسٹری مل جاتی۔

ان پہاڑوں میں موجود فارمز تک ویٹرنری سروسز پہنچانے میں سٹاف کو داد دیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔لوگوں تک پہنچنا اور پھر خاص طور پر خواتین کی ٹریننگ کرنا، اس کا کریڈٹ محکمہ کے مقامی سٹاف اور خصوصاً ڈاکٹر نجیب اللہ لغاری کو جاتا ہے جو گزشتہ چھ سالوں سے اس علاقے میں کام

کرر ہے ہیں۔گزشتہ تین سالوں میں محکمہ کی جانب سے ناقابلِ یقین سہولیات کی فراہمی کی بدولت اس نوجوان کو مزید اچھے انداز میں کام کرنے کا موقع ملا۔ایک پرانی جیپ تھی اس شخص

کے پاس،اس دور میں ڈبل کیبن ڈالا دیا گیا۔اس نوجوان نے تین چار سالوں میں انتہائی دلجمعی، محنت،ایمانداری سے معیاری سروسز فراہم کرتے ہوئے تُمن لغاری کے لوگوں کو محکمہ لائیوسٹاک کا

گرویدہ بنا دیا۔ دوسری جانب ڈاکٹر سلیم اللہ، ڈاکٹر عرفان سلیم، ڈاکٹر عمران شوکت اور دیگر نے بھی سٹاف کے ہمراہ اپنے اپنے علاقوں میں کام کیا۔ ان سب کی ہمت اور حوصلے کو داد دینی چاہیئے۔

حکومتِ پنجاب نے محکمہ لائیوسٹاک کی سفارش پر ڈاکٹر نجیب اللہ کو نقد انعام اور بہترین کارکردگی اعزاز سے نوازا۔ مجھے دل سے خوشی ہوئی کہ یہ ایوارڈ کسی ایسے شخص کو ملا جو واقعی اس کا حقدار ہے،

بلکہ اس شخص کو تو صدارتی ایوارڈ ملنا چاہیئے۔ اس علاقے میں کام کرنے والے ڈرائیور اور دیگر سٹاف بھی داد کے مستحق ہیں۔ اس میں خاص طور پر ڈرائیور میر عالم کا ذکر کرنا پڑ رہا ہے۔ میں نے اس کے ساتھ دو دن سفر کیا اور Well Done کہے بغیر نہ رہ سکا۔

اگر کسی کو ان علاقوں میں جانے کا اتفاق ہو تو علم ہو گا کہ یہاں ٹائر بہت جلدی فارغ ہوتے ہیں۔ عموماً ٹائر ساٹھ ہزار کلومیٹر تک چلتے ہیں لیکن میر عالم کی گاڑی کے ٹائر تیس ہزار کلومیٹر کے بعد ہی فارغ ہو گئے۔ قبائلی علاقوں میں جب ہم سفر کر رہے تھے تو غروبِ آفتاب سے تھوڑا پہلے ٹائر پنکچر ہوا۔ اس وقت ہم تھے بھی ذرا سنسان علاقے میں، خیر ٹائر بدلا۔ اسی دوران ڈاکٹر نجیب اللہ نے سیکرٹری صاحب کو وٹس ایپ پر ٹائر بدلنے کی تصویر بھیجی اور گزارش کی کہ نئے ٹائر ضروری ہیں کام کو جاری رکھنے کے لئے۔ پانچ منٹ کے بعد وٹس ایپ پر جواب آیا کہ ڈاکٹر صاحب قیمت بتائیں اور ٹائر بدلیں۔

قبائلی علاقے پاکستان میں آرگینک مٹن کی فراہمی کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ ان علاقوں پر محکمہ لائیوسٹاک کا فوکس قابلِ ستائش ہے۔ بہت ضروری ہے کہ ان علاقوں پر فوکس اسی طرح رکھا جائے۔ سٹاف کی تعداد کو بڑھایا جائے۔ سٹاف کے لئے ہارڈ ایریا الاؤنس منظور کیا جائے۔ گاڑیوں کی تعداد کو بڑھایا جائے۔ ادویات، ویکسین کی فراہمی میں کسی طرح بھی کمی نہ آنے دی جائے۔ اس علاقے میں غریب فارمرز کو مفت منرل مکسچر اور یوریا مولیسس بلاک فراہم ہونے چاہئیں۔ یہاں گاڑیوں میں فرنٹ کیمرے لازمی ہونے چاہئیں۔

اگر ممکن ہو تو قبائلی علاقوں اور ان کے ساتھ اسی طرح کے ایک دو اور ہارڈ ایریاز کو ملا کر، ہارڈ ایریاز کا الگ سے ڈائریکٹریٹ بنا دیا جائے تا کہ یہاں کا سٹاف اپنے متعلقہ ضلع کا مرہونِ منت نہ رہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خاں اور راجن پور کے میدانی علاقے میں کام کرنے والے قبائلی علاقے کے مسائل کو اس طرح نہیں سمجھ سکتے جس طرح ان علاقوں میں کام کرنے والے لوگ سمجھ سکتے ہیں۔

راجن پور اور کچے کا علاقہ

ڈیرہ غازی خاں سے آگے راجن پور کا ضلع ہے جس کی تین تحصیلیں جام پور، راجن پور اور روجھان ہیں۔ اس ضلع کا کچھ حصہ جہاں قبائلی علاقوں پر مشتمل ہے وہاں اس میں کچے کا علاقہ بھی شامل ہے۔ کچے کے علاقے تک پہنچنے کے لئے دریا میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ جہاں کہیں پانی ہے وہاں

کشتیوں کا پُل بنایا گیا ہے جس سے ٹریفک آسانی سے گزر جاتی ہے۔ سیلاب کے دنوں میں یہ علاقہ ڈوب جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ وہی کچے کا علاقہ ہے جو کچھ عرصہ پہلے چھوٹو گینگ کی وجہ سے مشہور ہوا۔ محکمہ لائیوسٹاک نے راجن پور کے قبائلی علاقوں کے ساتھ ساتھ اس علاقے میں بھی سروسز پہنچائیں۔

میں نے اس کچے کے علاقے میں بھی جانے کا فیصلہ کیا۔ مقصد یہ تھا کہ اس علاقے میں سروس ڈلیوری سسٹم کو سمجھا جائے۔ ایک دن قبل راجن پور پہنچا۔ وہاں کے ایڈیشنل ڈائریکٹر لائیوسٹاک ڈاکٹر عبدالباسط خوبصورت شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی حلیم طبیعت اور اخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جن کی شخصیت سے ان کی اچھی تربیت جھلکتی ہے، ڈاکٹر صاحب کا شمار انہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ معاملات اور حالات پر ذمہ دارانہ، غیر تعصّبانہ اور حقائق کے مطابق تبصرہ ہر سرکاری افسر کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ان کی گفتگو سے معاملہ فہمی جھلکتی تھی۔ ان کے ساتھ جو وقت گزارا اس میں مجھے کافی سیکھنے کا موقع ملا۔

ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ میں نے رات فاضل پور فارم کا وِزٹ کیا جبکہ اگلے دن صبح کچے کے علاقے میں گیا۔ راستے میں ایک جگہ ان کی موبائل ڈسپنسری کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہاں سے ڈاکٹر عمران شوکت کو ساتھ لیا۔ میں اپنی گاڑی میں تھا جبکہ آگے محکمہ کی گاڑی تھی۔ راستے میں لوگ پہلی گاڑی کو دیکھ کر روکتے جس سے علم ہوا کہ اس علاقے میں سروس پہنچی ہے اور یہاں لوگ محکمہ کو پہچانتے ہیں۔
خیر دریا میں سے گزرتے ہوئے ہم ایک علاقے میں گئے جہاں محکمہ کی ڈسپنسری تھی۔ وہاں سے پیدل کچھ گھروں میں گئے اور فارمرز سے ملے۔ اس علاقے میں محکمہ نے جانور بھی تقسیم کر رکھے تھے۔ ان جانوروں کو دیکھا اور ان کے بینفشر یز سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ڈسپنسری میں بیٹھے جہاں لوگ آتے رہے جانوروں کی غرض سے۔ اس کے بعد کچھ مزید علاقے دیکھے۔

یہاں پہنچ کر مجھے احساس ہوا کہ پسماندگی کیا ہوتی ہے۔ ایسے ایسے علاقے بھی دیکھے جہاں انتہائی غریب لوگ اور جن کے پاس اپنے رہنے کو زمین بھی نہیں۔ گھر وڈیروں نے بنا کر دیے جن کے پاس یہ لوگ مزارع ہیں یا ان کی شوگر مل میں کام کرتے ہیں۔ اس علاقے میں پہنچ کر مجھے اس بات کا بھی احساس ہوا کہ حکومتِ پنجاب نے جو جانور تقسیم کئے ہیں، اس سے واقعی دعائیں ملی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی جگہ غلط طریقے سے بھی سلیکشن ہوگئی ہو مگر مجموعی طور پر یہ مستحق لوگوں تک ہی پہنچے۔ ہاں اس منصوبے میں ایک ایشو یہ رہا کہ لینے والے کو تین سال تک جانور بیچنے کی اجازت نہیں۔ اب ایسے کیسز بھی سامنے آئے جہاں جانور کو کھلانے کے لئے وسائل ہی نہیں، ان حالات میں یقیناً جانور اور بینفیشری دونوں کیلئے مسائل پیدا ہونے تھے۔ بہتر تھا کہ بیچنے کا دورانیہ کم کر کے اس منصوبے کے تحت کچھ عرصہ مالی مدد بھی دی جاتی تا کہ ایسی مشکلات سے بچا جا سکتا۔

مجھے بتایا گیا تھا کہ محکمہ نے بریڈنگ میل میں اونٹ بھی رجسٹر کر رکھے ہیں۔ کچے کے علاقے میں پہنچ کر اس بارے بات ہوئی تو پتا چلا کہ اس علاقے میں بھی بریڈنگ کے لئے اونٹ موجود ہے۔ میں نے گزارش کی کہ یہ میں نے لازمی دیکھنا ہے۔ خیر انتہائی مٹی والے راستے سے گزرتے ہوئے

ہم ایک جگہ پہنچے جہاں اونٹ موجود تھا۔ممکن تھا کہ اونٹ کوئی اور ہوتا مگر اس کے گلے میں بندھے پیلے رنگ کے پلاسٹک کے برینڈ ڈربن نے بتا دیا کہ اس کا محکمہ لائیوسٹاک پنجاب سے تعلق ہے۔ یہاں پہنچ کر میں مان گیا کہ واقعی محکمہ نے کام کی آخیر کردی ہے۔

کچے کے علاقے میں ڈاکٹر عمران شوکت نے کام کیا ہے۔اس علاقے میں گراس روٹ لیول تک کسی افسر کا پہنچنا اور پھر حقیقت میں کام کرنا مشکل ہے۔اس کا اندازہ وہاں دریا میں وقت گزار کر ہی ہوسکتا ہے۔ڈاکٹر عمران شوکت جیسے مزاج اور اس جیسے دھڑلے والا نوجوان ہی ایسے مشکل علاقے میں کام کرسکتا ہے۔جس طرح کا مزاج اور جس طرح کی دلیری ایسے علاقوں میں چاہیے ہوتی ہے وہ اس افسر میں موجود ہے۔

ڈاکٹر عمران کے پاس شہ زور تھی،اسے کام کرنے کے لئے نیا ڈالا دیا گیا جبکہ سٹاف کو موٹر سائیکلیں بھی دی گئیں۔ضروری ہے کہ اس علاقے میں سروس ڈیلوری کو قائم رکھا جائے۔بہتر ہے کہ قبائلی علاقوں کے لئے جو ہارڈ ایریاز کے ڈائریکٹریٹ کی پہلے تجویز دی،اس علاقے کو بھی اس میں شامل کردیا جائے۔سب سے اہم کہ اس علاقے میں موجود گاڑی میں ایئر کنڈیشنر کا ہونا بہت ضروری ہے۔

چولستان

چولستان کو مقامی زبان میں روہی کہا جاتا ہے۔ بہاولپور سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر شروع ہونے والا یہ تھر کا ریگستان سندھ تک جاتا ہے۔ لفظ چولستان اصل میں چول سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں تھل۔ بھیڑ، بکریوں اور اونٹوں کی اچھی نسلوں کے ساتھ ساتھ چولستانی گائے کی وجہ سے یہ علاقہ لائیوسٹاک کے لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔

چولستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی میں لائیوسٹاک کا شعبہ بھی موجود تھا مگر 2016 میں محکمہ لائیوسٹاک پنجاب نے یہ ذمہ داری اپنے سپرد لے لی اور پھر پوری پلاننگ سے یہاں سروس ڈلیوری کا آغاز کیا۔محکمہ کے کام کو دیکھنے کے لئے میں نے چولستان کا بھی وِزٹ کیا۔ یہاں ڈاکٹرعلی رضا عباسی اوران کی ٹیم نے کام کیا ہے۔

چولستان میں ٹوبے موجود ہیں جن میں بارش کے وقت پانی جمع ہو جاتا ہے۔لوگ اپنے اور اپنے جانوروں کی ضروریات کے لئے ان ٹوبوں کا سہارا لیتے ہیں۔اسی طرح کچھ جگہوں پر چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے گئے ہیں جن کے گرد چاردیواری ہے۔ جہاں کہیں پانی اونچا ہے وہاں کنویں کھودے گئے ہیں۔ان کنووں سے پانی نکالنے کے لئے لوگ اونٹ کا استعمال کرتے ہیں۔ایک پلی کے ذریعے رسی کے ساتھ ڈول باندھ کر کنویں میں پھینکا جاتا ہےاور پھراونٹ کے ساتھ رسی باندھ دیتے ہیں۔اونٹ پیچھے کی طرف چلتا اور پانی پلی کے ذریعے باہر آجاتا۔

محکمہ نے ان میں سے چند کنووں اورٹوبوں پرسولر پمپ لگا دیے۔مقامی ایک شخص کو دیہاڑی پر رکھا جوضرورت کے وقت پمپ چلا دیتا۔ چونکہ اس علاقے میں بڑے جانوروں کو نیم جنگلی ہونے کی وجہ سے پکڑنا ایک بڑا مسئلہ ہے اس لئے چند کنووں اورٹوبوں پر شوٹس بنا دیے۔ جانور جب پانی

پینے کی غرض سے شوٹس میں سے گزرتا ہے تو اس دوران ان کو ٹیکے وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔ میں نے یہ دو کنویں بھی وِزٹ کیے۔ سولر پمپ چلا کر دیکھا۔ خوش قسمتی سے ایک بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی اس وقت سامنے آگیا۔ یہ جانور سیدھا کنویں پر پہنچے پانی پینے کے لیے۔

چولستان کے لوگ نیم خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور پانی کی غرض سے جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ پانی کی شدید کمی کی صورت میں یہ لوگ بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یارخان، راجن پور، وہاڑی اور حتیٰ کہ ساہیوال تک کے رہائشی علاقوں کے گرد پہنچ جاتے ہیں۔ اتنی زیادہ نقل وحرکت اور

لائیوسٹاک کے وسیع پھیلاؤ کے پیشِ نظر محکمہ لائیوسٹاک نے چولستان کی روٹ میپنگ کی اور ان روٹس پر موبائل ڈسپنسریز چلائیں جبکہ پہلے سے موجود ڈسپنسریز اور فارموں کو ان موبائل ڈسپنسریز کا ہیڈکوارٹر قرار دے دیا۔

چولستان میں برسوں سے رواج ہے کہ ہر قبیلے نے اپنے جانور کو ٹیٹو کی طرز پر خاص نشان لگائے ہوئے ہیں۔ اس ٹیٹو سے ہر کوئی اپنے جانور کو پہچان لیتا ہے۔ اپنے بکھرے اور گم ہوئے جانوروں کو اکٹھا کرنے کے لئے سال میں چار دفعہ چاند کے پورے دنوں میں لوگ خاص جگہوں پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے جانور الگ کرتے ہیں۔ اسے شوکر کہتے ہیں۔ محکمہ لائیوسٹاک نے اسی سسٹم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نشان کو ریکارڈ کیا اور اس کے ساتھ جانور کے مالک کا نام، اس کا فون نمبر، اس کی ذات اور اس کا ٹوبہ بھی لکھ دیا۔ اسی طرح ہر موبائل ویٹرنری ڈسپنسری نے اپنے ایریا کے لوگوں کا ریکارڈ جمع کر لیا۔ محکمہ نے ایسا پلان کیا کہ موبائل ڈسپنسری شوکر کے وقت موجود رہے۔ اس سے جانوروں کی رجسٹریشن بھی فریش ہو جاتی اور انہیں سروس بھی مل جاتی۔

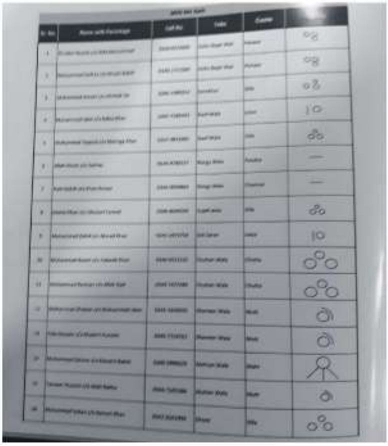

محکمہ کی رپورٹ کے مطابق اگرچہ پہلے بھی ویٹرنری سروسز کے لئے گاڑیاں موجود تھیں مگر مختلف وجوہات کے باعث یہ بری حالت کا شکار ہو گئیں۔ اس سلسلے میں پہلے سے موجود گاڑیوں کو ٹھیک کروایا گیا جبکہ نئی گاڑیوں کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اس علاقے میں میڈیسن کا بجٹ بڑھایا گیا اور پٹرول کے لئے فنڈز مہیا کیے گئے۔ پہلے سے موجود موٹر سائیکلوں کو ٹھیک کروانے کے ساتھ ساتھ نئی 125 موٹر سائیکلیں دی گئیں۔ موٹر سائیکل کے سلسلے میں ہنڈا کمپنی نے چولستان میں اپنی ٹیم بھیج کر چند دن موٹر سائیکل ٹیسٹ کی اور پھر وہاں کے حالات کے مطابق اس میں ضروری تبدیلیاں کیں۔ ڈسپنسریز پر سولر سسٹم لگائے گئے اور بجلی کا انتظام کیا گیا۔ ڈسپنسریوں کی چار دیواری اور ضروری

مرمت کروائی گئی۔ کولڈ چین کے لئے ڈیپ فریزر اور دیگر ضروری سامان فراہم کیا گیا۔ محکمہ نے

تمام پوسٹوں پر سٹاف بھرتی کیا اور سٹاف کی ٹریننگ کروائی گئی۔
قبائلی علاقوں کی طرح مہرو مکھی اور چیچڑ یہاں کا بہت بڑا مسئلہ تھا۔ اس کے لئے محکمہ نے بڑے پیمانے پر سپرے کیا اور جانوروں کو ٹیکے لگائے۔ محکمہ کا موقف ہے کہ اس دوران ہرن کو بھی مدنظر رکھا گیا۔ محکمہ وائلڈ لائف کی مدد سے ہرن کی جگہوں کو ٹارگٹ کرتے ہوئے مٹی کی کنالیوں میں پانی ڈال کر اندازہ لگایا گیا کہ کتنے جانور کتنا پانی پیتے ہیں۔ اس کے بعد اس لحاظ سے پینے والی دوائی پانی میں ڈال کر ان کنالیوں کے ذریعے پلائی گئی۔ یہاں بڑی تعداد میں جانوروں کی ویکسی نیشن اور ڈی ورمنگ کرتے ہوئے اس علاقے کو بھی ڈیزیز کنٹرول کمپارٹمنٹس میں شامل کیا گیا۔
ایک رپورٹ کے مطابق اونٹوں میں 11-2010 میں چولستان میں بڑی اموات سامنے آئیں۔ اسی طرح کا حملہ جب مارچ 2016 میں ہوا تو محکمہ نے فوراً ایکشن لیا۔ محکمہ کا دعویٰ ہے کہ اپریل 2016 میں تقریباً 27000 اونٹوں کو ویٹرنری سروسز فراہم کی گئیں۔ اسی دوران اونٹوں والوں کا ڈیٹا بھی اکٹھا ہو گیا۔ اس سے نہ صرف پنجاب بلکہ بلوچستان اور سندھ کے فارمرز بھی محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کے قریب آ گئے۔

چولستان کے وِزٹ کے دوران میں نے اونٹنی کے دودھ کا کلیکشن سنٹر جو کہ چنن پیر میں واقع ہے وِزٹ کیا۔ چولستان کے فارمر سے اونٹنی کا دودھ اکٹھا کرنا اور پھر اسے برینڈ کر کے لاہور کے شاپنگ مالز میں پہنچانا اور اس کی مارکیٹنگ کرنا، بڑا کام کیا محکمہ نے۔ محکمہ کی برینڈ ڈ گاڑی برینڈ ڈ ملک کلیکشن سنٹر سے دودھ لے کر پتوکی میں یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کے

پراسیسنگ پلانٹ پر آتی۔ یہاں دودھ کو پاسچرائز کرنے کے بعد بوتل میں پیک کیا جاتا۔ ہر بوتل پر اس فارمر کے گروپ ہیڈ کا نام اور نمبر درج ہوتا جس سے دودھ آیا۔ یہاں سے یہ دودھ لاہور کے شاپنگ مالز اور بڑے سٹورز کے ذریعے سیل ہو جاتا۔ اس دودھ کی مارکیٹنگ کیلئے محکمہ نے اخبارات کے ساتھ ساتھ رکشوں کا بھی سہارا لیا۔ دوسری جانب آفیسرز کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ شاپنگ مال میں

موجود رہیں اور لوگوں کو دودھ بارے آگاہی دیں۔ امید ہے کہ اس سے کاروباری حضرات بھی اس

جانب راغب ہوں گے جس سے چولستان کے لوگوں کو کچھ حاصل کرنے کا موقع مل سکے گا۔

چولستان کے فارمرز تک سروسز پہنچانے کا واحد ذریعہ موبائل ڈسپینسریز ہیں اور ان کے چلنے کے لئے ضروری ہے کہ فنڈز فراہم ہوتے رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پرفارمنس مانیٹرنگ اور ٹرانسپرنسی اس علاقے کے لئے خاص طور پر بہت ضروری ہے۔ اگر محکمہ نے اس علاقے پر فوکس اسی طرح رکھا تو چند سالوں میں یہ علاقہ آرگینک لائیوسٹاک پروڈکٹس کا Hub بن سکتا ہے۔

چولستان

پولٹری سیکٹر

پولٹری سیکٹر

پولٹری انڈسٹری پاکستان کی دوسری بڑی انڈسٹری ہے اوراس سے متعلقہ 80 فیصد سرگرمیوں کا تعلق پنجاب سے ہے۔اسی وجہ سے پولٹری کے حوالے سے پنجاب کے محکمہ لائیوسٹاک کی اہمیت بھی زیادہ ہے۔اگر گزشتہ چار سالوں کی بات کریں تو اس دور میں محکمہ لائیوسٹاک نے کمرشل پولٹری کے برعکس اپنا زیادہ فوکس دیہی مرغبانی پر رکھا۔ یہاں ڈاکٹر عبدالرحمن اوران کی ٹیم نے کام کیا۔ پاکستان میں دیہی مرغبانی کو کچن پولٹری کا درجہ حاصل ہے۔اگر چہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں کمی آئی ہے مگراس کی مانگ میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔دیہی مرغبانی میں مرغیوں کوروایتی طریقوں سے پالا جاتا ہے جہاں غیر متوازن خوراک کے باعث زیادہ پیداوار نہیں مل پاتی۔عام طور پر دیہاتوں میں پالی جانے والی مرغیاں گھروں میں استعمال ہوجاتی ہیں جبکہ انڈے اردگرد کے لوگ خرید لیتے ہیں۔ہاں اس کی فروخت کے لئے مارکیٹنگ سسٹم بھی موجود ہے اور یہ ان علاقوں میں مستحکم ہے جہاں یہ فارمنگ زیادہ ہے۔اس مارکیٹنگ سسٹم میں پھیری والے کا اہم کردار ہے جو دیہاتوں سے دیسی مرغیاں اور انڈے اکٹھے کرکے شہروں میں لے آتا ہے اور اپنا مارجن رکھ کر مڈل مین یا بروکر کو بیچ دیتا ہے۔ بروکر سے آگے شہر میں مخصوص جگہوں پر یہ مرغیاں اور انڈے سیل ہو جاتے ہیں۔چھوٹے شہروں میں پھیری والے براہِ راست بھی سائیکل یا موٹر سائیکل کے ذریعے مرغیاں اور انڈے اکٹھے کرکے دکانوں پر پہنچا دیتے ہیں۔ دیہی گھریلو مرغبانی کے ساتھ ساتھ گولڈن مصری مرغیوں کی کمرشل فارمنگ بھی ہوتی ہے جہاں کمرشل ہیچریز سے چوزے خریدنے کے بعد انہیں کمرشل فیڈ کھلا کر چھوٹے چوزے کی شکل میں یا مکمل مرغی کی شکل میں بیچ دیا جاتا ہے۔ یہاں سے چھوٹے چوزے آگے دیہاتوں میں فروخت ہوجاتے ہیں جبکہ بڑے پرندے شہروں میں بروکر کے ذریعے بک جاتے ہیں۔

محکمہ لائیوسٹاک کے پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے پاس مختلف اضلاع میں پولٹری فارم ہیں جن میں سے کچھ بریڈنگ فارم کا کام بھی کرتے ہیں۔ان فارموں پر ماضی میں کمرشل لیئراور کراس مرغیاں رکھی جاتی تھیں جن کی پراڈکٹس ڈیلر کے ذریعے فروخت کر دی جاتیں۔محکمہ نے یہاں سے لیئر کوختم کر دیااور دیسی یا کراس مرغیوں میں بہتری لاکران کو پنجاب بھر میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ دیہی مرغبانی کوسہارا ملے۔

ایک رپورٹ کے مطابق محکمہ لائیوسٹاک نے دیہی مرغبانی کےفروغ کے لئے جہاں فارمرز کی ٹریننگ کی وہاں لوگوں میں بہترنسل کی مرغیاں بھی تقسیم کیں تا کہ اس کی پیداوار میں بہتری آسکے۔ اگرنسلوں کی بات کریں تو ہمارے ہاں فیومی، روڈ آئی لینڈ ریڈ، بلیک آسٹرلوپ، دیسی، نیکڈ نیک اوراسیل نسل کی مرغیوں کے کراس پائے جاتے ہیں۔ان میں سے دیسی، نیکڈ نیک اوراسیل نسل پاکستانی جبکہ پہلی تین بیرون ممالک کی نسلیں ہیں۔اس کے علاوہ کچھ کراس نسلوں کی فراہمی میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی بھی کاوش ہے۔

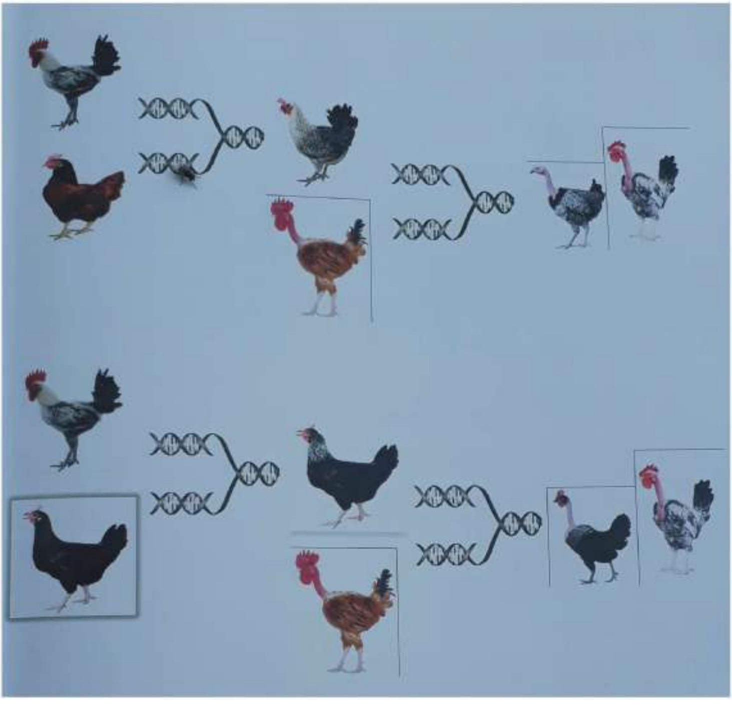

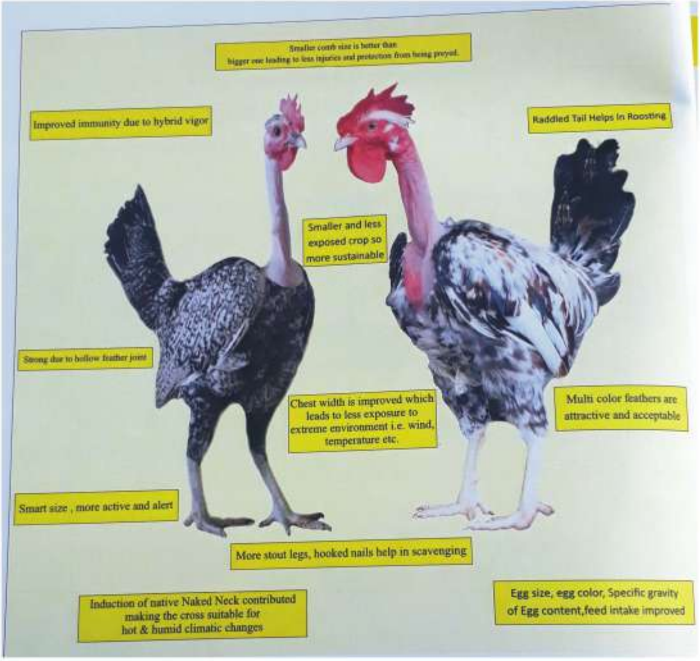

محکمہ کے فارموں پر رکھے گئے پرندوں میں مسلسل کراس بریڈنگ ہو رہی تھی۔ دوسری جانب عام فارمر کے ساتھ بھی ایسی ہی صورتحال تھی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ امپورٹ کی ہوئی مرغیاں جن کو محکمہ کے فارموں پر بریڈنگ کے لئے استعمال کیا جا رہا تھا، ان کا بلڈ ہی تبدیل نہیں ہوا۔ محکمہ نے 1978 کے بعد 2016 میں فریش پرندے امپورٹ کئے اور ان کو مقامی نسلوں سے پلاننگ کے تحت کراس کروانا شروع کیا تاکہ بہتر کراس پرندے حاصل ہوں۔

رپورٹ کے مطابق پرندوں کی تقسیم کے لئے چھ ہیچریوں میں سے چار کو بند کرتے ہوئے دو کی

حالت کو بہتر کر کے انہیں فل کپیسٹی پر چلایا۔ ان ہیچریوں سے حاصل ہونے والے چوزوں کو محکمہ کے فارموں پر پالا جاتا جس کے لئے شیڈ مرمت کئے گئے اور مینجمنٹ بہتر کی گئی۔ پرندوں کی ویکسی نیشن کے لئے پلان بنایا گیا اور ویکسی نیشن میں باقاعدگی لائی گئی۔ بائیوسیکورٹی کے لئے اقدامات

اٹھائے گئے۔ پرندوں کی تقسیم کے لئے ایک مہینے کا پلان بنایا جاتا اور پلان کے مطابق اضلاع کو بتا دیا جاتا کہ وہ لوگوں سے درخواستیں لے لیں۔ اس کے بعد 100-85 دن کے پرندوں کا سیٹ 30 فیصد سبسڈی پر دیا جاتا۔ اس سیٹ میں 5 مرغیاں اور ایک مرغا شامل ہوتا۔ کچھ علاقوں میں اسیل مرغیوں کے سیٹ بھی تقسیم کیے گئے۔ مرغیوں کے سیٹ پنجرے سمیت سکولوں میں بھی دیے

گئے تاکہ بچوں میں مرغبانی کا شوق بڑھے۔

کمرشل پولٹری سیکٹر کا سب سے بڑا گلہ یہ تھا کہ دیہی مرغیوں میں ویکسین نہ ہونے کے باعث کمرشل فارمز پر بیماریاں کنٹرول نہیں ہوتیں۔محکمہ کے مطابق گزشتہ چار سالوں میں اس ایشو کو بھی سنجیدگی سے لیا گیا اور بڑے پیمانے پر دیسی مرغیوں میں اعلیٰ معیار کی ویکسین کی گئی۔

پولٹری سیکٹر میں محکمہ کا ایک اور اہم کام شتر مرغ فارمنگ کا فروغ تھا۔اگرچہ اس کی فارمنگ پہلے سے کی جارہی تھی مگر اس کے گوشت کے کم استعمال کے باعث مسائل تھے۔دوسری جانب فارمنگ میں بھی بہت سے پیچیدگیاں تھی۔محکمہ نے اس سلسلے میں کافی کام کیا۔اس ضمن میں ایک منصوبہ چلایا گیا جس کے تحت فارمر کو رجسٹر کر کے سبسڈی دی جاتی۔اس کی امپورٹ اور فارمنگ

کے لئےSOPsبنائے گئے۔فارمر کی رہنمائی کے لئے کتابچہ تیار کروایا جس میں ڈاکٹر ناصر مختار

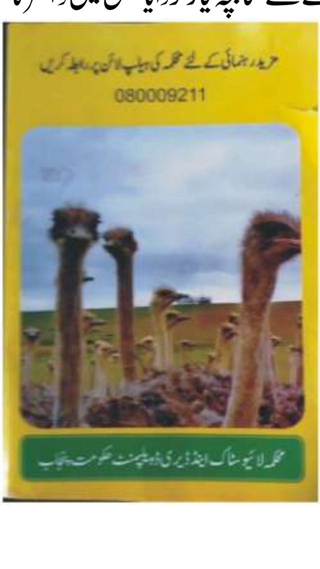

کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر عاطف نے بنیادی کردار ادا کیا۔ شتر مرغ فارمنگ کے فروغ کے لئے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور اور پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی راولپنڈی کے شعبہ ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کا بھی اہم کردار رہا۔

سب سے اہم کام محکمہ نے شتر مرغ کی میٹ شاپ کھلوانے کا کیا۔ اگرچہ یہ کام پرائیویٹ سیکٹر نے

کیا مگر محکمہ کی جانب سے اس سلسلے میں مکمل تعاون کیا گیا۔ دوسری جانب مختلف شہروں میں فارمرز کے ہوٹلوں سے رابطے کروا کر وہاں شتر مرغ پکوان شروع کروائے گئے۔ ان سب معاملات کے باوجود ابھی بھی شتر مرغ کی فارمنگ پر کام ہونا باقی ہے۔

برائلر گوشت کے بارے شکوک وشبہات پیدا کئے گئے تو محکمہ نے اس سلسلے میں بڑی محنت سے اس کا دفاع کیا۔ اس سلسلے میں محکمہ نے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور اور پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن کے تعاون سے ٹیکنیکل بنیادوں پر عدالتِ عالیہ کے سامنے اپنا موقف رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سپریم کورٹ نے برائلر کو صحت کے لئے درست قرار دے دیا۔

کمرشل پولٹری سیکٹر کو محکمہ نے بہت زیادہ نہیں چھیڑا۔ ہاں پنجاب پولٹری پروڈکشن ایکٹ 2016 منظور کروایا اور اس کے تحت کچھ اقدامات ضرور اٹھائے گئے۔ اس ضمن میں رولز بنائے گئے اور فارموں اور فیڈ ملوں کو رجسٹر کیا گیا۔ پولٹری پروڈکشن ایکٹ کے حوالے سے ایک بات کرتا چلوں کہ پولٹری انڈسٹری کے پروڈکشن یونٹ کسی فیکٹری کی مانند نہیں کہ اگر بغیر پلاننگ سے چلتے رہیں تو ان کا اثر صرف ماحول یا غریب عوام پر ہوگا۔ یہ بیالوجیکل یونٹس ہیں جہاں جانیں موجود ہیں۔ اس شعبہ میں اصولوں کی خلاف ورزی کا براہِ راست اثر پروڈکشن یونٹس پر پڑے گا اور اس سے انڈسٹری مجموعی طور پر متاثر ہوگی۔ کمرشل اور کارپوریٹ پولٹری فارمرز کی قوانین کی خلاف ورزی یا ان کا اصولوں سے انحراف اپنے آپ کو دھوکہ دینے اور اپنی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے مترادف ہے۔

پولٹری انڈسٹری کو بچانے کے لئے بہت ضروری ہوگا کہ اس پولٹری پروڈکشن ایکٹ پر سختی سے عملدرآمد کروایا جائے۔ اس کے لئے محکمہ کو مختلف اضلاع میں اپنا سٹاف الگ سے مختص کرنا

چاہیئے۔اس سلسلے میں پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن کومکمل تعاون کے ساتھ ساتھ حکومت کی رہنمائی کرنی چاہیئے۔اگر حکومتی سطح پر اس چیز کونہیں سوچا جاتا تو ایسوسی ایشن کوخود سے کوشش کرنی چاہیئے، ورنہ پھر Collateral Damage کے لئے سب کو تیار رہنا چاہیئے۔

محکمہ نے دیہی مرغبانی کے فروغ کے لئے جواقدامات اٹھائے ان کو جاری رکھنا چاہیئے۔خاص طور پر جو مرغیوں کی منصوبہ بندی کے تحت بریڈنگ کی گئی اس پر مزید بہتر انداز میں کام کرنا چاہیئے اور معیاری پرندوں کی تقسیم کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے۔اسی طرح پرائیویٹ سیکٹر میں جولوگ دیہی مرغیوں کی بریڈنگ پر کام کر رہے ہیں ان کو بھی بہتر نسلوں کے چوزوں کی فراہمی کرنی چاہیئے تا کہ نچلی سطح پر مزید بہتر پرندے پھیل سکیں۔سب سے اہم، جو دیہی مرغیوں میں ویکسین لگانے کا سلسلہ شروع کیا گیا اس سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔

ٹریننگ سنٹرز

محکمہ لائیوسٹاک کے پاس سات ٹریننگ سنٹرز ہیں۔ ان میں سے کچھ سنٹرز پر پیراویٹس سٹاف کے کورسز کروائے جاتے ہیں جبکہ فارمرز کی ٹریننگ بھی ہوتی ہے۔ محکمہ نے ان ٹریننگ سنٹرز کے حوالے سے ایک رپورٹ مرتب کی۔ اس رپورٹ کے مطابق 2014 سے پہلے ان اداروں پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی تھی اور ان کے لئے بجٹ بھی کچھ خاص نہیں تھا۔ انہی میں سے ایک سنٹر تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے 1952 میں رکھ غلاماں ضلع بھکر میں قائم کیا جہاں فیلڈ اسسٹنٹ ڈپلومہ کروایا جاتا تھا۔ یہ سنٹر 1970 تک کام کرتا رہا اور پھر بند ہو گیا۔ 2015 میں اس کی خستہ حال بلڈنگ کو بہتر بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور متعلقہ محکمے کی منظوری کے بعد اسے لائیوسٹاک فارمر ٹریننگ سنٹر رکھ غلاماں کے نام سے متحرک کیا گیا۔

رپورٹ کے مطابق ان اداروں کی بہتری کے لئے کسان پیکج کے تحت بڑی رقم مختص کی گئی۔ ان کی بلڈنگ کی رینوویشن اور مرمت پر کام کیا گیا۔ کلاس رومز کو بہتر کیا گیا۔ فرنیچر پورا کیا گیا۔ کلاس رومز میں ملٹی میڈیا اور ویڈیو سسٹم فراہم کیا گیا۔ آئی ٹی لیبز جو کہ سرے سے نہیں تھیں، بنائی گئیں۔ لیبارٹریوں کی حالت کو بہتر کرتے ہوئے ان میں ضرورت کا سامان فراہم کیا گیا۔ لائبریریاں بنائی گئیں۔ سیکیورٹی کیمرے لگائے گئے۔ شیخوپورہ میں سٹیٹ آف دی آرٹ آڈیٹوریم بنایا گیا۔ جانوروں کے شیڈز کی حالت کو بہتر کیا گیا۔ اس شعبہ میں ڈاکٹر سید ندیم بدر، ڈاکٹر راحت علی اور ان کی ٹیم نے کام کیا۔

ادارہ انسدادِ بے رحمی مویشیاں

ادارہ انسدادِ بے رحمی مویشیاں Society for Prevention of Cruelty to Animals (SPCA) کے رضا کارا کثر سڑکوں پر نظر آیا کرتے تھے۔اس ادارے کا کردار اس وقت زیادہ تھا جب لاہور سمیت دیگر شہروں میں تانگے چلتے تھے اور لوڈر رکشوں کے مقابلے میں گدھا گاڑی یا ریڑھوں اور گڈوں کا رواج تھا۔تیزی سے آتی ترقی نے ان سب کو ختم کر دیا مگر ریڑھے اور گدھا گاڑی ابھی بھی موجود ہیں۔اگر کبھی لاہور کے اردو بازار، شاہ عالم مارکیٹ یا مصری شاہ جانے کا اتفاق ہو تو وزن کھینچتے گدھے، گھوڑے، خچر وغیرہ مل جائیں گے۔دوسری جانب چھوٹے شہروں میں مال برداری میں آج بھی ان جانوروں کا اہم کردار ہے۔

اس ادارے کا مرکزی دفتر یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور میں موجود ہے۔ماضی میں اس کا فیلڈ سٹاف، جو کہ انسپکٹرز اور گارڈز پر مشتمل ہے، جہاں کہیں جانور پر ظلم ہوتا دیکھتا، جانور قبضے میں لے کر مالک کو جرمانہ کر دیتا۔اس سے جانور اور اس کے مالک پر مزید بوجھ پڑ جاتا۔ دوسری جانب سٹاف کے ڈیلی ویجز پر ہونے کی وجہ سے اس کے برے رویے اور مبینہ طور پر رشوت لینے کی مثالیں بھی موجود تھیں۔

محکمہ لائیوسٹاک نے گزشتہ چار سالوں میں اس ادارے کی حالت پر بھی توجہ دی اور اس پر ڈاکٹر طلحہ، ڈاکٹر فرحت نذیر اور بروک پاکستان کے کرنل (ر) ڈاکٹر ارشد انصاری نے کام کیا۔اس ادارے

کی سرگرمیوں کو پہلے کی نسبت زیادہ اضلاع میں پھیلایا۔ یہاں سٹاف کی تربیت کی گئی اور انہیں ضروری سہولیات فراہم کی گئیں۔ سٹاف کو تیس سال کے عرصے کے بعد پرمانینٹ کیا گیا اور نئے آنے والوں کو ڈیلی ویجز کے برعکس کنٹریکٹ پر رکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ ریسکیو کیئے ہوئے جانوروں کے لئے موجود شیڈز کو بہتر کیا گیا۔ ان جانوروں کے لئے فیڈ اور ادویات کی مفت فراہمی شروع کی گئی۔ فیلڈ میں چالان وغیرہ کرنے کا سلسلہ بند کر دیا اور اس کے برعکس علاج معالجے اور ادویات دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ اگر کسی جگہ اوورلوڈنگ نظر آتی تو چالان کی بجائے لوڈ کم کروا دیا جاتا۔

گدھوں اور گھوڑوں کے حوالے سے محکمہ نے مزید اقدامات بھی کیے۔ پنجاب میں دیگر جانوروں کے ساتھ ساتھ گدھوں، گھوڑوں اور خچروں کی مال شماری بھی کروائی گئی۔ گدھوں کے مختلف میلوں کا انعقاد کیا گیا۔ گدھوں کی نسلوں کی حفاظت کے لئے بہادر نگر فارم پر سرگرمی شروع کی گئی۔ بریڈنگ کے لئے مختلف فارموں پر سہولت مہیا کی گئی۔ بروک پاکستان کے تعاون سے محکمہ نے لاہور میں گدھوں گھوڑوں کی ویکسی نیشن اور ڈی ورمنگ کے لئے کمپینز بھی چلائیں۔

اس ترقی یافتہ دور میں بھی اس ادارے کی اپنا جگہ اہمیت موجود ہے۔ یہ بات قابلِ ستائش ہے کہ محکمہ نے اس جانب بھی توجہ دی، اب اس پر کام جاری رہنا چاہیئے۔ جانوروں کی ٹرانسپورٹ کے لئے اس ادارے کے پاس ضرورت کے مطابق گاڑیاں نہیں۔ اس سلسلے میں تمام متعلقہ اضلاع میں گاڑیاں مہیا کرنی چاہئیں۔ جانوروں کیلئے ادویات اور فیڈ کی مفت فراہمی کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔ اسی طرح فلاحی اداروں کے ساتھ جو رابطے کا سلسلہ شروع کیا گیا اسے بھی آگے بڑھانا چاہیئے اور بین الاقوامی فلاحی اداروں کے تعاون سے اس ادارے کو مزید بہتر کرنا چاہیئے۔

ادارہ انسداد بے رحمی مویشیاں

دودھ اور گوشت کی پرائس کیپنگ اور کوالٹی

دودھ اور گوشت کی پرائس کیپنگ اور کوالٹی

پاکستان میں لائیوسٹاک سیکٹر اور اس سے متعلقہ محکمہ لائیوسٹاک کا بنیادی کام دودھ اور گوشت کی فراہمی ہے۔ اگرچہ پاکستان میں لائیوسٹاک کی بہت بڑی تعداد کی وجہ سے دودھ اور گوشت کی کبھی براہِ راست شدید قلت کا سامنا تو نہیں کرنا پڑا مگر اس کی کوالٹی ایک بہت بڑا ایشو بن چکا ہے۔ کوالٹی سے ہٹ کر جعلی دودھ اور مضرِ صحت گوشت کی فراہمی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔
اس دور کے آغاز میں محکمہ لائیوسٹاک نے گوشت کی کوالٹی جیسے ایشو کو پکڑا۔ اس سلسلے میں پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کے پلیٹ فارم سے شاہ پور کانجراں میں قائم سلاٹر ہاؤس کو مکمل طور پر فنکشنل کیا گیا۔ یہاں ذبح ہونے والے ہر جانور کے گوشت کا ریکارڈ رکھا جاتا۔ اس سلسلے میں ٹیگ بھی لگایا گیا اور عام پبلک کو 080009211 ٹال فری نمبر دیا گیا جس پر SMS کر کے گوشت کی تصدیق کی جاسکتی۔ اسی طرح بغیر ٹیگ والے گوشت کی فروخت کو روکا گیا۔ دوسری جانب گلی محلوں میں سلاٹرنگ کو سختی سے روکنے کے لئے کمر کس لی گئی۔
محکمہ کی پرانی پریس ریلیز ز کے مطابق لاہور میں جعلی مہریں لگانے، مردہ بچھڑوں کے گوشت کو بکرے کا گوشت کہہ کر فروخت کرنے اور مردہ/ بیمار جانوروں کا گوشت بصورت ران/ دستی لاہور کے مختلف ڈیپارٹمنٹل سٹورز کو سپلائی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ گوشت کی ٹرانسپورٹ میں ملوث ٹرانسپورٹرز کے خلاف بھی کارروائی کی گئی۔ لاہور میں مردہ جانوروں کے گوشت کے دھندے میں ملوث افراد اور ان کی پشت پناہی کرنے والے مافیا پر بھی ہاتھ ڈالا گیا۔ نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب کے باقی اضلاع میں بھی مقامی سطح پر سلاٹرنگ سے متعلقہ قوانین پر سختی سے عملدرآمد کروایا گیا۔ چونکہ مختلف شہروں کے غیر معیاری گوشت کی سب سے بڑی مارکیٹ لاہور ہے اس لئے مقامی سطح پر سٹاف کو متحرک کر کے اس کی کوالٹی کو کنٹرول کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ چیک پوسٹوں کے ذریعے گوشت کی سپلائی کو بھی کنٹرول کیا گیا۔ پنجاب بھر میں مادہ

جانوروں کی سلاٹرنگ پر پابندی لگائی گئی۔

محکمہ کا سب سے بڑا کارنامہ گدھے کے گوشت کے خلاف کارروائی تھی۔ اگرچہ اس ضمن میں ہمیں جگ ہنسائی کا سامنا کرنا پڑا مگر اس حقیقت کے منظرِ عام پر آنے کے بعد اس پر کافی حد تک کنٹرول پا لیا گیا۔ سچائی کو تسلیم کرتے ہوئے اس جیسے حساس معاملے پر سٹینڈ لینا، نسیم صادق کا اس قوم پر احسان ہے۔ سب کو علم ہے کہ گدھے کی سلاٹرنگ کا اصل حدف گوشت نہیں بلکہ کھال تھا اور یہ کھال کس کا حدف تھا، اس کا بھی علم ہے۔ اسی لئے اس معاملے پر سٹینڈ لینا حکومت کے لئے بھی مشکل تھا۔ مگر اس سب کے باوجود ایکشن لیا گیا۔

اگرچہ میٹ کوالٹی کے حوالے سے آغاز میں محکمہ بڑا متحرک رہا مگر بعد میں یہ کمپوننٹ پنجاب فوڈ اتھارٹی کے حوالے ہونے سے محکمہ کی سرگرمیوں میں کمی آ گئی۔

میٹ کی مارکیٹنگ کے حوالے سے ایک اچھی کاوش یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے باہر کٹے کے ٹریسبل گوشت کی فراہمی کے لئے میٹ شاپ کا قیام ہے۔ اسی کے ساتھ موبائل میٹ شاپ بھی چلائی گئی جو لاہور کے مخصوص علاقوں میں خاص دنوں میں گوشت سپلائی کرتی ہے۔ اس منصوبے پر یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ انیمل سائنسز لاہور کے ڈاکٹر محمد حیات جسپال اور ان کی

ٹیم نے کیا۔اس منصوبے کا مقصد کٹے کے گوشت کی جانب لوگوں کوراغب کرنا تھا۔اسی حوالے سے محکمہ نے کٹوں کی فیٹننگ کا بھی آغاز کیا۔اس سلسلے میں پنجاب بھر میں سبسڈی دی گئی اور لوگوں کو کٹوں کی فیٹننگ کی طرف راغب کیا گیا۔

محکمہ کا اس سے بڑا کارنامہ جعلی دودھ کے خلاف کمپین ہے جسے مسئلہ تصور ہی نہیں کیا جاتا تھا۔محکمہ

نے پنجاب کے مختلف شہروں میں دودھ کانفرنسیں کیں۔اس سلسلے میں سکول کی سطح پر پروگرام کئے گئے اور بچوں کواس بارے آگاہی دی گئی۔سکول کے بچوں کے لئے میلہ جات کا بھی انعقاد کیا گیا۔ بچوں کوراغب کرنے کے لئے لالی پاپ تقسیم کئے گئے۔اخبارات اور ریڈیو کے ذریعے مہم چلائی گئی۔اس مہم میں با قاعدہ طور پر جعلی دودھ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ بیرون مما لک سے آنے والے غیر معیاری خشک دودھ کے متعلق بھی آگاہی دی گئی۔اسی طرح فیٹ اور ملک فیٹ کا تصور بھی اجاگر کیا گیا۔

دودھ کانفرنس: ڈاکٹر مشرف احمد انجم اپنے مخصوص انداز میں دودھ کی ملاوٹ کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے

محکمہ نے لوگوں کو یہ احساس دلانے کی کوشش کی کہ دودھ صرف گائے بھینس بھیڑ بکری وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔اس لئے اسی کو اصلی دودھ تصور کیا جائے۔ دودھ میں ملاوٹ اوراس سے بچنے کے طریقوں بارے بھی لوگوں کو بتایا گیا۔اسی دوران سپریم کورٹ میں بھی یہ معاملہ زیرِغور آیا جس سے نیشنل میڈیا پر ڈبے کے دودھ تک کے جعلی ہونے کی بات ہونے لگی۔

اس بات کے لئے بھی کوششیں کی گئیں کہ خشک دودھ کی امپورٹ پر ڈیوٹی کو بڑھایا جائے۔اس سلسلے میں یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور نے بھی کام کیا۔ یونیورسٹی نے پالیسی پیپر جاری کیا جس میں خشک دودھ کی امپورٹ سے متعلق مسائل کواجاگر کیا گیا۔ یونیورسٹی نے ٹی وائٹنر کی اصلیت کوسامنے لانے میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ یہ اسی آگاہی مہم کا نتیجہ ہے کہ کمپنیاں ''اصلی دودھ'' وغیرہ کے نام سے دودھ مارکیٹ کرنے پر مجبور ہوگئیں۔

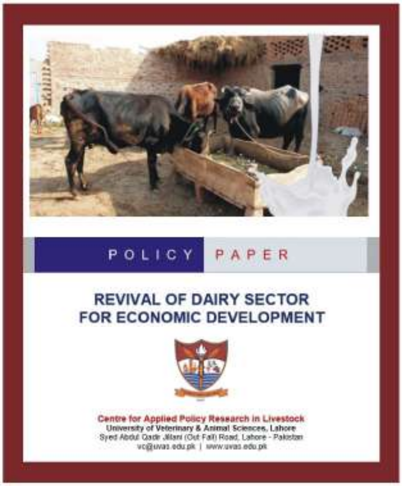

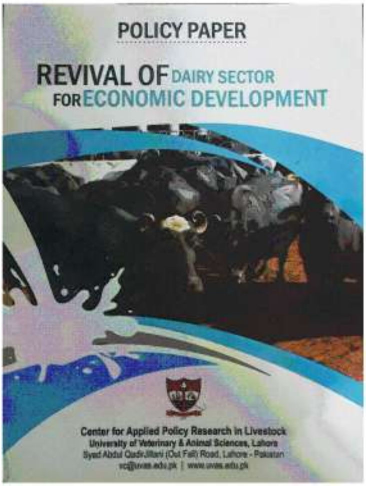

محکمہ کا دودھ اور گوشت کے حوالے سے ایک اور اہم ترین کام دودھ اور گوشت کی قیمتوں پر کنٹرول ختم کروانے کی کوشش کرنا ہے۔ محکمہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ پرائس کنٹرول کرنے سے فارمر کو اس کی قیمت نہیں ملتی جس کی وجہ سے لوگ اس کام سے پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں۔ اگر حکومت سبسڈی دینا چاہتی ہے تو خود دے نہ کہ فارمر کو مجبور کرے۔ جب فارمر کے فارمنگ پر اٹھنے والے اخراجات پر کسی کا کنٹرول نہیں تو پھر اسے اپنی پروڈکٹ کنٹرول پرائس پر بیچنے کے لئے کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں فارمر پر بوجھ ڈالنے کی بجائے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

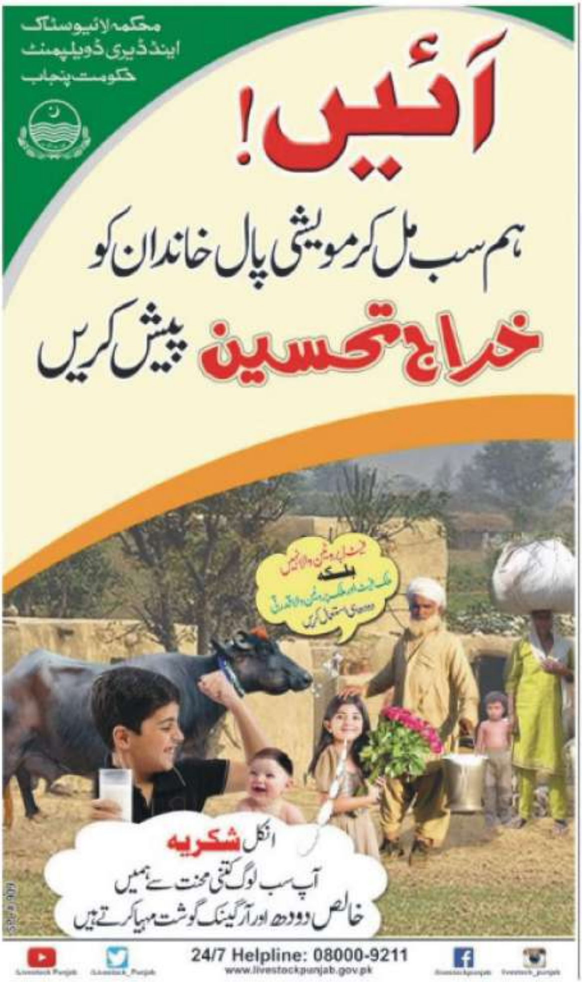

دودھ کے حوالے سے ایک اہم مسئلہ rBST کا تھا۔ یہ جانوروں میں دودھ کو بڑھانے والا ٹیکہ پاکستان اور خصوصاً سندھ میں بڑی تعداد میں استعمال ہو رہا تھا۔ اس ٹیکے نے کراچی کی ڈیری فامنگ کو مکمل طور پر اپنا مرہونِ منت بنا لیا تھا۔ محکمہ لائیوسٹاک نے اس ایشو کو ٹیک اپ کیا اور اس ٹیکے کو بین کروانے کی ٹھان لی۔ اس حوالے سے پاکستان میں ماہرین کی دو آراء سامنے آئیں۔ کچھ کا خیال تھا کہ اسے چلتے رہنا چاہئے کہ اس سے دودھ کی پیداوار زیادہ حاصل ہو رہی ہے جبکہ جانور پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ دوسری جانب ماہرین کا موقف یہ تھا اس ٹیکے کی بدولت جانور تباہ ہو

رہے ہیں۔ خیر اس پر کافی تگ و دو کے بعد اسے بین کر دیا گیا اور اس سلسلے میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے فیصلہ کیا۔

پرائس کیپنگ کا جو پراسیس شروع ہوا تھا، حکومتِ پنجاب کو اسے فائنل کرنا چاہیئے۔ اگر پرائس کیپنگ کو ختم نہ کیا گیا تو فارمر بھاگ جائے گا۔ فارمر کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے اس کی کاسٹ آف پروڈکشن منافع کے ساتھ ملے۔ دوسری جانب باہر سے خشک دودھ کی درآمد پر ڈیوٹی بڑھانا بھی بہت ضروری ہے۔ ہاں اگر فارمر کی سپورٹ کے ساتھ ساتھ پرائس کیپنگ کو ختم اور خشک دودھ کی امپورٹ کو کنٹرول نہ کیا گیا تو پھر غیر معیاری گوشت اور جعلی دودھ ہماری نسلوں کا مقدر ہو گا۔

گوشت کی کوالٹی کو بہتر کرنے کے لئے مقامی سطح پر سلاٹر ہاؤسز کی حالت کو بہتر کرنا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مکمل اختیار کسی ایک ادارے کو دینا چاہیئے۔ یا یہ ضلعی حکومت کو دے دیا جائے یا پھر محکمہ لائیوسٹاک کو یا پنجاب فوڈ اتھارٹی کو۔ جس ادارے کے پاس بھی یہ اختیار ہو اس کو فنڈز مہیا کرتے ہوئے ہر شہر میں پہلے فیز میں سلاٹر ہاؤسز کو بہتر کرتے ہوئے ان میں بنیادی سہولیات فراہم کرنی چاہئیں اور دوسرے فیز میں ان سلاٹر ہاؤسز کو جدید ٹیکنالوجی پر لے جانا چاہیئے۔ اس ادارے کے اپنے خودمختار اور Dedicated انسپکٹرز کام کرنے چاہیئے۔ یہی ادارہ شہر کے تمام گوشت بیچنے والوں کو مانیٹر کرے اور اس سلسلے میں دیگر معاملات کو بھی دیکھے۔

عیدالاضحیٰ اور محکمہ لائیوسٹاک

عیدالاضحیٰ پر جہاں جانوروں کی بہت بڑی تعداد میں موومنٹ ہوتی ہے وہاں عام لوگوں کو بھی براہِ راست جانوروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس موقع پر محکمہ لائیوسٹاک کی ذمہ داری کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اگرچہ ماضی میں بھی محکمے کی اس موقع پر سرگرمیاں نظر آتیں اور مویشی منڈیوں میں کیمپ لگائے جاتے مگر گزشتہ دو سالوں اور خاص طور پر 2017 کی عید پر محکمہ نے آخیر کر دی۔ چونکہ اسی دور میں کانگو فیور کے کیسز سامنے آنے لگے تھے، اس لئے محکمہ لائیوسٹاک کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی۔

www.facebook.com/VetNewsViews

ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز

فیصل آباد

محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کی کارکردگی، عید کے موقع پر پاکستان میں نمبرون رہی

اظہار تشکر

محکمہ نے پنجاب بھر میں اور خاص طور پر پنجاب کے بارڈر پر چیک پوسٹیں قائم کیں۔ ان چیک پوسٹوں پر سٹاف نے دن رات کام کیا۔ حتیٰ کہ لیڈی آفیسرز بھی شام کے بعد کام کرتی رہیں۔ منڈیوں میں کیمپس لگائے گئے۔ محکمے نے جانوروں کی دیکھ بھال، کانگو سے متعلقہ احتیاطی تدابیر

اور کھالوں کی حفاظت کے حوالے سے عوامی آگاہی مہم کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلے میں مساجد کے خطیبوں کو لکھا گیا کہ وہ خطبے کے دوران لوگوں کو کھالوں کی حفاظت کے بارے آگاہ کریں۔ نمازِ جمعہ کے بعد مساجد کے باہر لوگوں میں پمفلٹ بھی تقسیم کیے گئے۔ اسی طرح ٹریفک سگنلز پر بھی لوگوں میں پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔ آگاہی مہم کے سلسلے میں اخبارات کا بھی سہارا لیا۔

محکمہ کی Dedication اس وقت آخری حد کو پہنچی جب عید کے دنوں میں بھی افسر ڈیوٹی پر رہے۔اس میں خواتین اور مردوں نے بلاتفریق کام کیا۔اس موقع پر محکمہ کی سرگرمیوں اور خاص طور پر برینڈڈ سرگرمیوں کی وجہ سے عام آدمی جس کا محکمہ سے براہِ راست تعلق نہیں،اسے بھی محکمہ کی اہمیت اوراس کی کارکردگی کا اندازہ ہوا۔

عید کے بعد میں نے ایک کالم لکھا تھے، پیشِ خدمت ہے۔

عیدالاضحیٰ اور محکمہ لائیوسٹاک کی کارکردگی

نقطہ نظر

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

ہاتھوں پر مہندی، کلائیوں میں چوڑیاں، دوپٹے کی ڈائی پیکو کی فکر ، جوتے جیولری کی میچنگ کا مسئلہ اور بلیچ پوڈر۔۔ ان سب کے ساتھ ساتھ گوشت کے پکوان کی تراکیب اور مصالحہ جات کی تلاش میں مصروف پاکستان بھر کی خواتین ایک طرف مگر میری یہ بہنیں ان سب سے دور سڑکوں اور منڈیوں میں موجود تھیں۔ دن اور رات کی فکر کیے بغیر ڈیوٹی کرنے والی ان قوم کی بیٹیوں کا تعلق نہ تو کسی سیکیورٹی ادارے سے تھا اور نہ ہی کسی ضلعی انتظامی پوسٹ سے۔ یہ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کی لیڈی ویٹرنری آفیسرز تھیں جو عید کے موقع پر عوام کو صحت مند جانوروں کی فراہمی میں اپنا اہم اور بنیادی کردار ادا کر رہی تھیں۔ ایسا پہلے ہوا نہیں، ہوسکتا ہے کہ ہوا ہو، مگر دیکھا نہیں ۔۔ یا دکھایا نہیں گیا۔ دکھانا ضروری ہوتا ہے۔ بہت محنت کرتے ہیں کرنے والے، مگر محنت کا اظہار نہیں کر پاتے ۔۔ تھوڑا پیچھے رہ جاتے ہیں۔ دوسری جانب صرف دکھاوا ہی دکھاوا اور محنت ذرا بھی نہیں، بس ڈرامے بازی۔۔ وقتی طور پر تو ترقی یافتہ نظر آتے ہیں مگر جلد گر جاتے ہیں۔ دل سے خوب محنت کرنا اور پھر اپنی اس محنت کا انتہائی اچھے انداز میں اظہار کرنا، کامیابی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

بلب کا موجد تھامس ایڈی سن تھا ۔۔ سب جانتے ہیں، کوئی نئی بات نہیں مگر بدقسمتی سے یہ بہت پرانی بات درست نہیں۔ ایڈی سن تیز آدمی تھا، شہرت لینا جانتا تھا، پیسے والا بھی کہ

کاروبار بڑا تھا۔ بلب کو اپنے نام سے Patent کروا کر تاریخ کا حصہ بن گیا اور آج بچے بچے کی زبان پر ہے۔ بلب کی ایجاد میں ایڈیسن سے پہلے نکولا ٹیسلا سمیت بہت سے سائنسدانوں نے محنت کی اور ایڈی سن سے زیادہ اور اہم کام کیا مگر محنت کا اظہار صرف یہ اکیلا کر گیا کہ Personal Branding کا ماسٹر تھا۔ اس کا کمال صرف یہ تھا کہ اس نے بلب کو کمرشل کیا۔ یہی تاریخ ریڈیو کی ایجاد میں ملتی ہے کہ اس کا اصل موجد مارکونی نہیں بلکہ نکولا ٹیسلا تھا جس پر دونوں میں قانی جنگ بھی چلتی رہی۔ اگرچہ کچھ مؤرخین کے مطابق مارکونی کی وفات کے بعد کورٹ نے ٹیسلا کے حق میں فیصلہ دے دیا مگر یاد ریڈیو کے موجد کے حوالے سے مارکونی ہی کو کیا جاتا ہے۔ تاریخ میں ڈارون تھیوری کے بارے بھی اختلافِ رائے موجود ہے کہ اس تھیوری کا میٹریل Alfred Wallace نے ڈارون کو چیکنگ کے لئے بھیجا مگر ڈارون نے انتہائی چالاکی سے اسے اپنے نام سے پبلک کر دیا اور ویلس اپنی شرافت میں مارا گیا۔ ان Controversies پر دہائیوں بعد آج بات ہونے لگی ہے، ان بارے اگر کبھی وقت ملے تو ضرور پڑھیے گا، ڈیجیٹل اور چھپا ہوا مواد موجود ہے۔

خوب محنت کرنی چاہئے مگر اپنی شرافت میں نکولا ٹیسلا اور الفریڈ ویلس نہیں بننا چاہئے کہ محنت کا فائدہ دوسرے اٹھا جائیں۔ دوسری جانب صرف چالاکی اور دکھاوے پر ہی توجہ نہیں دینی چاہئے کہ ایڈی سن اور مارکونی کی طرح کبھی نہ کبھی Expose ہونا پڑ ہی جاتا ہے۔ Hard Working and Good Presentation of Hard Working دونوں اہم ہیں۔

صرف خواتین ہی نہیں بلکہ ان سے کئی گنا بڑی تعداد Male Staff کی ہے جنہوں نے دن رات ایک کر کے عوام کی خدمت کی۔ منڈیوں میں کیمپ لگائے جہاں جانوروں کی صحت بارے لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے۔ سڑکوں پر چیک پوسٹیں قائم کیں جہاں جانوروں پر سپرے کرتے رہے۔ منڈیوں میں گھومتے ہوئے لوگوں کو معلومات دیتے رہے۔ مساجد کے باہر ویٹرنری افسران، ویٹرنری اسسٹنٹ اور دیگر سٹاف ممبرز کھالوں کی حفاظت کے حوالے سے پمفلٹ تقسیم کرتے رہے۔ کھالوں کی حفاظت کے لئے عملی سرگرمیوں میں بھی مصروف رہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ عید نماز کے لئے گئے اور پھر غائب ہو گئے، بلکہ عید کے دنوں میں بھی یہ افسران اور دیگر سٹاف ممبر اپنی ڈیوٹیوں پر موجود رہے۔ خوبصورت بات یہ ہے کہ صرف سٹاف ہی فیلڈ میں نظر نہیں آیا بلکہ اعلیٰ افسران بھی عملی طور پر متحرک تھے۔

محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کی ٹیم خصوصی شاباش کی مستحق ہے جس نے اپنی ذاتی مصروفیات اور

خواہشات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے عوام کی خدمت کے لئے مثالی کام کر کے دکھایا۔محکمہ کے افسران اور دیگر سٹاف ممبر نے یہ بات ثابت کر دی کہ وہ محنتی اور Dedicated ہیں۔ہمیں نہ صرف لائیوسٹاک ٹیم کو Well Done کہنا چاہئے بلکہ Thank You بھی بولنا چاہئے جو اپنے آرام کو ترجیح دینے کی بجائے دن رات ہماری خدمت کے لئے کوشاں رہے۔ہمیں قوم کے ان بیٹوں اور بیٹیوں پر فخر ہونا چاہئے۔میں خاص طور پر ان نوجوان لیڈی ویٹرنری آفیسرز کی عظمت کو سلام کرتا ہوں جنہوں نے رات کے اندھیرے میں سڑکوں پر اپنے فرائض سرانجام دے کر مثال قائم کر دی۔سیکرٹری لائیوسٹاک پنجاب نسیم صادق کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن کی قیادت میں محکمہ کا سٹاف Motivation کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیتا رہا۔اچھی بات یہ دیکھنے میں آئی کہ سیکرٹری لائیوسٹاک نے ذاتی طور پر پنجاب کے مختلف اضلاع کا دورہ کیا اور فیلڈ میں جا کر افسران کو شاباش دی۔

پنجاب کے ساتھ ساتھ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں بھی لائیوسٹاک کے محکموں کی جانب سے عید پر کام کیا گیا خصوصاً بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں جو کہ قابلِ ستائش ہے مگر Well Done اور Excellent جیسے الفاظ کا مستحق صرف محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب ہے۔امید ہے کہ محکمہ مستقبل میں اس مثال کو روایت میں بدلے گا۔

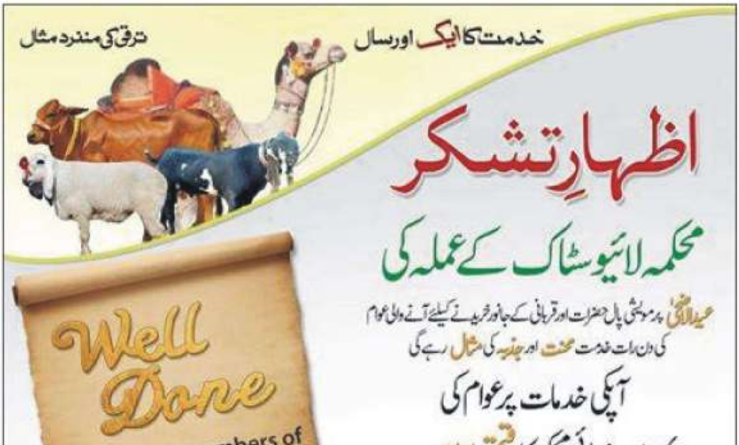

عید الاضحیٰ اور محکمہ لائیو سٹاک

مال شماری

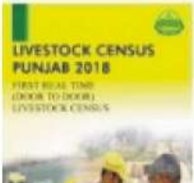

مال شماری

محکمہ کا اس دور کے اختتام پر اہم ترین کارنامہ پنجاب میں مال شماری کروانا ہے اور اس سلسلے میں محکمہ کا وہ سٹاف خاص طور پر داد کا مستحق ہے جس نے گراس روٹ لیول پر جا کر کام کیا۔

اس سے پہلے پاکستان میں 2006 میں مال شماری کروائی گئی جس کے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں 14.41 ملین گائیں، 17.75 ملین بھینسیں، 6.36 ملین بھیڑیں، 19.83 ملین بکریاں اور 0.19 ملین اونٹ تھے۔ اسی مال شماری کے مطابق مجموعی طور پاکستان میں گائیوں کی تعداد 29.55 ملین، بھینسوں کی تعداد 27.33 ملین، بھیڑوں کی تعداد 26.49 ملین، بکریوں کی تعداد 53.79 ملین جبکہ اونٹوں کی تعداد 0.92 ملین تھی۔

2006 کی مال شماری کے بعد پاکستان میں ذمہ دار محکمہ کی جانب سے قومی سطح پر کوئی آفیشل مال شماری نہیں ہوئی۔ 1996 کی مال شماری اور 2006 کی مال شماری کی بنیاد پر ہر سال اکنامک سروے آف پاکستان میں جانوروں کی تعداد بڑھا کر پیش کر دی جاتی۔ اکنامک سروے آف پاکستان 18-2017 اور مال شماری 2006 کے اعداد و شمار کی بنیاد پر اگر پنجاب کی بات کریں تو 18-2017 میں یہاں 22.48 ملین گائیں، 25.20 ملین بھینسیں، 7.32 ملین بھیڑیں، 27.32 ملین بکریاں اور 0.23 ملین اونٹ موجود ہیں۔

18-2017 میں محکمہ لائیوسٹاک پنجاب نے خود مال شماری کروائی اور انتہائی قلیل دورانیے میں

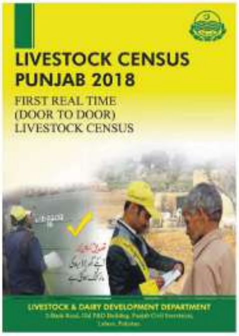

محدود وسائل کے ساتھ اپنے سٹاف کے ذریعے گھر گھر جا کر ڈیٹا اکٹھا کیا۔اس مال شماری کے مطابق پنجاب میں 14.94 ملین کے قریب گائیں، 14.12 ملین کے قریب بھینسیں، 6 ملین کے قریب بھیڑیں، 14.56 ملین کے قریب بکریاں، اور 0.05 ملین کے قریب اونٹ ہیں۔اس مال شماری سے ظاہر ہو رہا ہے کہ گزشتہ دس بارہ سالوں میں پنجاب میں جانوروں کی تعداد میں کمی آئی ہے۔

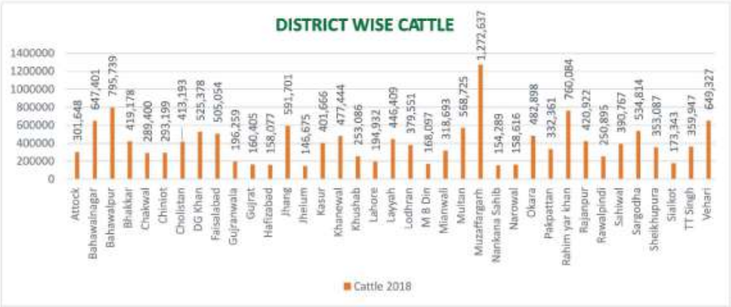

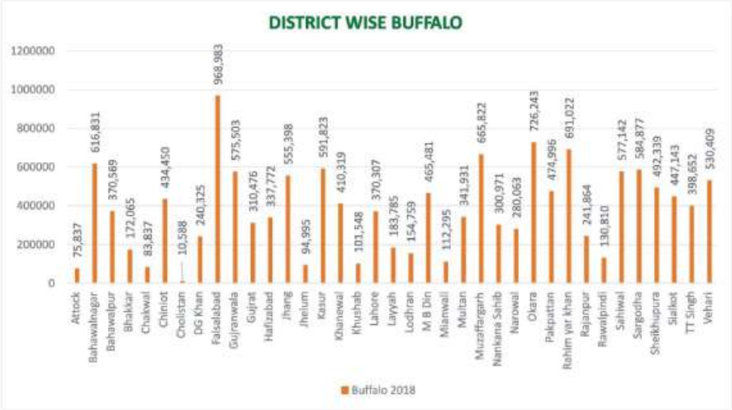

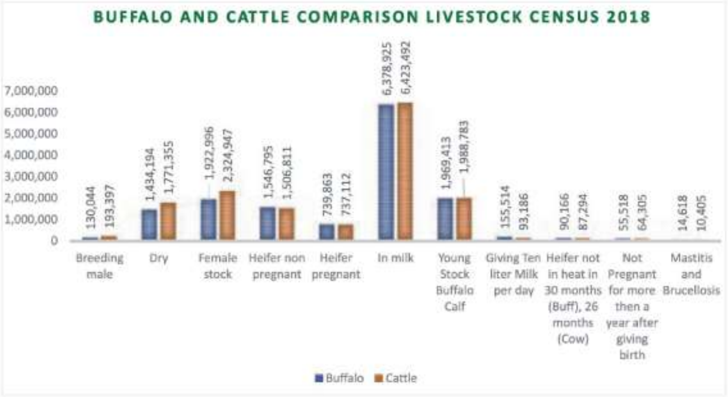
BUFFALO AND CATTLE COMPARISON LIVESTOCK CENSUS 2018
7,000,000
6,000,000
5,000,000
4,000,000
3,000,000
2,000,000
1,000,000
0
130,044
193,397
1,434,194
1,771,355
1,922,996
2,324,947
1,546,795
1,506,811
739,863
737,112
6,378,925
6,423,492
1,969,413
1,988,783
155,514
93,186
90,166
87,294
55,518
64,305
14,618
10,405
Breeding male
Dry
Female stock
Heifer non pregnant
Heifer pregnant
In milk
Young Stock Buffalo Calf
Giving Ten liter Milk per day
Heifer not in heat in 30 months (Buff), 26 months (Cow)
Not Pregnant for more then a year after giving birth
Mastitis and Brucellosis
Buffalo
Cattle

DISTRICT WISE GOAT
1600000
1400000
1200000
1000000
800000
600000
400000
200000
0
306,423
677,310
738,923
496,047
366,674
153,532
219,296
1,392,302
532,263
98,384
123,482
70,331
430,871
154,366
249,524
482,699
327,409
72,147
363,462
321,665
93,583
350,991
521,043
1,117,286
123,748
118,394
304,839
253,613
1,111,199
862,903
217,994
402,819
346,002
142,931
80,949
394,022
544,954
Attock
Bahawalnagar
Bahawalpur
Bhakkar
Chakwal
Chiniot
Cholistan
DG Khan
Faisalabad
Gujranwala
Gujrat
Hafizabad
Jhang
Jhelum
Kasur
Khanewal
Khushab
Lahore
Layyah
Lodhran
M B Din
Mianwali
Multan
Muzaffargarh
Nankana Sahib
Narowal
Okara
Pakpattan
Rahim yar khan
Rajanpur
Rawalpindi
Sahiwal
Sargodha
Sheikhupura
Sialkot
TT Singh
Vehari
Goat 2018

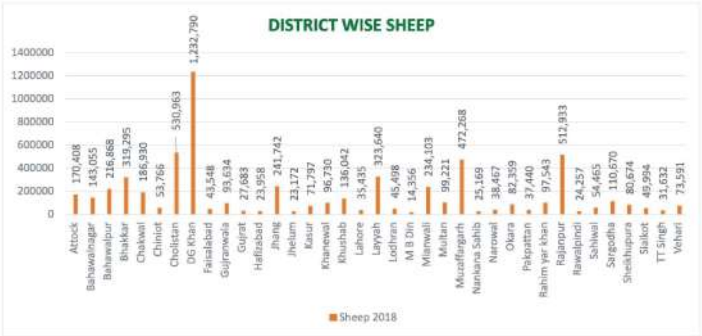
DISTRICT WISE SHEEP
1400000
1200000
1000000
800000
600000
400000
200000
0
170,408
143,055
216,868
319,295
186,930
53,766
530,963
1,232,790
43,548
93,634
27,683
23,958
241,742
23,172
71,797
96,730
136,042
35,435
323,640
45,498
14,356
234,103
99,221
472,268
25,169
38,467
82,359
37,440
97,543
512,933
24,257
54,465
110,670
80,674
49,994
31,632
73,591
Attock
Bahawalnagar
Bahawalpur
Bhakkar
Chakwal
Chiniot
Cholistan
DG Khan
Faisalabad
Gujranwala
Gujrat
Hafizabad
Jhang
Jhelum
Kasur
Khanewal
Khushab
Lahore
Layyah
Lodhran
M B Din
Mianwali
Multan
Muzaffargarh
Nankana Sahib
Narowal
Okara
Pakpattan
Rahim yar khan
Rajanpur
Rawalpindi
Sahiwal
Sargodha
Sheikhupura
Sialkot
TT Singh
Vehari
Sheep 2018

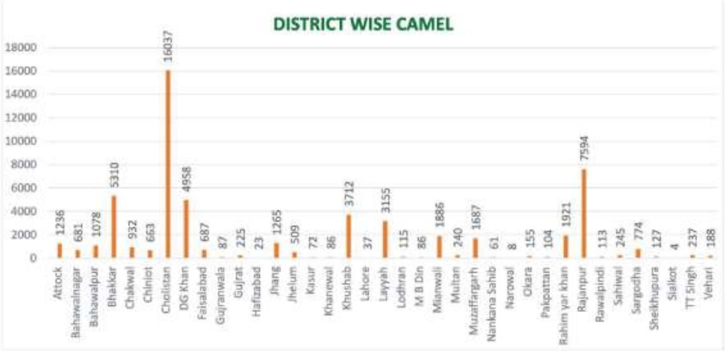
DISTRICT WISE CAMEL
18000
16000
14000
12000
10000
8000
6000
4000
2000
0
Attock 1236
Bahawalnagar 681
Bahawalpur 1078
Bhakkar 5310
Chakwal 932
Chiniot 663
Cholistan 16037
DG Khan 4958
Faisalabad 687
Gujranwala 87
Gujrat 225
Hafizabad 23
Jhang 1265
Jhelum 509
Kasur 72
Khanewal 86
Khushab 3712
Lahore 37
Layyah 3155
Lodhran 115
M B Din 86
Mianwali 1886
Multan 240
Muzaffargarh 1687
Nankana Sahib 61
Narowal 8
Okara 155
Pakpattan 104
Rahim yar khan 1921
Rajanpur 7594
Rawalpindi 113
Sahiwal 245
Sargodha 774
Sheikhupura 127
Sialkot 4
TT Singh 237
Vehari 188

DISTRICT WISE HORSES
10000
9000
8000
7000
6000
5000
4000
3000
2000
1000
0
Attock 3,237
Bahawalnagar 714
Bahawalpur 8,871
Bhakkar 763
Chakwal 950
Chiniot 2,693
Cholistan 13
DG Khan 2,743
Faisalabad 3,425
Gujranwala 3,257
Gujrat 8,094
Hafizabad 1,604
Jhang 4,817
Jhelum 1,104
Kasur 1,579
Khanewal 4,262
Khushab 1,098
Lahore 6,280
Layyah 1,827
Lodhran 2,412
M B Din 3,203
Mianwali 4,649
Multan 211
Muzaffargarh 744
Nankana Sahib 1,166
Narowal 412
Okara 1,726
Pakpattan 2,981
Rahim yar khan 1,323
Rajanpur 517
Rawalpindi 515
Sahiwal 2,082
Sargodha 4,190
Sheikhupura 2,347
Sialkot 2,315
TT Singh 3,740
Vehari 1,615
Horses 2018

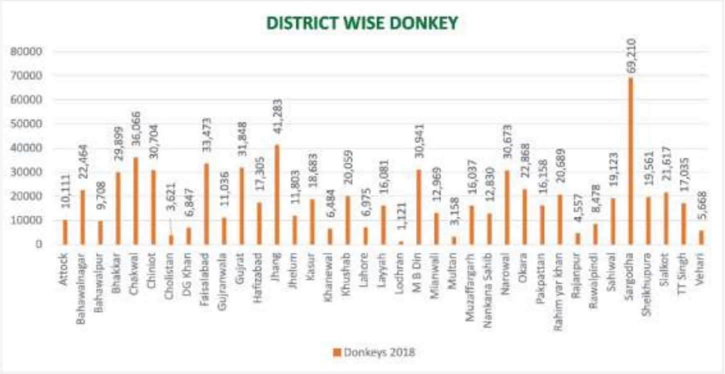
DISTRICT WISE DONKEY
80000
70000
60000
50000
40000
30000
20000
10000
0
Attock 10,111
Bahawalnagar 22,464
Bahawalpur 9,708
Bhakkar 29,899
Chakwal 36,066
Chiniot 30,704
Cholistan 3,621
DG Khan 6,847
Faisalabad 33,473
Gujranwala 11,036
Gujrat 31,848
Hafizabad 17,305
Jhang 41,283
Jhelum 11,803
Kasur 18,683
Khanewal 6,484
Khushab 20,059
Lahore 6,975
Layyah 16,081
Lodhran 1,121
M B Din 30,941
Mianwali 12,969
Multan 3,158
Muzaffargarh 16,037
Nankana Sahib 12,830
Narowal 30,673
Okara 22,868
Pakpattan 16,158
Rahim yar khan 20,689
Rajanpur 4,557
Rawalpindi 8,478
Sahiwal 19,123
Sargodha 69,210
Sheikhupura 19,561
Sialkot 21,617
TT Singh 17,035
Vehari 5,668
Donkeys 2018

خفیہ طاقتوں کی یہ کوشش تھی کہ یہ ڈیٹا سامنے نہ آئے کیونکہ اکنامک سروے آف پاکستان کے مطابق تو جانوروں کی تعداد اور ان کی پیداوار میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا جس سے ظاہر تھا کہ حکومت کی پرفارمنس محکمہ لائیوسٹاک کے حوالے سے بہتر ہے اور پاکستان میں فوڈ سیکیورٹی کو لائیوسٹاک کے تناظر میں کوئی خدشہ نہیں۔ لیکن جب اصل میں دیکھا گیا تو علم ہوا کہ ہم تو پیچھے جا رہے ہیں۔ اب اگر پیچھے جا رہے ہیں تو پچھلے دس پندرہ سال کی پرفارمنس اور پالیسیوں پر سوالیہ نشان کھڑا ہو جاتا ہے۔

دوسری جانب چونکہ منصوبہ جات ان جانوروں کی تعداد پر بنتے ہیں اور پھر اسی بنیاد پر فنڈز بھی مختص کئے جاتے ہیں، اس لئے لوگوں کے لئے بہتر یہی تھا کہ تعداد کے حوالے سے جانوروں کی اصل صورتحال سامنے نہ آئے تا کہ منصوبے اور فنڈز اسی تناسب سے آتے رہیں، نئے ادارے اور یونیورسٹیاں قائم ہوتی رہیں اور معاملات اسی طرح آگے بڑھتے رہیں۔

تمام تر پریشرز کے باوجود محکمہ کا یہ کام قابلِ ستائش ہے۔ اگرچہ اس ڈیٹا کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں کہ نیشنل اور انٹرنیشنل لیول پر اکنامک سروے والا ہی ڈیٹا استعمال ہوتا رہے گا اور اسی ڈیٹا کی بنیاد پر ہم خوش ہوتے ہوئے دودھ کی پیداوار میں دنیا کا مقابلہ کرنے کے دعوے کرتے رہیں گے۔ مگر پنجاب کے اس ڈیٹا نے ہمیں آئینہ ضرور دکھایا ہے۔ اس نے اصل حقائق سے پردہ اٹھاتے ہوئے ہمیں متنبہ کر دیا ہے کہ ہوش کریں حالات ٹھیک نہیں۔

ہاں اس ڈیٹا کی محکمہ کے آپریشن میں بہت اہمیت ہے۔ یہ ڈیٹا مجموعی تصویر کی عکاسی کرتا ہے۔ اس ڈیٹا کی بدولت محکمہ کو علم ہے کہ کس علاقے میں کون سے اور کتنے جانور ہیں۔ اس بنیاد پر پلاننگ کرنا، ریسورسز ایلوکیٹ کرنا اور پرفارمنس مانیٹر کرنا آسان ہو گیا ہے۔

کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن

محکمہ لائیوسٹاک کا 1975 میں قائم ہونے والا کمیونیکیشن سیل یا یونٹ 2009 میں ڈائریکٹریٹ میں بدل گیا۔اس ڈائریکٹریٹ کی واحد پہچان برسوں سے چلے آنے والے چند معلوماتی کتابچے تھے جن کے مواد کو تو دور ڈیزائن تک کو کبھی نہیں چھیڑا گیا تھا ۔ ان کتابچوں کے علاوہ اس ڈائریکٹریٹ کے پاس ایک مویشی نامہ تھا۔

ابتدائی ڈیڑھ دو سال میں اس ڈائریکٹریٹ کی پرفارمنس بہت اچھی نہیں رہی۔اس بارے جب بھی نشاندہی کی جاتی تو جواب میں ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے تسلیم کیا جاتا کہ یہ حصہ کمزور ہے۔ آخر کار یہ حصہ متحرک ہوا اور ڈاکٹر آصف رفیق اور ان کی ٹیم نے کام کر کے دکھایا۔

سب سے اہم اس ڈائریکٹریٹ کا میڈیا سے انٹریکشن رہا۔محکمہ لائیوسٹاک کی کارکردگی،اس کی برینڈڈ گاڑیوں اور باقاعدگی سے جاری ہونے والی پریس ریلیز زنے مین سٹریم میڈیا کو اس محکمہ کی جانب کھینچا۔ پچھلے دو سالوں میں نہ صرف قومی اخبارات میں لائیوسٹاک سے متعلقہ خبریں باقاعدگی سے لگتی رہیں بلکہ بہت سے صحافیوں نے محکمہ پر Exclusive Stroies بھی کیں۔ تمام بڑے اخبارات اہم صفحات پر محکمہ کی خبروں کو جگہ دینے پر مجبور ہوئے۔ایک دو مواقع پر پیک ٹائمنگ کے ٹاک شوز میں بھی محکمہ سے متعلقہ سرگرمیوں کا ذکر آیا۔اگر مقامی میڈیا کی بات کریں تو لوکل اخبارات کے ساتھ ساتھ چھوٹے ٹی وی چینلز نے بھی محکمہ کو اچھی کوریج دی۔

کمیونیکیشن ڈائریکٹریٹ کا ایک اور احسن اقدام ڈویژن کی سطح پر فوکل پرسنز بنانا تھا۔ان فوکل پرسنز نے مقامی سطح پر نہ صرف میڈیا کو مینج کیا بلکہ ریڈیو پر ایک تسلسل اور باقاعدگی کے ساتھ پروگرام کرنے کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔

لائیوسٹاک بیٹ کے صحافیوں کے لئے کمیونیکیشن ڈائریکٹریٹ کی جانب سے ایک وٹس ایپ گروپ بنایا گیا جس سے متعلقہ صحافی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو گئے اور نیشنل میڈیا تک رسائی آسان ہو گئی۔

آغاز میں محکمہ نے کمزوری دکھائی مگر آخر میں سوشل میڈیا کا بھی استعمال ہونے لگا۔ محکمہ کے فیس بک پیج پر مختلف قسم کی سرگرمیاں پروفیشنل انداز میں ڈیزائن کر کے پبلک کی جاتیں۔ محکمہ کے اشتہارات اور معلومات وٹس ایپ گروپس میں بھی جاری کی جاتیں۔ محکمہ نے اپنی انٹرنل کمیونیکیشن کے لئے بھی سوشل میڈیا سے فائدہ اٹھایا اور اس سلسلہ میں وٹس ایپ کا بھرپور استعمال کیا گیا۔ محکمہ کے لئے سوشل میڈیا کو متحرک کرنے میں اہم کردار ڈاکٹر عثمان طاہر اور ڈاکٹر اقراء ظفر کے ساتھ ساتھ دیگر کا رہا۔

اس دور میں محکمہ کے اشتہارات بھی بڑے دلچسپ، پروفیشنل اور تخلیقی انداز میں بنائے گئے۔ ہر اشتہار کیمپین کے تھیم کے مطابق بنایا جاتا۔ ان اشتہارات میں اگرچہ حکومت کی تشہیر بھی ہوتی مگر بڑی تعداد میں اشتہارات خالصتاً عوامی آگاہی کی غرض سے سامنے آئے۔ یہ اشتہارات پاکستان کے تقریباً تمام اخبارات کی زینت بنے۔

مختلف شہروں میں سفر کے دوران محکمہ کے لگے سائن بورڈز بھی محکمہ کو شناخت دلوانے میں کردار ادا کرتے رہے۔ برینڈنگ کے حوالے سے انقلابی کردار برینڈڈ گاڑیوں نے ادا کیا۔ پنجاب کے

گنجان آباد علاقوں سے لے کر صحرا اور پہاڑوں تک میں ان گاڑیوں نے محکمہ کی موجودگی کا احساس عام پبلک کو دلوایا۔ محکمہ کے دفاتر اور ہسپتالوں کی برینڈنگ نے بھی اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔

مختلف مواقع پر بنائے گئے پمفلٹس بھی اپنا کام کرتے رہے۔ ان پمفلٹ کی تقسیم بھی پلاننگ کے تحت ہوئی۔ پبلک ایوئرنیس پر کھل کر کام کیا گیا۔ سکول فوکس پروگرام نے بچوں تک محکمہ کا پیغام پہنچایا۔ بچوں کے لئے پرائیویٹ سکول ایسوسی ایشنز کے تعاون سے میلہ جات کا اہتمام کیا گیا۔

کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن

بچوں کی دلچسپی کے لئے برینڈڈ لالی پاپ بھی تقسیم کئے۔موبائل ٹریننگ بس کے ذریعے دورافتادہ

گاؤں میں لوگوں کی تربیت نے بہت اچھا کردار ادا کیا۔اسی طرح مختلف میلوں اور شوز میں محکمہ کی
شرکت اور اس کی برینڈڈ پریزنٹیشن لوگوں کو محکمہ کے سٹال کے جانب کھینچتی۔ان تقریبات میں محکمہ

کی برینڈڈ گاڑیاں اور خاص طور پر موبائل ٹریننگ بس میلہ لوٹ لیتی ۔ محکمہ کی مختلف تقریبات میں

اعلیٰ سیاسی شخصیات بھی شریک ہوتی رہیں جس سے اعلیٰ حکومتی حلقوں میں بھی محکمہ کی سرگرمیوں بارے اچھا تاثر جاتا۔

مستقبل میں محکمہ کو اپنے اس ڈائریکٹریٹ کو مزید متحرک کرنا چاہئے اور سوشل میڈیا کو بھی اسی کے زیرِ انتظام لانا چاہئے۔ ڈائریکٹریٹ میں سوشل میڈیا وِنگ الگ سے قائم کرنا چاہئے جہاں اس شعبہ کے ایکسپرٹ کو بھرتی کرنا چاہئے۔ ڈائریکٹر کے ساتھ ساتھ صحافت میں تجربہ رکھنے والا ایک پروفیشنل PRO بھی ہونا چاہئے۔ محکمہ کو اپنی ویب سائیٹ کو مزید بہتر کرتے ہوئے اس کے ڈیزائن پر خاص توجہ دینی چاہئے۔ جو فوکل پرسنز ڈویژن کی سطح پر مختص کئے ہیں، اس سے آگے جاتے ہوئے تحصیل کی سطح پر نامزد ہونے چاہئیں اور انہیں براہِ راست اسی ڈائریکٹریٹ کے زیرِ انتظام رہنا چاہئے۔ ان فوکل پرسنز کی میڈیا مینجمنٹ کی ٹریننگ بھی ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کے حوالے سے افسران اور خاص طور پر اعلیٰ افسران اور نوجوان افسروں کی تربیت کرنی چاہئے۔

ہمارے نام پر... آپ کے ساتھ دھوکا
چند بے ضمیر افراد
08000-9211

1000
مفت تقسیم

9211
ABC123

144
08000-9211

ہم تمہارے جانوروں اور آگے چارے کو کیڑوں سے
پاک کر کے تمہارے بچوں کو بیماریوں سے بچاتے ہیں
اور تم ہماری نسل ہی ختم کر رہے ہو!
بے ضمیر
احسان فراموش
بیا
چڑیا
لالی
08000-9211

قربانی ... فرض اور احتیاط ساتھ ساتھ
قربانی کا جانور صحت مند اور چیچڑیوں سے پاک خریدیں

گدھے پال حضرات کیلئے خوشخبری

100% Traceable
قابل تحسین منصوبہ
شترمرغ کا گوشت
بیماریوں اور تیزابیت سے پاک
بڑا پرندہ بڑے فائدے

انقلابی قدم
جانوروں کے مفت علاج معالجہ و لیبارٹری کی سہولیات
بذریعہ موبائل سروس اب آپکی دہلیز پر
08000-9211

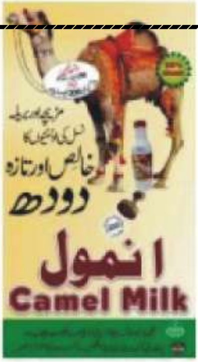
خالص اور تازہ
دودھ
انمول
Camel Milk

اونٹ پال حضرات....ہوشیار!
08000-9211

پہچانیئے
بکرے کی قیمت میں
معصوم بکری کا گوشت... آخر کیوں؟
لمحہ فکریہ
08000-9211

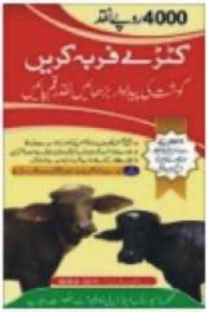
کٹڑے فربہ کریں

سبز چارے کے ساتھ خشک چارا ملا کر کھلائیں
ذرا سی غفلت جانور کی زندگی خطرے میں ڈال سکتی ہے
08000-9211

کٹڑے بچائیں

محکمہ کی سالانہ رپورٹیں

لائیوسٹاک پنجاب کی پالیسی میں ایک نکتہ یہ بھی درج ہے کہ محکمہ اپنی پرفارمنس پر مبنی رپورٹیں ہر سال صوبائی اسمبلی میں پیش کیا کرے گا۔ اس سلسلے میں سال 2017 میں یہ رپورٹیں بنانے کا پلان کیا گیا۔ چونکہ پالیسی بننے کے بعد اس طرح کی رپورٹیں پہلی دفعہ تیار ہونی تھیں اور ان میں گزشتہ تین سال میں ہونے والے تبدیلیوں کو بھی ظاہر کرنا تھا، اس لئے ان پر کافی ٹائم لگا۔ دوسری جانب چونکہ سٹاف کا اور خود انتظامیہ کا اس حوالے سے مخصوص تجربہ بھی نہیں تھا اس لئے پہلی مرتبہ مشکل پیش آئی۔ خیر اس حوالے سے بہت سے برین سٹارمنگ سیشن ہوئے اور لوگوں کی آراء لی گئیں کہ یہ رپورٹیں کس طرح تیار ہونی چاہئیں۔

سٹاف نے اس پر بہت محنت کی اور گزشتہ تین سالوں کا ڈیٹا اکٹھا کیا۔ اس سرگرمی میں ہر شعبہ کی الگ الگ رپورٹ تیار کی گئی اور ان کی رنگین پرنٹنگ کروائی گئی۔ رپورٹوں کی سمری پر مشتمل ایک

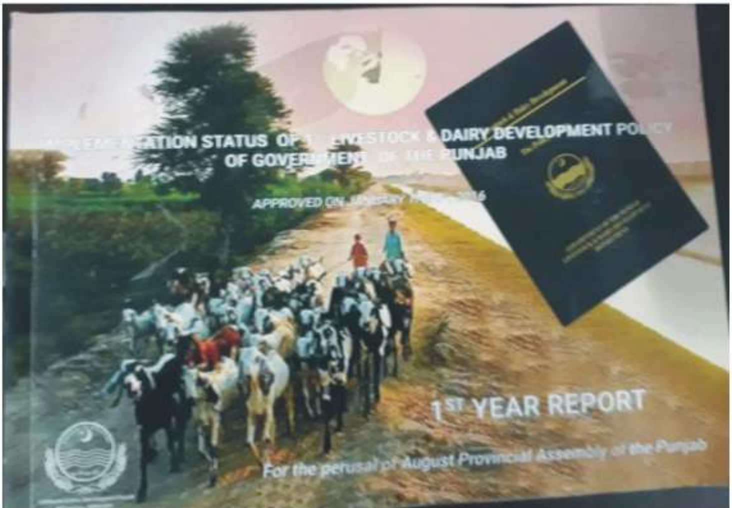

کتاب الگ بنائی گئی جبکہ اردو سمری پر مشتمل ایک خط بھی تیار کیا گیا۔ یہ رپورٹیں پنجاب کے سیاسی و انتظامی اعلیٰ عہدیدران کے ساتھ ساتھ ویٹرنری تعلیمی اداروں، پرائیویٹ سیکٹر اور دوسرے

صوبوں کے اعلیٰ عہدیداران اور متعلقہ محکموں کو بھجوائی گئیں۔ ان رپورٹوں کی سمری اراکین اسمبلی کو بھی بھجوائی گئی جبکہ تفصیلی رپورٹیں اسمبلی جمع کروادی گئیں۔

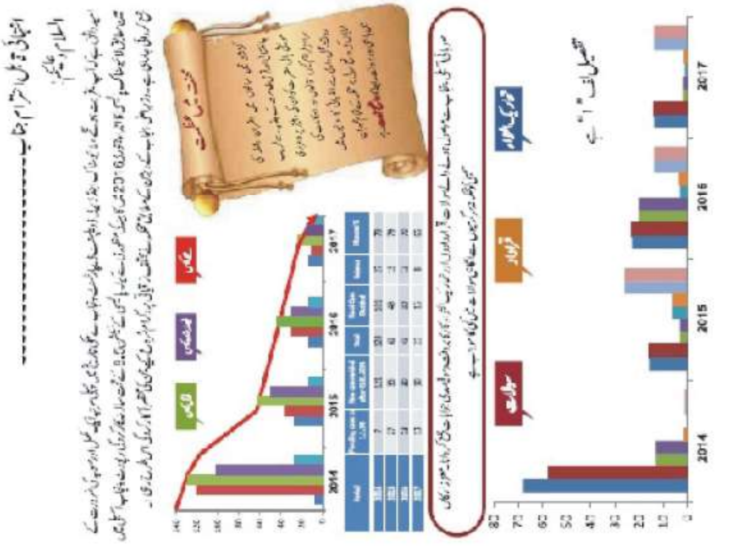

اردوسمری (صفحہ نمبر1)

اردوسمری (صفحہ نمبر2)

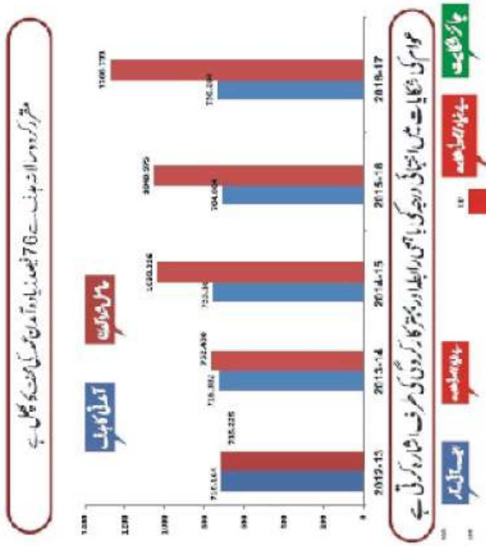

اردو سمری (صفحہ نمبر 3)

اردو سمری (صفحہ نمبر 4)

اردو سمری (صفحہ نمبر 5)

اردو سمری (صفحہ نمبر 6)

اردوسمری (صفحہ نمبر7)

اردوسمری (صفحہ نمبر8)

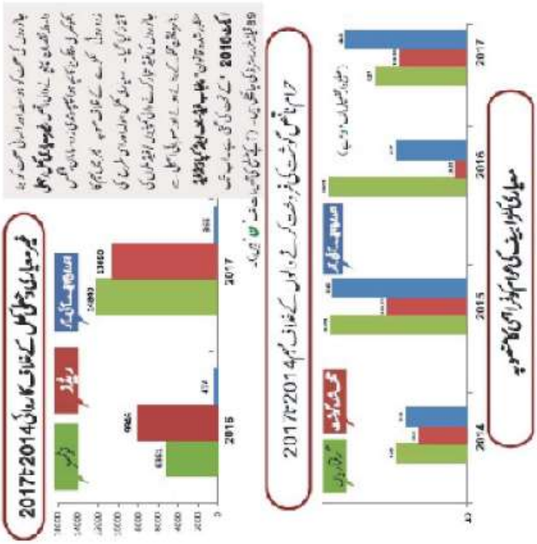

اردو سمری (صفحہ نمبر 9)

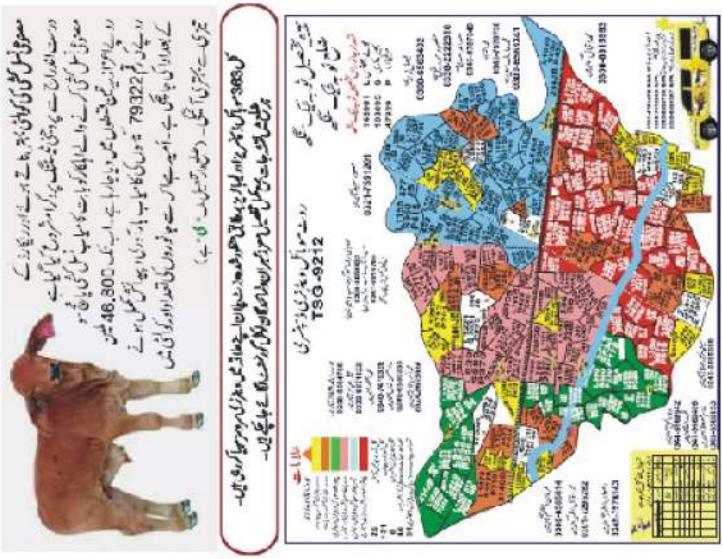

اردو سمری (صفحہ نمبر 10)

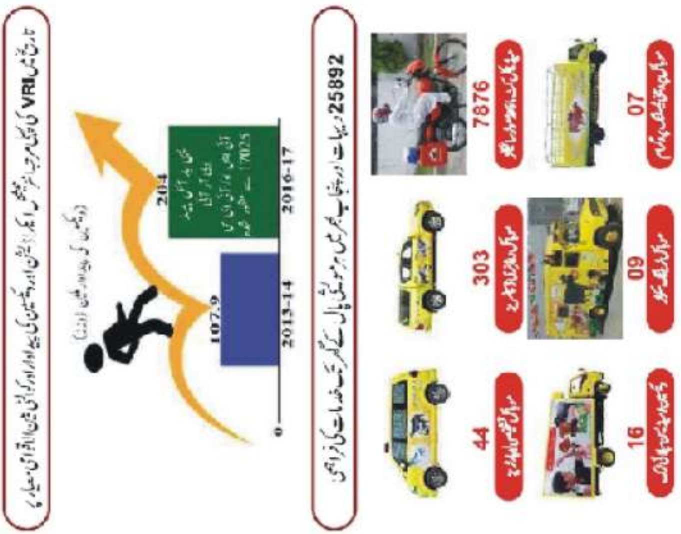

اردو سمری (صفحہ نمبر 11)

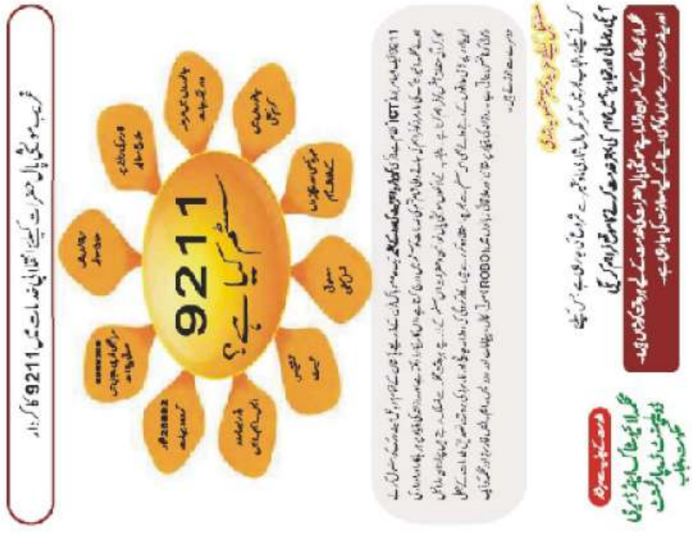

اردو سمری (صفحہ نمبر 12)

رپورٹوں کی خوبصورتی یہ ہے کہ ان میں ماضی کی غلطیوں کوتسلیم کرتے ہوئے بہتری کے لئے جو اقدامات اٹھائے گئےاور پھران اقدامات کا جواثر آیا،سب تفصیل سے بیان کیا گیا۔ان میں ماضی اورحال کامختلف تصویروں کے ذریعے موازنہ بھی کیا گیا۔

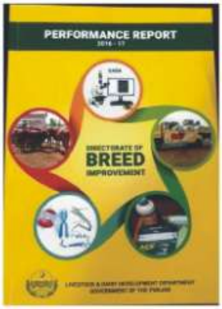

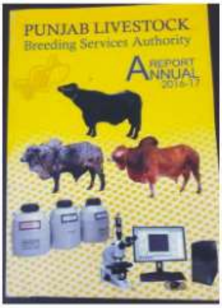

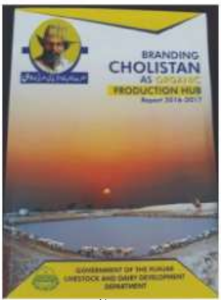

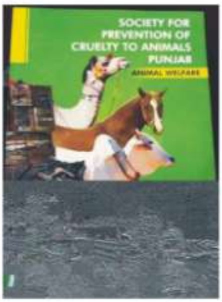

پاکستان میں ہروہ شخص جس کالائیوسٹاک سیکٹرسے تعلق ہے اسے ان رپورٹوں کاتفصیلی مطالعہ کرنا چاہیئے۔خاص طورپرمحکمہ لائیوسٹاک پنجاب کے افسران، ویٹرنری تعلیمی اداروں کے فیکلٹی ممبران اورسٹوڈنٹس کوان رپورٹوں کولازمی پڑھنا چاہیئے۔ یہ رپورٹیں آج تک محکمہ کی ویب سائیٹ پر موجود ہیں۔اگرمستقبل میں کسی کوکسی وجہ سے یہ رپورٹیں نہ ملیں تومجھ سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

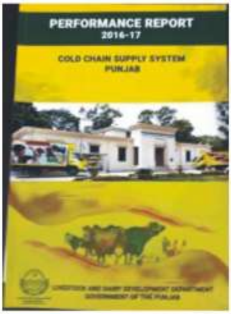

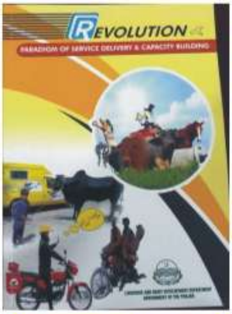

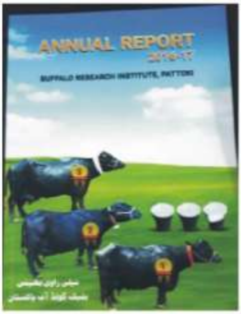

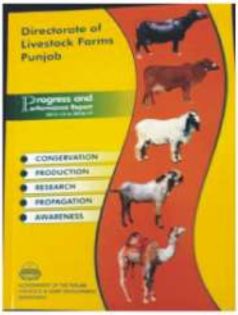

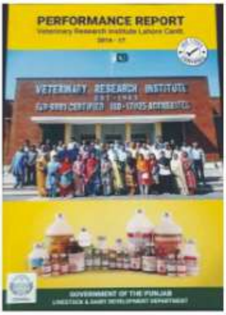

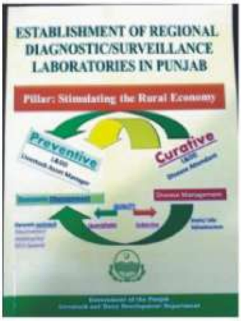

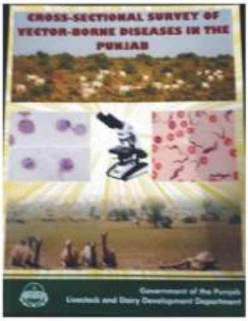

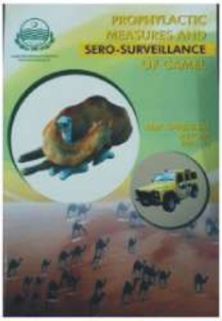

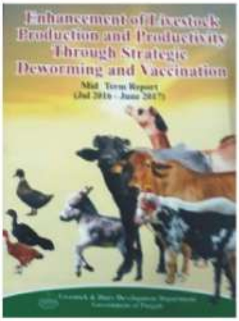

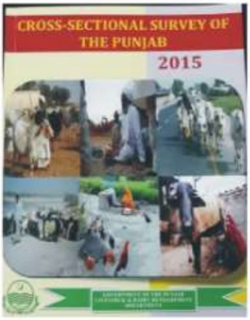

ان رپورٹوں اور پنجاب کی لائیوسٹاک پالیسی کے حوالے سے میں نے ایک کالم لکھا، پیشِ خدمت ہے۔

پنجاب کی لائیوسٹاک پالیسی اور محکمہ کی سالانہ کارکردگی

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

پلندا سامنے پڑا ہے، بیس سے زائد کتابچے اور ساتھ میں ایک سمری ۔۔محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب کی سالانہ کارکردگی ہے۔ پڑھ لی، اب اس پر بات بھی ہوتی رہے گی وقتاً فوقتاً۔۔مگر پڑھے بغیر ان کتابچوں کو محض دیکھنے سے کم ازکم یہ تاثر ضرور ملتا ہے کہ کچھ کام ہوا ہے۔ جب کچھ نہیں ہوتا تو چھپایا جاتا ہے یا پھر بہت تھوڑا دکھایا جاتا ہے۔محکمہ نے اپنی پچھلے سال کی کارکردگی کو عام کر کے اچھی روایت ڈالی ہے۔اس کارکردگی کو اب دیکھا بھی جاسکتا ہے اور پرکھا بھی۔

علم نہیں تھا کہ حکومت کیا چاہتی ہے ،محکمہ کی سمت کیا ہے، افسران کی بصیرت کیا اور لائیوسٹاک کا مستقبل کیا؟ محنت ہوئی اور ٹھیک ٹھاک ہوئی، پھر حکومتِ پنجاب کی جانب سے لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پالیسی کا ڈرافٹ سامنے آ گیا۔ سٹیک ہولڈرز کی مشاورت کے بعد اسے ختمی شکل ملی اور پھر منظوری کے مراحل سے گزرنے کے بعد گزشتہ سال پنجاب کی پہلی لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پالیسی بن گئی۔اسی کاوش نے پنجاب کو لائیوسٹاک کی پالیسی بنانے والے پہلے صوبے کا بھی اعزاز دیا۔اچھا ہوا کہ ایک سمت تو متعین ہوگئی محکمہ کی، چاہے غلط یا درست ایک الگ بحث۔ابھی حالات جیسے بھی ہوں قیادت جو بھی ہو، محکمہ اسی فریم ورک میں رہتے ہوئے اپنی سرگرمیوں کا ذمہ دار ہے اور جوابدہ بھی۔ ہاں اگر سمت کسی طرح suit نہیں کرتی تو حل پالیسی میں تبدیلی کے علاوہ کچھ نہیں یا پھر اسے نظر انداز کر دینا ایک راستہ ہے۔

بیس سے زائد کتابچے اور ہر کتابچہ محکمہ کے کسی خاص شعبہ کی تفصیلی کارکردگی پر مشتمل۔خوبصورتی یہ ہے کہ ہر شعبہ سے متعلق پہلے سے موجود خامیوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو بہتر کرنے کیلئے جو اقدامات اٹھائے گئے اور ان اقدامات کے جو نتائج حاصل ہوئے، سب کا ذکر ہے۔ اسی کے ساتھ 101 صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ ان بیس سے زائد رپورٹوں کا خلاصہ ہے۔اردو زبان میں مختصر خلاصے پر مشتمل ایک کتابچہ الگ سے ہے۔محکمہ کی جانب سے کتابچوں کا یہ سیٹ وفاقی وزرا، گورنر، صوبائی اراکینِ اسمبلی، اسمبلی سٹاف، چیف سیکرٹریز، پاکستان بھر کے مختلف محکموں کے سیکرٹریز، کمشنرز، ڈپٹی کمشنرز اور یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کے ساتھ ساتھ لائیوسٹاک سے متعلقہ اداروں اور دیگر سٹیک ہولڈرز تک پہنچایا گیا ہے۔ یہ رپورٹیں اصلی

حالت میں محکمہ کی ویب سائیٹ www.livestockpunjab.gov.pk پر بھی موجود ہیں جہاں سے ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے جبکہ سوشل میڈیا کے ذریعے بھی انہیں سرکولیٹ کیا جاتا رہا ہے۔

اگر کبھی پالیسی پڑھنے کا اتفاق ہو تو اس کے صفحہ نمبر 63 پر چیپٹر نمبر 8 میں درج ہے کہ محکمہ اپنی کارکردگی سالانہ بنیادوں پر اسمبلی میں پیش کرے گا، تاریخ میں پہلی دفعہ اس انداز سے محکمہ کی کارکردگی کا سامنے آنا اسی تناظر میں ہے۔ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کی جانب سے کارکردگی کو منظر عام پر لانا کم از کم یہ ضرور ظاہر کرتا ہے کہ محکمے نے اپنے لئے جو سمت متعین کی، اس کی جانب نہ صرف گامزن ہے بلکہ اس کے لئے سنجیدہ بھی ہے۔

پڑھنے کی عادت ختم ہوتی جا رہی ہے ہم میں، امید ہے کہ ان رپورٹوں کو بھی بہت زیادہ لوگوں نے نہیں پڑھا ہوگا بلکہ پڑھنے کی کوشش بھی نہیں کی ہوگی کہ کافی وقت درکار ہے۔ پڑھنا چاہیئے، خاص طور پر ان لوگوں کو جو دل سے لائیوسٹاک سیکٹر کی ترقی چاہتے ہیں۔ صرف پڑھنا نہیں بلکہ اس شعبہ کے ماہرین کو پڑھنے کے بعد اپنی تجاویز اور آراء بھی دینی چاہئیں کہ بہتری کی گنجائش ہر جگہ ہوتی ہے اور کہیں غلط بھی ہوا ہوتا ہے۔ جنرل میڈیا کے لوگوں کو بھی ان رپورٹوں کا مطالعہ کرتے ہوئے نہ صرف اس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہیئے بلکہ کارکردگی پر تجزیہ بھی دینا چاہیئے۔

لائیوسٹاک سیکٹر کا براہِ راست تعلق ہماری نیشنل فوڈ سیکیورٹی سے ہے اور اس کے لئے تمام صوبوں کی کارکردگی کا بہتر ہونا بہت ضروری ہے۔ کارکردگی تو چلیں بعد کی بات، اس سے قبل تمام صوبوں کی نہ صرف سمتوں کا درست ہونا بلکہ سب کی سمت کا ایک ہونا سب سے ضروری ہے۔ اس لئے باقی صوبوں کو بھی اپنی لائیوسٹاک پالیسی مرتب کرنی چاہیئے تاکہ ہر کسی کی سمت متعین ہو سکے۔ دوسری جانب یک سمت ہونے کے لئے صوبوں کی باہمی مشاورت بھی بہت ضروری ہے۔

پالیسی سے متعلقہ ایک تجویز محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کے لئے ہے کہ تمام ویٹرنری تعلیمی اداروں کے اساتذہ اور آخری سال میں پڑھنے والے طلبا و طالبات کے ساتھ الگ الگ سیشن کئے جائیں جہاں ان لوگوں سے پالسی پیپرز پر تفصیلی گفتگو ہو۔

دیگراداراے اور یہ چارسال

اس چارسالہ تاریخی دور میں محکمہ کی سرگرمیوں نے دیگر اداروں کو بھی اپنی جانب راغب کیا۔ پاکستان کے تمام ویٹرنری تعلیمی ادارے اور خاص طور پر یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز اس دوران محکمہ کے بہت قریب رہے۔ اس یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر طلعت نصیر پاشا کا تعاون قابلِ ستائش ہے۔

اس دور میں اس وقت کے وفاقی وزیر سکندر حیات خاں بوسن نے سیکرٹری لائیوسٹاک کے دفتر کا دورہ کیا اور محکمہ کی سرگرمیوں کو سراہا۔ عالمی ادارہ خوراک بھی اس دوران محکمہ کے بہت قریب رہا اور اس کی سرگرمیوں کو اس ادارے کی جانب سے سراہا بھی گیا۔ وفاقی سطح کی ایک میٹنگ میں محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کی تعریف کی گئی اور باقی صوبوں کو اسے فولو کرنے کا کہا گیا۔ دیگر صوبوں کے

محکمہ لائیوسٹاک سرگرمیوں سے متاثر ہوکر پنجاب کا وِزٹ بھی کرتے۔ بہت سے انٹرنیشنل مندوبین بھی محکمہ کے اداروں کے دورے کرتے رہے۔

سرکاری اداروں سے ہٹ کر پرائیویٹ ادارے بھی محکمہ کے معترف رہے۔ ٹینریز ایسوسی ایشن سمیت بہت سی تنظیمیں محکمہ کے ساتھ رابطے میں رہیں۔ اس میں خاص طور پر کراچی کی ڈیری اینڈ

کیٹل فارمرز ایسوسی ایشن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ایسوسی ایشن کے صدر شاکر عمر گجر نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کی کارکردگی شاندار ہے۔انہوں نے اس کارکردگی سے متاثر ہوکر سیکرٹری لائیوسٹاک نسیم صادق کو کراچی آنے کی دعوت دی جہاں ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔شاکر عمر نے خود بھی محکمہ کے مختلف شعبوں کا وِزٹ کیا۔

دیگر اداروں کے ساتھ ساتھ ہمیشہ کی طرح عالمی ادارہ خوراک و زراعت اقوام متحدہ پاکستان کا بھی محکمہ لائیوسٹاک پنجاب کے ساتھ قریبی تعلق رہا اور مختلف منصوبہ جات میں اس کے پروجیکٹ کوآرڈینیٹر ڈاکٹر محمد افضل محکمہ کی رہنمائی کرتے رہے۔ ڈاکٹر محمد افضل کی جانب سے متعلقہ منصوبے میں سال 2017 کے دوران محکمہ کی کارکردگی کو سراہا بھی گیا۔

نظر انداز پہلو

اگر چہ اس دور میں محکمہ سے متعلقہ ہر حصے کو چھیڑنے کے کوشش کی گئی مگر پھر بھی بہت سے ایسے components ہیں جو نظر انداز ہو گئے یا پلان میں تو تھے مگر وقت ختم ہو جانے کے باعث ان پر کام نہ ہو سکا۔ اب اس بارے تھوڑی سی بات کر لیتے ہیں۔

پنجاب بھر میں مختلف علاقوں میں بہت سے ایسے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں جن کی عمارتیں انتہائی خستہ حال ہیں۔ اگر چہ چند علاقوں میں ان عمارتوں کی مرمت اور رینوویشن پر کام ہوا مگر مجموعی طور پر ان کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔

اگر عمارتوں کے حوالے سے بات کریں تو اس میں بڑا مسئلہ کچھ فارموں اور تحقیقی مراکز پر بھی ہے جہاں سٹاف کی رہائشیں رہنے کے قابل نہیں۔ اس دور میں اس جانب بھی زیادہ توجہ نہیں دی گئی ہاں چند ایک جگہوں پر اس پر کام ضرور ہوا۔

ہسپتالوں میں ادویات تو ماضی کی نسبت بہت بہتر رہیں مگر یہ تمام ہسپتال اور ڈسپنسریاں جدت کی طرف نہیں جا سکے اور روایتی سرگرمیوں تک محدود رہے۔ ان ہسپتالوں میں خاص طور پر سرجری کے حوالے سے کوئی قابلِ ذکر کام نہیں ہوا۔ اسی طرح ڈسپنسریوں پر ایمرجنسی ہینڈلنگ کا بھی کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ ہسپتالوں میں جدید مشینری کی جانب بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی جا سکی۔ اس سلسلے میں ضروری تھا کہ ہر تحصیل میں کم از کم ایک ہسپتال ایسا ضرور بنا دیا جاتا جسے ماڈل قرار دیتے ہوئے اس میں سرجیکل یونٹ اور الٹراساؤنڈ وغیرہ کے ساتھ ساتھ دیگر جدید سہولیات فراہم کی جاتیں۔ اسی طرح الٹراساؤنڈ اور دیگر ضروری مشینری پر مشتمل ایک موبائل یونٹ بھی تحصیل کی سطح پر چلا دیا جاتا۔

اگر چہ ضلعی لیبارٹریوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے انہیں فنکشنل کیا گیا اور مخصوص لیبارٹریوں میں جدید تشخیصی سہولیات بھی فراہم کی گئیں مگر مجموعی طور پر ضلع کی لیبارٹریاں جنرل ٹیسٹ اور روایتی تشخیص تک محدود رہیں۔ تمام لیبارٹریوں میں جدید تشخیصی سہولیات فراہم نہیں کی جا سکیں۔

ہیومین ریسورس کے حوالے سے اگر بات کریں تو پیرا ویٹرنری سٹاف کو اس طرح سے نہیں چھیڑا گیا جس طرح سے ضرورت تھی۔ اگرچہ اس حوالے سے بھی کارروائیاں سامنے آتی رہیں اور ان کے بھی معاملات ڈسٹرب ہوئے مگر بڑے پیمانے پر ان پر ہاتھ نہیں ڈالا گیا۔ دوسری جانب محکمہ کے کلرکوں کو بالکل نہیں چھیڑا گیا اور ان کے معاملات پر اس دور میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

اگر سٹاف کی تربیت کی بات کریں تو اس میں آفیسرز سے لے کر اسسٹنٹس اور حتیٰ کہ کے ڈرائیور تک کے ٹریننگ کورسز کروائے گئے۔ سٹاف کو انٹرنیشنل ٹریننگ کے لئے بھی بھیجا جاتا رہا۔ مگر جدید ویٹرنری سروسز سے متعلقہ ٹریننگ میں کوئی قابلِ ذکر سرگرمی نظر نہیں آئی۔ چونکہ اس دور میں محکمہ میں کلچرل چینج کی کوشش کی گئی تھی، اس لئے ان حالات میں سٹاف کی موٹیویشنل ٹریننگ کی ضرورت تھی۔ دوسری جانب اخلاقی تربیت اور نوجوانوں کی انتظامی تربیت پر تو خاص طور پر توجہ دی جانی چاہئے تھی۔

عطائی ڈاکٹروں کے خلاف بات تو کی گئی لیکن اس سلسلے میں براہِ راست کوئی مئوثر کارروائی نظر نہیں آئی۔ ہاں بریڈ امپرومنٹ ایکٹ کے تحت مصنوعی نسل کشی کے ٹیکنیشنز پر کچھ حد تک ضرور کام ہوا۔

پالتو جانور جیسے کتے بلیاں وغیرہ، اگرچہ یہ محکمہ کی ذمہ داری نہیں مگر چونکہ محکمہ کے ہسپتال جانوروں کے علاج معالجے کی غرض سے تعمیر ہیں اور ان ہسپتالوں کو ویٹرنری ہسپتال کہا جاتا ہے نہ کہ لائیوسٹاک ہسپتال، اس لئے لوگ ہر قسم کا جانور لے کر ان ہسپتالوں میں آتے ہیں۔ ان پالتو جانوروں کے علاج معالجے کی غرض سے بڑے شہروں کے ساتھ ساتھ چند چھوٹے شہروں میں اگرچہ پرائیوٹ پیٹس کلینک موجود ہیں مگر بہت بڑی تعداد میں ایسے شہر بھی ہیں جہاں لوگوں نے شوق کی غرض سے جانور تو پال رکھے ہیں مگر ان کے علاج معالجے کا کوئی مئوثر انتظام نہیں۔ اس کمپونینٹ کو محکمہ نے بالکل نظر انداز کر دیا۔ محکمہ کو چاہئے تھا کہ تحصیل میں کم از کم ایک ہسپتال ایسا ضرور چنا جاتا جہاں پالتو جانوروں کے علاج معالجے کی سہولیات بھی موجود ہوتیں۔ اس ہسپتال میں ایک ڈاکٹر بھی ایسا ہونا چاہئے تھا جو ان جانوروں کے علاج معالجے میں ایکسپرٹ ہوتا۔ اس کے لئے محکمہ کو سٹاف کی ٹریننگ کا بھی اہتمام کرنا چاہئے تھا۔

پاکستان میں بڑی تعداد میں گھوڑے موجود ہیں اور ان میں سے بہت مہنگے گھوڑے بھی ہیں۔ گھوڑوں کی سرجری کے حوالے سے یہاں کوئی سہولت موجود نہیں۔ اگرچہ ان مہنگے گھوڑوں کے

مالکان بہت امیر ہیں اور وہ پرائیویٹ علاج معالجہ برداشت کر سکتے ہیں مگر جب ویٹرنری فیسیلٹی ہی نہیں ہوگی تو وہ کدھر جائیں گے۔اس حوالے سے پنجاب میں ایک دو ایسے سٹیٹ آف دی آرٹ ہسپتال ضرور ہونے چاہئیں جہاں ان مہنگے گھوڑوں کے علاج معالجے کی سہولت موجود ہو۔اس سلسلے میں کلبز کے مالی تعاون سے بھی کوئی سسٹم بنایا جاسکتا ہے۔

ان چار سالوں میں کمرشل ڈیری فارمنگ اور کمرشل پولٹری فارمنگ کو زیادہ نہیں چھیڑا گیا۔ یہ موقف بالکل درست ہے کہ یہ شعبہ جات Developed ہیں اور ان کے پاس ریسورسز بھی موجود ہیں کہ وہ اپنے مسائل خود حل کرسکیں مگر اس سلسلے میں ان شعبوں سے irrelevant ہو جانا ہرگز مناسب نہیں۔واضح رہنا چاہیے کہ کمرشل سیکٹر کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جن کے لئے ان کو حکومتی رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔اسی طرح کمرشل سیکٹر سے متعلقہ بہت سے پالیسی میٹرز بھی ہوتے ہیں۔اس لئے ضروری تھا کہ ہر ضلع میں ایک دو ایسے لوگ ضرور منتخب کئے جاتے جنہیں کمرشل ڈیری فارمنگ اور کمرشل پولٹری فارمنگ میں تربیت دلائی جاتی۔ یہ لوگ نہ صرف ان فارموں پر عملی تربیت حاصل کرتے بلکہ ان سے متعلقہ بزنس پلاننگ اور فیزیبلٹی بنانے میں بھی مہارت حاصل کرتے۔اس سے ایک فائدہ یہ ہوتا کہ حکومت کو ان فارموں سے متعلق اصل حقائق کا علم ہو جاتا اور مستقبل میں حکومت نئے آنے والے سرمایہ کاروں کی رہنمائی بھی کرسکتی۔

ویٹرنری ڈرگز کی رجسٹریشن اور امپورٹ کے حوالے سے انڈسٹری کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔ اس حوالے سے لائیوسٹاک ڈرگ اتھارٹی کے قیام کی بات تو ہوئی مگر اسے عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا۔

ناقدین کی رائے

یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جو ہوا ہو وہ سب ٹھیک ہو اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ جو ٹھیک ہوا ہو وہ سب کی نظر میں درست ہو، اسی طرح جہاں غلط کیا گیا ہو وہ بھی سب کے نزدیک غلط نہیں ہوتا۔ حالات اور واقعات پر سوچنے کا انداز اور نقطہ نظر ہر کسی کی کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔ اس تاریخی دور کے بارے بھی مختلف لوگوں کی مختلف رائے ہو سکتی ہے۔ اسی تناظر میں تنقید بھی سامنے آتی رہی اور ایسی تنقید مستقبل میں بھی ہوتی رہے گی۔ اس حوالے سے ناقدین کو مختلف گروپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا وہ گروپ ہے جس کا موقف ہے کہ یہ دور محکمہ کی تاریخ کا سیاہ ترین دور رہا۔ اس سے پہلے محکمہ انتہائی اچھے انداز میں چل رہا تھا مگر نسیم صادق نے آکر اسے تباہ کر دیا۔ میں ذاتی طور پر ایسے لوگوں کی رائے کا بس احترام ہی کر سکتا ہوں۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ یہ قوم اندھی نہیں۔ نہ تو محکمہ نیا بنا ہے اور نہ ہی نسیم صادق نے یہاں دو تین دہائیاں گزاری ہیں۔ دوسری جانب اس طرز کے ناقدین میں سے اکثر برسوں سے محکمہ کا حصہ ہیں، اب گزشتہ ساٹھ برس میں محکمہ میں جو ہوتا رہا وہ کسی سے چھپا نہیں اور جو نسیم صادق نے کیا وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ سب سے اہم اب تو نسیم صادق محکمہ کا حصہ نہیں رہا، ہاں ان ناقدین کا آج بھی محکمے سے گہرا تعلق ہے؛ چلیں ان کا نہیں، ان کے ہم خیالوں کا تو ہے۔ اب جو یہ کریں گے وہ بھی سب کے سامنے ہوگا۔ یہاں ایک بنیادی فرق ہے، پہلے جو ہوتا تھا وہ سامنے نہیں آتا تھا، مگر اب حالات تھوڑے سے مختلف ضرور ہوں گے!

دوسرا گروپ وہ ہے جو نہ چاہتے ہوئے بھی اس دور کو سراہتا ضرور ہے مگر حقائق کو سمجھے بغیر اور بغیر تحقیق کئے، منفی سوچ کے ساتھ کمزوریاں تلاش کرتا ہے اور پھر ان کمزوریوں کی بنیاد پر نسیم صادق کے خلاف اپنا بغض نکالتا ہے۔

تیسرا گروپ ایسا ہے جو نسیم صادق کے کام کو سراہتا ہے اور محکمہ کے لئے اس کی کاوشوں کو تسلیم بھی کرتا ہے مگر تکنیکی بنیادوں پر اختلاف کرتا ہے اور اس بارے اظہار کر دیتا ہے۔

چوتھا گروپ ایسا ہے جو نسیم صادق کے ہر کام کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی کام ٹھیک نہ بھی ہوا ہو یا غلطی ہوگئی ہو تو اسے مصلحت یا مجبوری سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔

ایک گروپ ایسا بھی ہے جو اس دور میں ہر ہونے والے کام کو بہترین سمجھتا ہے اور اس کے نزدیک یہاں غلطی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خیر میرے سے یہ سارے لوگ رابطے میں رہتے ہیں اور ان کا فیڈ بیک میں لیتا رہتا ہوں۔جن نکات پر یہ لوگ تنقید کرتے ہیں، انہیں پیش کیئے دیتے ہیں۔

ہسپتالوں میں ماضی کے برعکس ادویات وافر مقدار میں فراہم کی گئیں مگر سرجری، جدید ویٹرنری پریکٹسز اور ایمرجنسی ہینڈلنگ پر توجہ نہیں دی گئی۔

ناقدین کی رائے میں جن لوگوں نے ماضی میں محکمہ کو تباہ کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ یہ لوگ ماضی میں بھی انجوائے کرتے رہے اور اس دور میں بھی اعلیٰ پوسٹوں پر رہے۔دوسری جانب ماضی کی غلطیوں کا خمیازہ نئے افسروں کو بھگتنا پڑا۔ان لوگوں نے سیکرٹری کے گرد گھیرا بنائے رکھا اور فیلڈ کے بارے ٹھیک گائیڈ نہیں کرتے جس سے فیلڈ کے لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔دور دراز علاقوں میں پوسٹنگ کے حوالے سے شدید تنقید کا نشانہ بنایا جاتا اور اس پالیسی کو غلط قرار دیا جاتا۔

سٹاف سے بہت کام لیا گیا اور حد سے زیادہ برڈن ڈالا گیا مگر سہولیات کا خیال نہیں رکھا گیا۔موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کے سٹاف کو بہت سے مسائل کا سامنا رہا۔سٹاف کی ٹریننگ میں جدید ٹیکنیکل ٹریننگ پر توجہ نہیں دی گئی اور خاص طور پر اس میں ڈاکٹرز کو نظر انداز کیا گیا۔

اس دور میں فارمرز کو لاڈلا بنا دیا گیا جس کے باعث وہ چھوٹی سی بات پر بھی شکایت کر دیتے۔ان کو دی جانے والی سہولیات اور مفت ادویات کے باعث مستقبل میں مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ان چار سالوں میں اگرچہ سٹاف کو سماجی اور انتظامی طور پر کافی مستحکم کر دیا گیا اور پروموشنز کے ساتھ ساتھ اعزازیے بھی ملتے رہے مگر سٹاف کے مستقل مالی فائدے کے لئے کچھ نہ ہوا۔نہ ہی تنخواہوں میں اضافہ ہوا اور نہ ہی کسی مستقل الاؤنس کا وعدہ پورا کیا گیا۔

ناقدین کے نزدیک نو دو گیارہ سسٹم پیچیدہ ہے اور اس پر اپ لوڈنگ سٹاف کا کام نہیں، اس کے لئے ڈیٹا اپ لوڈر رکھنے چاہئیں۔ بریڈنگ بُلز کی تقسیم بارے ایک رائے یہ ہے کہ محکمہ پرانے طریقے پر چلنا چاہتا ہے جبکہ دنیا ایمبریو ٹرانسفر ٹیکنالوجی کی طرف جا رہی ہے۔بُلز کی رجسٹریشن کے حوالے سے سٹاف کو درپیش مسائل کا بھی ذکر کیا جاتا۔

ماس ویکسی نیشن اور ڈی ورمنگ پر اعتراضات اٹھائے گئے اور انہیں ٹیکنیکل گراؤنڈز پر غلط قرار دیا

گیا۔ جانوروں کی تقسیم پر بھی اعتراض کیا گیا۔

تقریباً انہی نکات کو بنیاد بنا کر میں نے نسیم صادق کا انٹرویو کیا تھا جب وہ سیکرٹری لائیوسٹاک کے عہدے پر تعینات تھے۔ اس انٹرویو سے پہلے انہی اعتراضات سے متعلق انہوں نے سٹاف کو خط بھی لکھا تھا۔ یہ خط اور انٹرویو یہاں شامل کر دیتے ہیں۔ امید ہے کہ اس سے بہت سے سوالوں کے جواب مل جائیں گے۔

محکمہ لائیوسٹاک آج اور کل

نسیم صادق سیکرٹری لائیوسٹاک پنجاب

محکمہ لائیوسٹاک نے گزشتہ تین سالوں کے اندر بے شمار ایسے اقدامات کئے ہیں جس سے محکمہ اور اس سے وابستہ افراد کی عزت و وقار میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے ایک طرف تو غریب مویشی پال حضرات کو جعلی ویکسین، جعلی ادویات کے علاوہ بھیڑیا صفت عطائی ڈاکٹروں سے نجات ملی ہے اور دوسری طرف نیک نیتی اور محنت سے کام کرنے والے عملہ کو عوام اور محکمہ کی طرف سے بھرپور عزت اور احترام سے نوازا گیا ہے۔

پہلے مرحلے کی ویکسین مہم میں تمام عملے کی بھرپور شرکت محکمہ کا اعزاز بنا کیونکہ یہ مویشی پال حضرات کے ساتھ ہمارا پہلا باضابطہ رابطہ تھا۔ یہ درست ہے کہ 2014 کی اس مہم میں سرنج اور سوئی تک کے حصول کی مشکلات بھی پیش آئیں لیکن کیا 2017 میں عملہ کو دستیاب سہولیات بمعہ تمام ادویات، ویکسین، سفری سہولیات اور عوام کی طرف سے پذیرائی کا مقابلہ 2014 سے کیا جا سکتا ہے؟

کیا کوئی افسر، ویٹرنری اسسٹنٹ، اے آئی ٹیکنیشن یا کوئی بھی شخص درج ذیل حقائق سے انکار کر سکتا ہے؟

(الف) مختلف ترقیاتی سکیموں بشمول فیلڈ لاٹ فیٹننگ، سیو دا کاف، اے آئی اعزازیہ، کمیونٹی فیسلیٹیٹر ٹریننگ اعزازیہ، تمام ویٹرنری اور پیرا ویٹرنری سٹاف کو اعلیٰ ٹریننگ بمعہ ٹی اے ڈی اے کے لئے تقریباً ایک ارب روپے کا مختص ہونا عملہ کی خدمت کا اعتراف نہ ہے؟

(ب) وی اے اور اے آئی ٹی کے لئے دو ہزار روپے فکس ٹی اے اور دو ہزار روپے ماہانہ پی او ایل کی منظوری اور عمل درآمد۔

(پ) تمام گریڈ 9 کے پیراویٹس سٹاف کے لئے چار درجاتی سروس سٹرکچر جس میں گریڈ 12، گریڈ 14 اور گریڈ 16 میں درجاتی ترقی۔

(ت) بطور ٹیم ممبر، ضلع کونسل کے 3850 ملازمین کو ''سول سرونٹ'' یعنی سرکاری ملازم کا درجہ ملنا۔

(ٹ) ساہیوال، پاکپتن، اوکاڑہ، وہاڑی اور خانیوال اضلاع میں پائلٹ پروجیکٹ کے طور پر بڑے جانوروں میں منہ کھر ویکسین کے لیے 10 روپے فی جانور اور چھوٹے جانوروں میں کاٹا کی ویکسین کے لئے 3 روپے فی جانور کا اعزازیہ مقرر ہونا۔

(ٹ) بروقت ترقی اور پینشن کے معاملات کی بلاتاخیر تکمیل۔

(ث) چار ہزار سے زائد نئے ڈاکٹرز/ لیڈی ڈاکٹرز/ وی اے/ اے آئی ٹی و دیگر عملے کی بھرتی کے لئے محکمہ کی بھرپور کوشش اور خصوصی اجازت و ریکارڈ مدت میں تعیناتی۔ ہماری ٹیم 14000 سے تجاوز کر کے 19000 کیسے ہوگئی؟ اس کے علاوہ وی اے کی 900 اور ڈاکٹرز صاحبان کی 500 مزید اسامیاں بڑھنے کی امید۔

(ج) عملہ کو دفاتر کے چکروں سے نجات

(چ) ہیلتھ انشورنس، RISK اور HARD AREA ALLOWANCE کی وزیر اعلیٰ سے اصولی منظوری جو کہ اب حتمی اطلاق کے لئے بھجوایا جا رہا ہے۔

(ح) ٹی اے کی مد میں رواں سال تقسیم ہونے والی 7 کروڑ 50 لاکھ روپے کی رقم جو کہ 2014 میں صرف 3 کروڑ تھی۔ جبکہ اگلے مالی سال کے لئے اس مد میں 9 کروڑ 14 لاکھ مختص ہوئے ہیں جو کہ 300 فیصد زیادہ ہے۔

(خ) اس سال اعزازیہ کی مد میں 3 کروڑ 45 لاکھ تقسیم کئے جا رہے رہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہیں اور پچھلے سالوں سے 600 فیصد زیادہ ہے۔

(د) فیڈ لاٹ فیٹننگ اور سیو دی کاف میں ڈاکٹرز صاحبان اور وی اے کی خدمات کے عوض بالترتیب 200 روپے اور 250 روپے فی جانور اعزازیہ اور اے آئی ٹی کے لئے 500 روپے فی مصنوعی نسل کشی اعزازیہ۔

(ڈ) دفتری عملہ کی سہولت کے لئے 750 موٹرسائیکل جو بلاسود ہائر پرچیز پر فراہم

کئے جارہے ہیں 250 موٹرسائیکل کی پہلی کھیپ کی تقسیم کی جاچکی جبکہ بقایا 500 خوش نصیب عید سے قبل شعبہ جات اور سنیارٹی کے حساب سے مستفید ہونگے جبکہ بقایا تمام عملہ اگلے مرحلے میں اس سہولت کا فائدہ اٹھائیں گے۔

(ذ) انمول ونڈا، منرل مکسچر، نمک اور یوریا مولیسس کی تقسیم کے لئے 40 لاکھ روپے کی خطیر رقم بطور اعزازیہ عملہ ومتعلقہ اخراجات (اگر کوئی ہیں) منظور شدہ ہیں جن کی تقسیم بل وصول ہونے پر اندر 7 یوم کی جائے گی۔ضرورت پڑنے پر اعزازیہ اور متعلقہ اخراجات کی یہ رقم مزید بڑھائی جاسکتی ہے۔

(ر) موبائل ویٹرنری ہسپتالوں پر خدمات دینے والے ڈاکٹرز صاحبان وعملہ کے لئے پی اوایل، ٹی اے ڈی اے کے لئے 46 کروڑ 50 لاکھ کی ریکارڈ رقم کا مختص کیا جانا۔

(ڑ) موجودہ سال میں منہ کھر ویکسین کی تیاری شتر مرغ فارمنگ اور دیگر ریسرچ کی مد میں 25 ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی بیرون ملک ٹریننگ کا پروگرام۔

(ز) تمام ٹریننگ پروگرام میں 61 ہزار لوگوں کو ریفریشر کورس کرانے کے لئے محکمہ کے ڈاکٹرز اور پیرا ویٹرنری سٹاف کی بطور ماسٹر ٹرینز وٹرینز خدمات کا حصول جو کہ قبل ازیں آؤٹ سورس کرنے کی روایت تھی۔

یقیناً

محکمہ غریب مویشی پال حضرات کی خدمت کے لئے وہ ہر کام سرانجام دے گا جس کی اس کو پچھلی بہت سی دہائیوں سے ضرورت تھی مثلاً انمول ونڈا، منرل مکسچر اور دیگر ضروری لوازمات ہمارے کسان کی پہلی ضرورت ہے لیکن چند مفاد پرست عناصر اپنے مخصوص کاروباری عزائم کی تکمیل کی خاطر ان غریب اور بے کس مویشی پال کو جعلی ونڈا، کھل، ادویات، ویکسین مہیا کر کے ان کا خون چوس رہے تھے۔

محکمہ اس بات پہ نازاں ہے کہ اس کے تمام عملہ نے اپنی شب وروز محنت سے محکمہ کا نام ''انمول'' بنادیا ہے۔

آپ کو علم ہوگا کہ پتھر سے حاصل کردہ ڈی سی پی اور ہڈیوں سے نکالی گئی ڈی سی پی کی قیمت میں 70 روپے کا فرق کیوں ہے؟ مجھے یقین ہے کہ آپ کبھی بھی اپنے فارمر کو

مزید دھوکہ کھانے اور پتھر سے حاصل ہونے والے ڈی سی پی نامی پاؤڈر کے ونڈا اور مکسچر میں استعمال سے منع کریں گے کیونکہ ہم میں سے بہت سے لوگ یا تو خود مویشی پال ہیں یا انہی گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں جس کی وجہ سے چند مفاد پرست عناصر ہمیں کسی طور بھی ان سے الگ نہیں کر سکتے۔ چند بے ضمیر لوگ جو جانوروں کی جعلی ادویات، ہسپتال کی ناکارہ اشیاء سے تیار کردہ ونڈا، کھل، جعلی آر بی ایس ٹی کے ٹیکہ جات جانوروں کو استعمال کروا کر اس سیکٹر کی تباہی کا موجب بن رہے تھے وہ اپنا مستقبل آپ کی محنت اور عزم کے سامنے تاریک دیکھ رہے ہیں، جس کے لئے وہ ہمارے چند نادان دوستوں سے روابط بڑھا کر بھونڈی سازش کے ذریعے عملے میں بے چینی پیدا کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں تاکہ محکمہ 2014 کے مقام پر واپس چلا جائے۔

پس پردہ حقائق کو جاننے کے لئے ہمیں 2009 کی مرتب کردہ ان تجاویز جن میں محکمہ کے تمام شعبہ جات کو مرحلہ وار ''پرائیویٹائز'' کرنے کا پروگرام بنایا گیا اسکا جائزہ لینا ہوگا اور ان پس پردہ چند عناصر کو سامنے لانا ہوگا جو اپنے ذاتی مفاد کے لئے محنتی اور نیک نیت افراد جو کہ محکمہ کا سرمایہ و فخر ہیں کو بہلا پھسلا کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

غور کیجئے، موجودہ سال میں بہت سارے محکمہ جات کو مرحلہ وار پرائیویٹ سیکٹر کے سپرد کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ چند شر پسند عناصر 2009 کی ناکامی کا بدلہ آپ سے تو نہیں لینا چاہتے؟

ہمیں مزید محنت، لگن اور اپنے اندر موجود چند کالی بھیڑوں پر نظر رکھنی ہوگی تاکہ حکومت پنجاب جس فراخ دلی سے محکمہ لائیوسٹاک اور اس کے عملے کے لئے سہولیات، ترقیاں اور سرمایہ کی فراہمی کر رہی ہے وہ عمل کسی طور بھی رکاوٹ کا شکار نہ ہو۔

آپکا خیر اندیش

نسیم صادق سیکرٹری لائیوسٹاک

نوٹ: یہ خط سال 2017 کے وسط میں لکھا گیا۔

خصوصی انٹرویو

دسمبر 2017 میں نسیم صادق کا بطور سیکرٹری لائیوسٹاک پنجاب میں نے ایک تفصیلی انٹرویو کیا۔

اگر میں نے یا میرے نیچے کسی افسر نے کرپشن کی ہے تو میں اس کا دیندار ہوں بلکہ اگلے دس سال تک دیندار رہوں گا

پاکستان کے پولٹری سیکٹر سے تکلیف بھارت کو ہے۔ بطور سیکرٹری لائیوسٹاک سمجھتا ہوں کہ اس سیکٹر کو ٹارگٹ کیا گیا اور لوگوں کو متنفر کیا جا رہا ہے، پیچھے مافیا ہے

آج محکمہ لائیوسٹاک کو جو مقام حاصل ہوا ہے اس میں ڈی جی سے لے کر سینٹری ورکر تک سب کی محنت شامل ہے۔ اٹھارہ ہزار سٹاف کو جو عزت ملی وہ مجبور کرتی رہے گی کہ میرے جانے کے بعد بھی چیزیں ٹھیک چلیں

یہ تاثر غلط ہے کہ میں ٹیکنیکل لوگوں کی ایڈوائس نہیں لیتا اور من مانی کرتا ہوں۔ محکمہ کے ہر فیصلے کے پیچھے ماہرین اور پروفیسروں کی رائے شامل ہوتی ہے۔ اگر کوئی بھی ایکسپرٹ یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہماری رہنمائی کر سکتا ہے تو ایسے لوگوں کو آگے آنا چاہئے۔ لوگ تنقید ضرور کریں یہ ان کا حق ہے مگر وہ واقعی پروفیشن کے ساتھ اگر Sincere ہیں تو مجھے آ کر گائیڈ کریں۔ ایکسٹرنل پیراسائیٹس کے کنٹرول کا نتیجہ ہے کہ پنجاب میں کانگو کا کوئی کیس سامنے نہیں آیا۔ ماس ویکسی نیشن اور ماس ڈیورمنگ کا مطلب 100 فیصد جانور نہیں، ایک پلاننگ سے لیبارٹری ٹیسٹ اور ٹیکنیکل ایڈوائز کے بعد سیگمنٹ اور لوڈ کے مطابق فیزز میں کی جاتی ہے۔ ویکسی نیشن کا شیڈول ڈسٹرکٹ وائز ماہرین سے بنوایا۔ 9211 سسٹم سے دو نمبری کرنا یا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔ پچھلے دو تین سال میں جو کچھ کیا اور جتنا بھی کیا اس کی تفصیلات پبلک کر چکے ہیں

اگر کسی کو شک ہے تو وہ کھل کر سامنے آئے اور ثبوت لائے۔ چھپ کر وار کرنا اور بغیر دستخط کے درخواستیں دینا بزدلی کی نشانی ہے۔ نیب کے خط میں بے بنیاد الزامات لگائے گئے

جانور PPRA کے ٹینڈرنگ پراسیس کے ذریعے وزن کے حساب سے لیتے ہیں۔ ہر جانور کی ڈائریکٹری موجود ہے۔ اگر کسی کو شک ہے کہ بچہ جانور کا نہیں تو ڈی این اے ٹیسٹ کروالے۔ FAO سے ویکسین خریدنے کے لئے PPRA، محکمہ قانون اور دیگر متعلقہ اداروں سے تحریری اجازت لی۔ موٹر سائیکل براہ راست ہنڈا کمپنی سے لئے اس میں کوئی مڈل مین نہیں۔ پانچ سپلائرز پچھلے 20 سال سے اربوں کا بزنس کر رہے ہیں، وہ میری فرمز کس طرح ہوسکتی ہیں۔ قوانین اور اصولوں کو فولو نہ کرنے کے الزام میں کوئی صداقت نہیں۔ یہ وہ محکمہ ہے جہاں کرپشن پچھلے تین سال میں ختم ہوگئی

رسک الاؤنس بالکل بھی لالی پوپ نہیں۔ تین سالوں میں ورکنگ سٹاف کو اعتماد ملا کہ جو محنت ،اور نیک نیتی سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور صلہ دیتا ہے

پنجاب کا یہ واحد محکمہ ہے جہاں ریکارڈ پروموشن ہوئیں۔ مختلف محکمے اور ایجنسیاں لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو جس طرح سے روندتے تھے اب ویسا ماحول نہیں رہا۔ کمپلینٹ کی صورت میں اگر سٹاف کی غلطی ہو محکمہ اسے اون کرتا ہے ورنہ سٹینڈ لیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے شرارت کرتے ہوئے سٹاف کے خلاف درخواست دی تو اسکے خلاف ایکشن لیا۔ 50 فیصد سے زائد ڈی ڈی ایل یںگ لگے۔ ینگ ڈاکٹرز کی انٹرنیشنل ٹریننگ کروائی۔ 72 نوجوان ڈاکٹروں کو وہ گاڑیاں دی گئی ہیں جو میرے پاس بھی نہیں

اگر کوئی بھی سمجھے کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی تو وہ میرے پاس ضرور آئے۔ فون چوبیس گھنٹے آن ہے۔ اتوار کو بھی available ہوتا ہوں

ایک بھی جگہ ایسی چیز نہیں کہ کسی کو جیب سے خرچ کرنا پڑے۔ کمرشل ایکٹویٹی سے سٹاف ہٹا کر 136 لوگ الگ لگا دیے۔ اعلیٰ افسروں سے جب بھی کوئی شکایت آتی ہے نوجوان افسروں بارے تو اس کی ہیرنگ ون ٹو ون کرتا ہوں۔ اس کے باوجود اگر کسی جگہ مسئلہ ہے تو بتایا جائے

کوشش کی گئی کہ 90 فیصد سٹاف میں سے جو جہاں تھے وہاں رہیں۔ جو لوگ پوسٹنگ کے معاملے میں ڈسٹرب ہوئے وہ یا تو نئے لوگ ہیں یا وہ ہیں جو کام نہیں کرنا چاہتے

ماضی میں گھر کی پوسٹنگ کومس یوز کیا جاتا رہا۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ لوگ تنخواہ محکمے سے بھی لیتے رہےاور پرائیویٹ کمپنیوں میں بھی کام کرتے رہے یا پھر پرائیویٹ کاروبار کرتے رہے

ہم سب کوحکومت نے نوکری کام کرنے کے لئے دی ہے۔ میرے سمیت جوکوئی بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جاب میں آتا ہے اسے پنجاب میں کہیں بھی لگایا جاسکتا ہے۔ PPSC کے اشتہار میں لکھا ہوتا ہے کہ پوسٹنگ کہیں بھی ہوسکتی ہے۔ پوسٹنگ وہاں ہوگی جہاں لائیوسٹاک ہے۔ نئے آنے والوں کولرننگ کے لئے دور لگایا مگراس کے لئے ٹینیور فکس ہے، جوکوئی ایک خاص ٹینیور پورا کرتا ہے وہ چوائس سے نئی جگہ خود بخود چلا جاتا ہے۔ خواتین کوان کی چوائس کے مطابق گھر کے قریب لگایا۔ جوبھی پروموشن ہوئی اسے ڈسٹرب نہیں کیا گیا

ویٹرنری ہیومین ریسورس کی نہ صرف پروڈکشن کوکنٹرول کرنا پڑے گا بلکہ اداروں کو Revamp بھی کرنا پڑے گا۔ ویٹرنری ڈاکٹر کا95 فیصد کردار مینجمنٹ کے ساتھ ہے

ویٹرنری ڈاکٹر کی اہمیت میڈیکل ڈاکٹر سے کم نہیں۔ اگراسی طرح کام کیا جاتا رہا صبر کے ساتھ تو محکمہ لائیوسٹاک کی مراعات بھی محکمہ صحت کے برابر ہوجائیں گی۔

پاکستان کا مستقبل صرف اورصرف لائیوسٹاک میں ہے۔ لائیوسٹاک سیکٹر میں اتنا پوٹینشل موجود ہے کہ یہ صحت کے مسائل کوحل کرسکتا ہے، یہ ایگریکلچر کوسپورٹ کرسکتا ہے۔ ہم ایگریکلچرل پروڈکٹس کولائیوسٹاک پروڈکٹس کی شکل میں ویلیوایڈ ڈکر کے ایکسپورٹ کر سکتے ہیں۔ سمال ہولڈنگ اورآرگینک ہمارا سب سے بڑا edge ہے۔ ہمارا80 فیصد دودھ آرگینک ہے جس کی بنیاد پرہم دنیا میں بہتر ریٹ لے سکتے ہیں۔ بچوں میں سٹنٹڈ گروتھ کوروکنے کے لئے باہر سے بسکٹ منگوا کر کھلانے کی بجائے دودھ، گوشت اور انڈے کھلائیں۔ اگرحکومت کو پبلک کی ہیلتھ چاہئے، معاشی خوشحالی چاہئے، ہسپتالوں پرکم لوڈ چاہئے تو اس کے لئے محکمہ لائیوسٹاک پرتوجہ دینا ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار سیکرٹری لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب نسیم صادق نے ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب ایڈیٹر ویٹرنری نیوزاینڈویوز سے خصوصی گفتگو میں کیا۔

انہوں نے مزید کہا کہ پہلے چھ مہینے مجھے چیزوں کوسمجھنے اورلوگوں کی سوچ اوران کے مسائل جاننے میں لگ گئے۔ اس کے لئے میں نے چولستان اورقبائلی علاقوں سمیت پنجاب کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔ ہماراسوشل فیبرک باقی ممالک حتیٰ کہ انڈیا سے بھی مختلف ہے۔ ہمارے ہاں حالات اورنسلیں ہرایک سوپچاس کلومیٹر کے بعد مختلف ہوجاتی ہیں۔ ہمارے

ہاں ایک علاقے کے جانور کو دوسرے علاقے کے جانور کی طرح ہینڈل نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے پاس ہزاروں سالوں سے جانوروں کے مائیگریٹری روٹس ہیں۔آج بھی سندھ، بلوچستان، افغانستان اور حتیٰ کہ ایران اور انڈیا سے بھی جانور پنجاب میں آتا ہے۔ان حالات میں ہم نے پلان کیا کہ سب سے پہلے ہمیں اپنی پالیسی بنانی چاہئے تاکہ ایک سمت متعین ہو سکے۔ پالیسی بنانے کے لئے ہم نے تمام سٹیک ہولڈرز سے مشاورت کی۔روایتی طور پر یہاں پالیسی فیڈرل لیول پر بنتی ہے اور نیچے ٹرانسفر ہوتی ہے۔ہم نے الٹ کیا اور ضلعی سطح کی سوچ کو اکٹھا کرنے کے لئے گاؤں کی سطح پر مشاورت کر کے پالیسی بنائی۔ اس کے بعد ہم نے سٹاف کو متحرک کیا تاکہ محکمہ پر لوگوں کے اعتماد کی کمی کو دور کیا جاسکے۔

ان کا کہنا تھا کہ فارمر کا بزنس ماڈل ٹھیک کرنا سب سے ضروری تھا۔ہم نے کوشش کی کہ لوگوں کو اعتماد دلائیں،ان کی ہزبنڈری پریکٹسز کو بہتر کریں، پروڈکشن اور ریپروڈکشن میں بہتری لائیں۔اس سے کاسٹ آف پروڈکشن کم ہو جائے گی اور competitive موڈ میں آجائیں گے۔اس لئے ہم نے اپنا 90 فیصد فوکس غریب چھوٹے فارمر پر رکھا جو کہ لائیوسٹاک کا 93 فیصد ہے۔ایک دو جانور والے کے لئے منصوبے بنائے۔ بجائے اس کے کہ فارمر جانور ہسپتال لے کر آئے ،اس کا خرچہ ہو، وقت بھی لگے اور بیماری بھی پھیلے،ہم نے فارمر تک پہنچنے کا فیصلہ کیا۔اس کے لئے نئی موٹر سائیکلیں خریدیں سٹاف کے لئے اور اپنی گاڑیوں کو موبائل ہسپتالوں میں بدلا۔ لیبارٹریاں اور ٹریننگ سنٹر بھی موبائل کر دیے۔ پبلک سے رابطے کے لئے لوکل زبان میں میسجنگ اور روبوکال کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کی شکایات لوکل زبان میں سنی جاتی ہیں۔ ڈیٹا کو سنبھالنے کے لئے ایک دو تجربوں کی ناکامی کے بعد ہم 9211 کا سسٹم بنانے میں کامیاب ہو گئے جسے ہمارے پاس آئے ہر غیر ملکی ڈیلی گیشن نے نہ صرف سراہا بلکہ ساتھ لے کر گئے۔ یہ سسٹم اینڈرائیڈ اور انٹرنیٹ کے بغیر عام موبائل پر کام کرتا ہے۔اس سسٹم سے ہمیں جانور اور فارمر کی لوکیشن کا علم ہو گیا۔اس کی بدولت ایک ایک جانور اور ایک ایک جانور کے مالک کی ریکارڈ کیپنگ ہو رہی ہے۔ اب دو نمبری کرنا یا جھوٹ بولنا ممکن نہیں رہا۔رورل پولٹری جسے بالکل نظر انداز کر دیا گیا تھا اسے دوبارہ ہم نے شامل کیا۔ زیرو کو ٹارگٹ کرنے کے لئے خواتین کی ٹریننگ کی گئی۔اس کے ساتھ ساتھ پرائمری سکول کے بچوں پر کام کیا تاکہ آنے والی نسل کو لائیوسٹاک کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔ Preventive جو کہ دس فیصد تھا

اسے نوے فیصد پر لے گئے جبکہ علاج معالجے پر فوکس دس فیصد رہنے دیا۔اس سے بیماریوں کی شرح کم ہوتی جارہی ہے۔1952 میں تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے جوٹریننگ سکول رکھ غلاماں میں بنایا تھا اسے بھی ایکٹیویٹ کردیا۔گوشت کے سورس کوDiversify کرنے کے لئے پچھلے دوسالوں میں کٹے کی فیٹننگ بھی شروع ہوگئی ہے جس کے فارمزاب سوسے پانچ ہزارتک چلے گئے ہیں،سب کاریکارڈ موجود ہے۔ہم نے اپنے فارموں کی حالت بدل کررکھ دی ہے،کبھی آکر ضرور دیکھیں،ریکارڈ چیک کریں۔ہم نیچر کو بھی ری ہیبلٹیٹ کررہے ہیں۔لالی اور چڑیا کو بچایا تاکہ پیراسائیٹس کے خاتمے کا نیچرل سسٹم کام کرتارہے۔

انہوں نے بتایا کہ ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ آج ایکریڈیٹڈ اور ISO سرٹیفائیڈ ہے۔ویکسین کی کوالٹی کوبہتر کیااوراس کی رینج کو بڑھایا۔اب رورل پولٹری،ایکوائن اور اونٹ کے لئے بھی ویکسین بنائی جاتی ہے۔سترہ میں سے تیرہ ویکسین خود بنارہے ہیں۔دو سال پہلے چھ بڑی ویکسین کوئٹہ اور کراچی سے منگواتے تھے،اب ایکسپورٹ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ہم نے FAO کوسیمپلنگ کروائی ہے کہ وہ ہم سے خریدیں۔جنیٹک امپروومنٹ میں بنیادی کردار سلیکشن اورکلنگ کا ہے ہم نے صرف اے آئی کا ڈرامہ کئے رکھا۔ہمارے اپنے فارموں پر پانچ سو جانور کی اموات ایک مہینے کی تھیں۔بہت سارے بُل کسی اور بریڈ کے تھے ریکارڈ میں نسل کوئی اور تھی۔ہم نے بُلز کی کلنگ کی اورکولڈ چین سسٹم کو بین لاقوامی معیار کا بنایا۔سیمن پروڈکشن یونٹ کے لئے ایکوپمنٹ اورمشینری کو اپ ڈیٹ کیا،کوئی نئی بلڈنگ نہیں بنائی بلکہ پرانی بلڈنگ کو بہتر کیا،اس سال اس کی بھی ایکریڈٹیشن ہوجائے گی۔SPU کی حالت بہتر ہونے سے سیمن کی کوالٹی اورمقدار بہتر ہوئی ہے۔ہم نے بیسٹ میل کو بریڈنگ کے لئے گاؤں کی سطح پر رجسٹر کیا تاکہ اس کی پروجنی کو بہتر کریں۔ پی ٹی پی کو بھی ٹیک اپ کیا مگر کسٹمائز کر کے۔ڈی این اے پروفائلنگ پہلی دفعہ شروع کردی کہ جھوٹ بولا ہی نہیں جاسکتا۔

ہمارے پاس 5700 پرائیویٹ ٹیکنیشن کام کررہے ہیں وہ رجسٹرڈ ہیں۔اس کے علاوہ 4670 ہمارے اپنے ٹیکنیشن ہیں۔اب انسیمی نیشن کی جسٹریشن ہوتی ہے۔ہرسیمن ڈوزکا ریکارڈ اپ لوڈ کرنا ضروی ہوتا ہے۔اگرسیمن damage ہوجائے تو وہ واپس کرنا ضروری ہے۔سیمن لگنے کے بعد اس کے رزلٹ کی رپورٹ کی جاتی ہے۔چھ آفیسرز ٹیکنیشنز کو مانیٹر کرتے ہیں۔اب بُل ڈسٹرکٹ وائز کردیے ہیں۔ایک بُل کا سیمن

دو ڈسٹرکٹس میں جاتا ہے جو کہ دو سال بعد روٹیٹ ہو جاتا ہے۔ساہیوال، چولستانی اور ایگزوٹک کے ساتھ ساتھ باقی بریڈز کا سیمن بھی شرع کر دیا ہے۔انسیمی نیشن کی بنیاد پر ٹیکنیشن کو incentive ملتا ہے جس سے کنسیپشن ریٹ بہت بہتر ہوگیا ہے۔اب رجسٹرڈ پرائیویٹ ٹیکنیشن کو بھی سیمن اور گیس دینا شروع کر دی ہے جس کے ساتھ اسے ٹیگ فری ملتا ہے۔ اگر کوئی پرائیویٹ سیمن لگائے تو اسے بھی ٹیگ دیتے ہیں۔ ہمارے ٹیگ ڈسٹرکٹ وائز فوکسڈ اور سسٹم سے لنکڈ ہیں۔ٹیگ لوکل جانوروں کے مطابق چھوٹے اور لچکدار بنائے ہیں۔ہم نے نسل کشی کو مانیٹر کرنے کا سسٹم گاؤں کی دائی کی طرز پر بنایا ہے۔
ادویات کے بارے ان کا کہنا تھا کہ پہلے چھبیس میڈیسن نظر آتی تھیں،اب 93 ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ براڈ سپیکٹرم ختم کر دی ہے،اب ہر علاقے کا الگ سالٹ ہے۔اس کے لئے ڈیزیز میپنگ اور منرل میپنگ کی گئی۔پنجاب کا کراس سیکشنل سروے کیا گیا۔ہم نے کنٹری میڈیسنز کو تیس سال کے بعد دوبارہ متعارف کروایا ہے جس سے 20 فیصد لوڈ کنٹری میڈیسن پر چلا گیا۔اس کے لئے فارموں سے کیش کروپ ختم کر کے جوین، ہالو، کورتما،سونف،کلونجی وغیرہ اگانا شروع کر دیں۔مورنگا،اسٹریلین کِکر، چیڑ کو پروموٹ کیا۔ ٹینڈرنگ پراسیس کے ذریعے ان جڑی بوٹیوں کو پھر گرائنڈ کروا کر پیک کروایا جاتا ہے۔ زیادہ تر اس سے معدے سے متعلقہ ادویات تیار ہوتی ہیں۔
ڈیری فارمنگ بارے ان کا کہنا تھا کہ لوکل اور کراس جانوروالا پروڈکشن سسٹم مستقبل میں چلے گا۔ایگزوٹک کا survive کرنا مشکل ہے۔ہمارا 93 فیصد دودھ اور گوشت لوکل جانوروں والے چھوٹے فارمر سے آتا ہے۔باقی شیئر لوکل کمرشل فارمرز کا ہے جوشہروں کے اردگرد ہیں۔کارپوریٹ فارمنگ کا سسٹم ایک فیصد تھا اب کم ہوکر 0.6 فیصد رہ گیا ہے۔یہ فارم جنہوں نے اکانومی آف سکیل کو انجوائے کرنا تھا sustain نہیں کر سکے۔ یہ intensive فیڈنگ پر جا کر دودھ تو زیادہ پیدا کر لیتے ہیں مگر جو کاسٹ برداشت کرتے ہیں وہ recover نہیں کر پاتے۔اس پر LUMS کے پروفیسر صاحب کی سٹڈی موجود ہے،اسے متعلقہ لوگوں کوضرور پڑھنا چاہئے۔
محکمہ میں ہونے والی مزید تبدیلیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پچھلے تین سالوں میں سب سے پہلے ہم نے اپنا مائینڈ سیٹ تبدیل کیا۔ہمارے ورکنگ سٹاف کواعتماد ملا ہے کہ جو شخص بھی محنت،شوق اور نیک نیتی سے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور صلہ دیتا ہے۔ ہم نے صنفی تعصب کو ختم کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ ہیڈز کی ستائیس پوسٹوں پر خواتین کو لگایا،

تین سو سے زائد نئی لیڈی ڈاکٹر نے جوائن کیا ہے۔مختلف محکمے اور ایجنسیاں لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو جس طرح سے روندتے تھے، ان کے خلاف بغیر وجہ سے ایف آئی آر کرواتے تھے اب ویسا ماحول نہیں رہا۔پچھلے تین سالوں میں ایک بھی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔ایسی بھی ایف آئی آر ہوئی کہ اگر باردانہ نہیں ملا تو ڈاکٹر صاحب کو اندر کیا گیا، اب پروٹیکشن ہے۔آج سے تین سال پہلے ہمارے سٹاف کے خلاف چھ سو تیں کے قریب رِٹ پٹیشن کورٹوں میں تھیں، آج کی ڈیٹ میں صرف تین کیس کورٹس میں ہیں اور وہ بھی اس لئے کہ یہ تینوں لوگ ملک سے باہر ہیں۔ چیف منسٹر کمپلینٹ سیل سمیت مختلف محکموں سے جو شکایات آتی ہیں اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اگر سٹاف کی غلطی ہے تو محکمہ اسے اون کرے ورنہ سٹینڈ لیا جائے۔2014 میں ہمارے سٹاف کے خلاف چیف منسٹر آفس میں چودہ سو نوے شکایات زیرِ التوا تھیں اور تقریباً ڈیڑھ سال میں اتنی ہی مزید آ گئیں۔آج کی تاریخ میں میرے پاس صرف 81 شکایات زیرِ التوا ہیں۔اگر کسی نے شرارت یا انتقامی کارروائی کرتے ہوئے سٹاف کے خلاف درخواست دی تو اسکے خلاف ایکشن لیا۔محکمہ نے 511 کے قریب 182 کی ایف آئی آر ان لوگوں کے خلاف کروائیں جو ہمارے سٹاف کو تنگ کرنے کے لئے کوئی شکایت کرتے تھے۔

اپنی بات جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا اسی طرح جب کسی ساتھی کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا یا کوئی اور مصیبت آئی تو اسے اکیلا نہیں چھوڑا گیا۔نو ہزار سٹاف کی ٹریننگ کی جس میں انٹرنیشنل ٹریننگ بھی شامل ہے ٹریننگ کے لئے سلیکشن میرٹ پر ہوئی، ریکارڈ موجود ہے۔ٹریننگ کیلئے انہی لوگوں کو ریسورس پرسن بنایا گیا تاکہ غیر ملکی اداروں پر کم سے کم انحصار کیا جائے۔سٹاف کو رسائی دی گئی کہ اتوار سمیت روزانہ اٹھارہ سے انیس گھنٹے میرے پاس آ کر اپنے مسائل بتائیں۔سٹاف کو موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں دینے کے ساتھ ساتھ مختلف incentive دیے گئے۔انکوائری کی صورت میں دھکے نہیں کھانے پڑتے کہ ریکارڈ الیکٹرونک ہونے کی وجہ سے انکوائری پندرہ منٹ میں مکمل ہو جاتی ہے۔ہم نے ڈویژنل لیول پر پانچ نئے ڈویژن بنائے اور 136 ڈی ڈی ایل کی پوسٹیں دیں تاکہ پروموشن اور کام کرنے کے مواقع بڑھیں۔پنجاب کے چھتیس محکموں میں سے یہ واحد محکمہ ہے جہاں ریکارڈ پروموشن ہوئیں اور کسی ایک پروموشن پر بھی اعتراض نہیں اٹھایا گیا۔محکمہ میں سو فیصد بھرتیاں میرٹ پر ہوئیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک بھی رِٹ پٹیشن قبول نہیں ہوئی۔یہ وہ چیزیں ہیں جو سٹاف کو اعتماد دے رہی ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ کام کرے۔

نوجوان ویٹرنری آفیسرز بارے سوال کرنے پر انہوں نے جواب دیا کہ کیا سترہ گریڈ کا ینگ ڈاکٹر یہ سوچ سکتا ہے کہ ڈی ڈی ایل لگ جائے۔ پچاس فیصد سے زائد ڈی ڈی ایل ینگ لگے۔ کیا سترہویں گریڈ کا ڈاکٹر باہر جا سکتا ہے، ابھی سترہویں گریڈ کی ینگ لیڈی ڈاکٹر جاپان میں دو مہینے ٹریننگ کر کے آئی ہے۔ میرٹ پر گئی ہے چیک کر لیں ریکارڈ موجود ہے۔ 72 نوجوان ڈاکٹروں کو وہ گاڑیاں دی گئی ہیں جو میرے پاس بھی نہیں۔

رسک الاؤنس بارے ان کا کہنا تھا کہ یہ بالکل بھی لالی پوپ نہیں۔ منظور ہو چکا ہے چیف منسٹر سے، اس کی ایلوکیشن فائنل ہو چکی ہے۔ بس اس کے ریٹ پر مسئلہ ہے۔ کیلکولیشن غلط ہو گئی ہم سے، جس سے ڈیمانڈ نیچرل نہیں لگتی تھی۔ اس کی سب کمیٹی بنی ہے جس نے ریٹ کا فیصلہ کرنا ہے۔ رانا ثنا اللہ صاحب کی کمیٹی کی دو میٹنگ ہو چکی ہیں۔ تیسری میٹنگ ابھی فائنل ہونی ہے۔ مجھے پوری امید ہے اور میری کوشش بھی بھرپور ہے کہ اس معاملے کو جلد از جلد حل کروا لیا جائے۔

ٹرانسفر کے مسائل بارے سوال کرنے پر انہوں نے کہا کہ میرے سمیت جو کوئی بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جاب میں آتا ہے اسے پنجاب میں کہیں بھی لگایا جا سکتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن کی جانب سے دیے جانے والے اشتہار میں بھی لکھا ہوتا ہے کہ پوسٹنگ پنجاب میں کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ میرے سمیت سب کو حکومت نے جو نوکری دی ہے وہ کام کرنے کے لئے ہے۔ ہمارا کام سروس دینا ہے۔ غریب مویشی پال حضرات کی ضروریات اور علاقہ دیکھ کر ڈیوٹی پر تعیناتی کی جاتی ہے۔ لائیوسٹاک صرف بڑے شہروں میں نہیں۔ لاہور، سرگودھا، راولپنڈی میں جب جانور نہیں تو وہاں سیٹیں کیسے بڑھائی جا سکتی ہیں۔ پچھلے تین سال میں 315 لوگوں کو لاہور سے دیہی علاقوں میں ڈیوٹی کے لئے بھجوایا گیا کیونکہ لاہور میں Decattling کی وجہ سے کام کم ہو گیا تھا۔ پوسٹنگ وہاں ہو گی جہاں لائیوسٹاک موجود ہے۔ ساؤتھ میں جانور زیادہ ہے تو سٹاف بھی وہاں زیادہ لگانا پڑا۔ اس کے باوجود کوشش کی گئی کہ نوے فیصد سٹاف میں سے جو جہاں تھے وہاں پر رہیں۔ اسی طرح جو بھی پروموشن ہوئی اسے ڈسٹرب نہیں کیا گیا۔ جو لوگ پوسٹنگ کے معاملے میں ڈسٹرب ہوئے وہ یا تو نئے لوگ ہیں یا وہ ہیں جو کام نہیں کرنا چاہتے ہیں یا پھر کسی انکوائری کے نتیجے میں ہوئے۔ جو لوگ نئے آئے ان میں لیڈی ڈاکٹرز کو ان کی چوائس کے مطابق گھر کے نزدیک لگایا گیا۔ جو میل سٹاف آیا ان تین سالوں میں، اسے

جہاں جہاں بھی دور لگایا ان کی لرننگ کے لئے لگایا، یہ ضروری ہوتا ہے۔ مگر اس کے لئے پوری پلاننگ کی گئی اور ٹینیور فکس کیا گیا، جو کوئی ایک خاص ٹینیور پورا کرتا ہے وہ چوائس سے نئی جگہ خود بخود چلا جاتا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ دراصل ماضی میں گھر کی پوسٹنگ کو مس یوز کیا جاتا رہا۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ لوگ تنخواہ محکمے سے بھی لیتے رہے اور پرائیویٹ کمپنیوں میں بھی کام کرتے رہے یا پھر پرائیویٹ کاروبار کرتے رہے۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ چیزوں کو بہتر کیا جائے۔ 80 فیصد لوگ ٹھیک ہو گئے، میں ان کا شکر گزار ہوں۔ جو پھر بھی نہیں سمجھا تو پھر ٹیکنیکل آفیسر نے انکوائری کی، پھر میں نے خود انکوائری کر کے فیصلہ کیا کہ انہیں سمجھ نہیں آ رہی، پھر ان کو وہاں سے ڈسلوکیٹ کیا۔ ڈسلوکیشن میں آ کر پھر 80 فیصد لوگ ٹھیک ہو گئے۔ اب وہ اپنی جگہ واپس جا رہے ہیں۔ مجھے کام چاہئے، میں نے چیزوں کو ٹھیک کرنا ہے توڑنا نہیں ہے۔ اب میں دعوے سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے محکمے کا ہر فرد اور آفیسر بھرپور محنت کر رہا ہے تاکہ غریب مویشی پال حضرات اپنی پریشانیوں سے نکل سکیں۔

ویٹرنری افسر کے جیب سے اخراجات کرنے کے سوال پر سیکرٹری لائیوسٹاک نے کہا کہ جتنی بھی سکیمیں ہیں ہر سکیم میں فوٹو کاپی سے لے کر چائے تک کے پیسے اتنے رکھے گئے ہیں کہ پچھلے سال اس کا 58 فیصد سرنڈر کیا۔ ہر سکیم کا تحصیل وائز بجٹ موجود ہے وہ ایلو کیٹ کر دیا گیا ہے۔ ایک بھی جگہ پر ایسی چیز نہیں ہوتی کہ کسی کو جیب سے خرچ کرنا پڑے۔ اگر کسی جگہ مسئلہ ہے تو بتایا جائے۔ ونڈا بیچنے بارے بات کرنے پر انہوں نے کہا کہ کمرشل ایکٹویٹی سے سٹاف ہٹا کر 136 لوگ independent اس کام پر لگا دیے گئے ہیں اور اس کے لئے incentive بھی دے دیا گیا۔ ویک اینڈز ڈسٹرب کرنے کے سوال پر انہوں نے جواب دیا کہ آف ڈیز میں نارمل وزٹ فارمز پر ہفتے اور اتوار کا ہوتا ہے۔ Saturday آن ہے اس لئے تمام اضلاع کا چیک کیا جاتا ہے اور کیا جاتا رہے گا۔ یہ یاد رہنا چاہئے کہ فارم کی ڈیوٹی چوبیس گھنٹے کی ہے۔ یہاں سٹیشن لیو کا کنسپٹ ہوتا ہے۔ اگر کوئی لیو پر ہے تو کبھی کوئی مسئلہ ہوا نہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اعلیٰ افسروں کی جانب سے جب بھی کوئی شکایت آتی ہے نوجوان افسروں کے بارے تو اس کی ہیرنگ میں ون ٹو ون کرتا ہوں۔ جس کی کوئی جائز چیز ہوتی ہے تو اسے میں ری انکوائر خود کرتا ہوں۔ اس کے باوجود اگر کسی کو کسی بھی جگہ کوئی مسئلہ ہو یا کوئی سمجھے میرے ساتھ کسی جگہ زیادتی ہوئی ہے تو وہ میرے پاس ضرور آئے۔ میرا موبائل چوبیس گھنٹے آن

رہتا ہے۔ میں اتوار کو بھی available ہوتا ہوں۔ نہ صرف وٹس ایپ گروپس چیک کرتا ہوں بلکہ SMS بھی راؤنڈ دی کلاک چلتی ہے۔لیکن میری گزارش یہ بھی ہے کہ جھوٹ نہ بولا جائے۔اب سسٹم ایسا ہے کہ سب کچھ ریکارڈ پر ہے۔ پندرہ منٹ میں ساری چیزیں سامنے آجاتی ہیں۔موبائل سے ہر چیز ٹریس ہوجاتی ہے۔اب جھوٹ بولا نہیں جاسکتا۔

پولٹری کے خلاف پراپیگنڈہ کے سوال پران کا موقف تھا کہ کمرشل پولٹری نے ہمیں پروٹین سورس کی گارنٹی دی اورشاید اس سے کم ریٹ پر پروٹین کی فراہمی ممکن نہیں۔اس کے لئے مسلسل ڈیمانڈ ہونا ضروری تھا۔مگر بدقسمتی سے کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو پروجیکٹ کرنے کے لئے ایسی ایسی چیزیں اٹیچ کردیں پولٹری سیکٹر کے ساتھ جو اسے تباہ کررہی ہے۔ میں بطور سیکرٹری لائیوسٹاک سمجھتا ہوں کہ اس سیکٹر کو ٹارگٹ کیا گیا ہے اور لوگوں کو متنفر کیا جارہا ہے یہ ساری چیزیں جانتے ہوئے کہ ان کے پیچھے لاجک نہیں ہے۔ یہ پلانڈ move ہے جو کچھ مافیا کی طرف سے چلائی جارہی ہے۔پولٹری سیکٹر پاکستان کا سب سے پرومزنگ اور پرگریسو سیکٹر ہے اور اس کی سب سے زیادہ تکلیف انڈیا کو ہے۔انڈیا ہر کوشش کررہا ہے اندر اور باہر سے کہ ہمارے ایکسپورٹ پوٹینشل کو کم کرے۔ہمیں ختم کرنا ہوگا اس کنسیپٹ کو جو ہم ہر روز کہتے ہیں کہ اتنی ڈیڈ پولٹری ہے۔اس کے لئے بتانا ہوگا کہ اگر واقعی اتنی مردہ مرغی نکل رہی ہے تو پھر ہم کیا کررہے ہیں اور اگر نہیں نکل رہی تو پھر کیوں سیکٹر کو بدنام کرکے لوگوں کو متنفر کررہے ہیں۔ یہ سب کیوں کیا جارہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت بڑی کلیرٹی کی ضرورت ہے۔کسی نے اس سے تو متنفر نہیں کیا جو ایکسپائرڈ دودھ اربوں روپے کا ماہانہ باہر سے آرہا ہے۔کیا کھاتے ہیں، کیا پیتے ہیں، پانی میں کیا ہے، دودھ میں کیا ہے، اسے بھی دیکھ لیں۔کیا آج سے سات سال پہلے جو سیمپل جرمنی میں گئے ان کا فیصلہ ہوگیا، کیا سزا مل گئی۔کیا فارمالین کوٹنگ کے ساتھ انڈیا سے سمگل ہوکر لاہور کے ہوٹلوں میں بکنے والا مٹن بند ہوگیا۔جو ہورہا ہے اس کا نقصان سیکٹر کو ہوگا اور پبلک کو بھی۔ساری چیزیں سٹینڈ سٹل پر چلی جائیں گی، انویسٹمنٹ بند جائے گی۔ پروڈکشن سسٹم ڈپریس ہوں گے۔پینک سیل شروع ہو جائے گی۔ ہر ادارے کو اپنے منڈیٹ کے مطابق چلنا چاہیئے۔میڈیا گین کرنا یا سیکٹر کو ڈینٹ ڈالنا نہیں بلکہ ویژن کے ساتھ چیزوں کو پلان کرنا چاہیئے۔ چیزوں کو ریفورمز میں لے کر آنا ٹارگٹ ہونا چاہیئے۔

انہوں نے مزید کہا کہ پولٹری کی سیل بڑھانے کے لئے Planned Move ہونی چاہیئے۔ہمیں دودھ اور گوشت کے آؤٹ لیٹس کو Revamp کرنا ہوگا۔لیکن یادرکھیں

یہ ملک شاید یورپ یک دم نہیں بن سکتا۔ ہر سال ہم عید پر اپنے بچوں کو فریش میٹ کی ٹریننگ دیتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ یہاں فروزن چکن، فروزن میٹ یا پاسچرائزڈ دودھ یا یو ایچ ٹی دودھ کی سیل فوری شروع ہو جائے۔ میرا خیال ہے ایسا نہیں ہو گا۔ لوگ فریش دودھ اور گوشت پسند کرتے ہیں۔ لاہور کی مثال لے لیں جہاں پچھلے تین سال میں کھلے دودھ کی سیل تین گنا بڑھی ہے۔ پبلک بیسٹ جج ہوتی ہے۔

ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ پرائس کیپنگ اور ملک پاؤڈر امپورٹ جیسے ایشوز کا نہ نتیجہ نکلا اور نہ ہی ہتھیار پھینکنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ جب مجبور کریں گے کہ سو والی چیز کو ساٹھ میں بیچا جائے تو پھر جو ہو گا اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ یہ سیکٹر تب چلے گا جب اسے ڈیمانڈ اینڈ سپلائی پر پہنچائیں گے اور فارمر کو کاسٹ آف پروڈکشن دیں گے۔ فارمر تب پروڈیوس کرے گا جب اس کی کاسٹ پوری ہو گی۔

نیب کے لیٹر بارے ان کا کہنا تھا کہ یہ مجھے نیب سے کمیونیکیٹ نہیں ہوا۔ ہاں غیر رسمی ذرائع سے یہ میرے تک پہنچا ہے، میں نے دیکھا ہے اسے، اس میں بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں۔ نیب میں جانے والوں کو شاید اس بات کا اندازہ نہیں کہ ایک خاص قیمت کے ٹینڈر کی تمام تفصیلات نیب کو بھجوانا ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے اور اس سلسلے میں نیب کے پاس ہمارے سارے ڈاکومنٹس آج کی تاریخ تک اپ ڈیٹڈ ہیں۔ جتنی بھی پولٹری ہم نے تقسیم کی اپنے فارم سے دی۔ بطخیں یونیورسٹی کے ذریعے لیں، انہیں ہم ادائیگی کر دیتے ہیں۔ جانور اپنے فارم سے بھی لیتے ہیں اور مارکیٹ سے ٹینڈرنگ پروسیس کے ذریعے بھی لیتے ہیں۔ جو جانور یا پرندے اپنے فارم سے دیتے ہیں اس کی باقاعدہ ادائیگی کی جاتی ہے۔ مارکیٹ سے جانور PPRA کے ٹینڈرنگ کے پراسس کے ذریعے لیتے ہیں۔ یہ جانور وزن کے حساب سے خریدے جاتے ہیں۔ اس لئے اس میں کم زیادہ ریٹ کا سوال ہی نہیں بنتا۔ اس ریٹ میں کلنگ، دس فیصد ریجکشن، دس دن تک موت، ٹرانسپورٹیشن، ڈیڑھ مہینے کی کوارنٹائن کا خرچہ، اور تقسیم کے اخراجات سب شامل ہیں۔ یہ واحد چیز ہے جس میں سپلائر کی چیخیں نکلتی ہے کہ ہر جگہ پر سختی ہوتی ہے۔ سلیکشن، خریداری، ڈسٹری بیوشن، ادائیگی سب ڈاکٹر کرتے ہیں۔ جانور جو تقسیم کرتے ہیں تین مہینے پہلے ہمارے پاس آتا ہے۔ اسے ٹیگ کرتے ہیں۔ ٹیسٹ کرتے ہیں۔ کوارنٹائن میں رکھتے ہوئے اسے ٹیم اور ٹرین کرتے ہیں تاکہ گھر میں جا کر مسئلہ نہ کرے۔ ڈیمونسٹریشن کے لئے جانوروں کو ڈسپلے میں لگایا جاتا ہے جہاں پر چھتیس گھنٹے بینیفشری اسے وزٹ کرتے ہیں۔ وہاں

نمبرنگ کی جاتی ہے اور پھر فارمر جو پرچی اٹھاتا ہے اس کے مطابق عوام اور میڈیا کے سامنے اسے جانور دے دیا جاتا ہے۔ ہر جانور جو تقسیم کیا وہ انشورڈ ہوتا ہے۔اس کے بعد جانور کی جیوٹیگنگ کی جاتی ہے۔گھر پہنچ کر جیوٹیگنگ دوبارہ کی جاتی ہے۔اس کے بچے جیو ٹیگ ہیں۔ ہر جانور کی ڈائریکٹری موجود ہے۔کسی کو شک ہے ڈائریکٹری دیکھ سکتا ہے۔اگر کسی کو شک ہے کہ بچہ جانور کا نہیں تو ڈی این اے کروا لے۔بینیفیشری کا سوفٹ ویئر موجود ہے تا کہ ٹرانسپرنسی موجود رہے۔ظاہری بات ہے زندگی والی چیز ہے،اس میں موت آجاتی ہے۔ 7 فیصد اموات acceptable ہیں سمال ریومنٹس میں، ہماری 3 فیصد ہیں۔پندرہ دن میں اگر کوئی مسئلہ ہوا تو سپلائر نے بھرنا ہے۔اس کے بعد اگر انشورنس آتی ہے تو مالک کو اس کے علاقے سے ریپلیسمنٹ لیکر دیتے ہیں اور اسے بھی جیوٹیگ کرتے ہیں۔

ویکسین میں پیپرا کو نظر انداز کرنے کے الزام بارے ان کا کہنا تھا کہ یہ ویکسین ہم نے FAO سے خریدی جس کی وجہ سے کم ریٹ ملا۔اس سلسلے میں PPRA ،محکمہ قانون اور دیگر متعلقہ اداروں سے سمری کے ذریعے لکھوا کر اجازت لی۔موٹر سائیکل اور جانوروں میں کمیشن بارے انہوں نے کہا کہ ہم نے موٹر سائیکل براہ راست ہنڈا کمپنی سے لئے جو جاپان کی کمپنی ہے۔اس میں کوئی مڈل مین شامل نہیں تھا۔اب جاپانیوں سے میرے جیسا بندہ کمیشن لے لے تو پھر بڑی بات ہے۔ہاں میں نے ان سے ضرور فائدہ لیا ہے، وہ ہر موٹر سائیکل کے ساتھ ساڑھے آٹھ لٹر پٹرول اور تین ہزار کنسیشن ہے۔ یہ تقریباً پنتالیس لاکھ بنتا ہے پٹرل کی مد میں جو سٹاف کو لے کر دیا۔ پانچ سپلائرز کا ریکارڈ چیک کرلیں، وہ پچھلے بیس سال سے اربوں کا بزنس کر رہے ہیں، وہ میری فرمز کس طرح ہوسکتی ہیں۔اس کے باوجود اگر پھر بھی کسی کو شک ہے اور کسی کے پاس کوئی ثبوت ہے تو وہ کھل کر سامنے آئے اور ثبوت لائے۔اس طرح چھپ کر وار کرنا اور بغیر دستخط کے درخواستیں دینا بزدلی کی نشانی ہے۔اگر میں نے کرپشن کی ہے تو میں اس کا دیندار ہوں بلکہ اگلے دس سال تک ان تین سالوں کا دیندار رہوں گا۔اگر میرے نیچے میرے کسی افسر نے کرپشن کی ہے تو پھر بھی میں دیندار ہوں۔ جہاں تک یہ الزام رہا کہ میں قواعد وضوابط اور قوانین کو فولو نہیں کرتا تو اس میں بھی کوئی صداقت نہیں۔ ابھی عدالتیں اور باقی ایجنسیاں موجود ہیں،لوگ جاتے ہیں، 600 رِٹ پٹیشن ہوئیں ایک بھی accept نہیں کی گئی اس کا مطلب کہیں قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

انہوں نے مزید کہا کہ میں گارنٹی سے یہ بات کرتا ہوں کہ یہ وہ محکمہ ہے جہاں کرپشن پچھلے تین سال میں ختم ہوگئی ہے۔ ہماری نوے فیصد ٹرانزکشن کراس چیک کے ذریعے ہوتی ہیں جو کہ کسی خاص بندے کے اکاؤنٹ میں جاتا ہے۔تمام سکیموں کے چیکس پبلک کے سامنے تقسیم ہوتے ہیں اس لئے یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی کو رقم نہ ملے یا کلرک تنگ کرے۔ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اب ہمارا بجٹ ڈائریکٹر کے پاس ہے جو میڈیسن کا ہوتا ہے یا وہ ہوتا ہے جو نیچے تقسیم کرنا ہو۔ ڈائریکٹر بجٹ کی تقسیم نیچے کراس چیک کے ذریعے کرتا ہے۔اس میں کرپشن ممکن نہیں۔میڈیسن کی خریداری نیشنل ٹینڈر کے ذریعے ہوتی ہے جو ہم براہِ راست پروڈیوسنگ کمپنی سے کرتے ہیں۔اس ٹینڈر میں انٹرنیشنل کمپنیاں بھی شرکت کرتی ہیں۔میڈیسن کے ٹینڈر میں یہ کنڈیشن لگائی جاتی ہے کہ اگر یہ چیز پورے پاکستان میں کسی جگہ پر بھی کم ریٹ پر سپلائی ہوئی تو وہ ریکوری کرلی جائے گی۔ میڈیسن کی ڈسپیچ ایڈمن ڈیپارٹمنٹ مانیٹر کرتا ہے۔ چیک اینڈ بیلنسز بہت زیادہ ہیں۔ سپلائی آرڈر دینے والے بھی دس ہیں اور لینے والے بھی پندرہ ہیں۔ہماری ایک ایک میڈیسن،ایک ایک وائل ریکارڈ کی جاتی ہے۔میڈیسن اور پبلک کی کاؤنٹنگ بھی اپ لوڈ ہوتی ہے ہمارے سسٹم میں۔ جہاں میڈیسن گئی اور کہاں لگی، اس کا تحصیل وائز ریکارڈ موجود ہے۔ ہر سنٹر پر اس کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے۔اگر پچاس ڈوز کی وائل دی اور ایک دو بچ گئیں یا ضائع ہوگئیں تو لکھا گیا کہ ضائع ہوگئیں۔ جو سیمن کا سٹرا پھٹ گیا تو وہ واپس آنا ضروری ہے۔FAO سے FMD کی ویکسین کی جتنی بوتلیں آئیں خالی ہونے کے بعد ان کو محفوظ کرلیا گیا ہے تا کہ کسی بھی وقت چیک کیا جاسکے۔ ہمارا اب سسٹم ایسا ہے کہ کوئی جھوٹ بول نہیں سکتا۔دس منٹ میں پتا چل جاتا ہے کہ کونسی دوائی کہاں سے نکلی، کس نے جاری کی، کس فارمر کے پاس لگی اور کتنی لگی۔لوگوں کو اس سسٹم کی ڈیمو لینی چاہئے۔اصل میں کچھ لوگوں کے سٹیکس کو نقصان ہوا ہے میں مانتا ہوں کیونکہ مڈل مین نکل گیا۔اس سے کچھ لوگوں کے ذاتی مفادات پورے نہیں ہو رہے۔کچھ لوگوں کی ریٹائرمنٹ کے بعد سپلائر اور ٹھیکیدار بننے کی خواہش بھی پوری نہیں ہوسکی۔ایسی خواہشات اب پوری ہوں گی بھی نہیں۔

ایک معاملے پر بات کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ماس ویکسی نیشن یا ماس ڈیورمنگ کا مطلب 100 فیصد جانور نہیں۔کارپٹ کا مطلب سو فیصد ہوتا ہے، کارپٹ ویکسی نیشن صرف ایک دفعہ شروع میں کی، اس کے بعد ماس ویکسی نیشن کی۔کارپٹ ڈیورمنگ کبھی

نہیں کی اور نہ ہی یہ ممکن ہے۔ ماس کا مطلب ہے بہت زیادہ یعنی بڑے پیمانے پر۔ ماس ڈیورمنگ لیبارٹری ٹیسٹ اور ٹیکنیکل ایڈوائز کے بعد سیگمنٹ اور لوڈ کے مطابق کی جاتی ہے۔ صرف اس علاقے میں کی جاتی ہے جہاں ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی پرابلم نہ ہوتو نہیں کی جاتی۔ یہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں مختلف ہوتی ہے۔ کس موسم میں انٹرنل پیراسائیٹ کو فوکس کرنا ہے اور کس موسم میں ایکسٹرنل کو، ٹیکنیکلی دیکھ کر آگے بڑھا جاتا ہے۔ یہ ایکسٹرنل پیراسائیٹ کو کنٹرول کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ کانگو کا کوئی کیس سامنے نہیں آیا پنجاب میں۔ میں نے فیڈرل گورنمنٹ کو لکھ کر کہا کہ پنجاب میں کانگو کا کوئی کیس نہیں، لکھ کر دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح ویکسی نیشن کا شیڈول ڈسٹرکٹ وائز بنوایا، میرے پاس دستخط ہیں ان ماہرین اور پروفیسروں کے جنہوں نے یہ شیڈول بنائے۔ ہر ضلع کا شیڈول مختلف بنا ہے۔ یہ واضح رہنا چاہئے کہ ڈی ورمنگ اور ویکسی نیشن ایک پلاننگ سے کی گئی۔ سب سے پہلے ڈیزیز میپنگ کی۔ پھر منرل میپنگ کی۔ اس کے بعد پراپر پلاننگ کی گئی۔ چھ یونیورسٹیوں کے پروفیسرز سے اس کے فیزز بنوائے۔ اسی لئے ڈی ورمنگ اور ویکسی نیشن فیزز میں کر رہے ہیں۔ ہم نے جہاں جہاں ویکسی نیشن اور ڈیورمنگ کی اور کتنی کتنی کی، مکمل تفصیلات سالانہ رپورٹ میں موجود ہیں، اسے ضرور پڑھ لیا جائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی کہے کہ ویکسی نیشن یا ڈیورمنگ نہیں کرنی چاہئے تو ہم کم ازکم اس کی رائے کا احترام ضرور کریں گے، وہ آگے آئے اور ہمیں گائیڈ کرے۔

کمرشل سرگرمیوں کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میں مانتا ہوں کہ یہ ہمارا کام نہیں مگر اسے کرنا ضروری تھا۔ مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو کوالٹی سٹینڈرڈ بتائے جائیں۔ اس سے مارکیٹ کو کوئی خاص فرق نہیں پڑا کیونکہ ہمارا حصہ مارکیٹ میں 1 فیصد سے بھی کم ہے۔ ہاں یہ ضرور فرق پڑا ہے کہ اب پرائیویٹ سیکٹر نے کوالٹی کو بہتر کرنا شروع کر دیا اور قیمتیں بھی نیچے آئی ہیں۔ پرائیویٹ سیمن میں تو محکمہ کے ساتھ بھی دھوکہ ہوا۔ اب ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے یہ ممکن نہیں رہا کہ کوئی دونمبری کرے یا جھوٹ بولے۔

اتھارٹی بارے ان کا کہنا تھا کہ جب نئی چیز آتی ہے تو مسائل بھی آتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود بریڈنگ اتھارٹی نے بڑا کام کیا اور مافیا کے آگے کھڑی ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ جعلی کھل بنانے والی آئل ملز اور ونڈا ملز کو بھی ہاتھ ڈالا۔ میں گارنٹی کے ساتھ کہنے کو تیار ہوں کہ پرائیویٹ سیمن میں دونمبری نوے فیصد کم ہوگئی ہے۔ اپنے کام کو آہستہ آہستہ کیا تاکہ لوگوں کے لئے facilitator کا کردار ادا کریں کہ مقصد بہتری تھا۔ ابھی کیسز

پینڈنگ ہیں کیونکہ زیادہ ایف آئی آر رجسٹر 144 پر ہوئیں۔ چونکہ اس معاملے میں باقی محکموں نے بھی invovle ہونا تھا اس لئے ٹریبونل کے ایک ممبر کا فیصلہ پینڈنگ ہے۔ اگلے چند دنوں میں یہ بھی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ہم اتھارٹی میں اس دفعہ سٹاف بھی بڑھائیں گے۔کوشش ہے کہ چیزیں مزید بہتر ہو جائیں۔

ویٹرنری ایجوکیشن بارے انہوں نے کہا کہ ویٹرنری پروفیشن اور ملک کے ساتھ مزید سنجیدگی دکھانا ہوگی تاکہ ویٹرنری ہیومین ریسورس کی پروڈکشن بہتر ہو سکے۔ چیزیں میرے ذہن میں ہیں مگر میں ایشوز کو ایک ایک کر کے پکڑتا ہوں کیونکہ بائیٹ اتنی لینی چاہیئے جتنی Swallow کی جا سکے۔ اگر میں محکمہ کی بات کروں تو ہمارے پاس سٹاف کو مرجنگ اور ریشنلائز کرنے کے بعد بھی سات سوسیٹیں زیادہ ہیں۔ اپنے ملک اور زمینی حقائق کو سمجھے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بین الاقوامی ٹھپے لگوانے کے لئے ایگزوٹک پر ریسرچ کی جاتی رہی ہے۔ہمیں گورے بابوں کے پاس جانے کی بجائے اپنے چولستان اور گاؤں کے بابے کے پاس جانا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں ویٹرنری ہیومین ریسورس کی نہ صرف پروڈکشن کو کنٹرول کرنا پڑے گا بلکہ اداروں کو Revamp بھی کرنا پڑے گا۔ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ویٹرنری ڈاکٹر کا پچانوے فیصد کردار مینجمنٹ کے ساتھ ہے، میڈیسن تو ایکسٹریم کی بات ہے۔اب ویٹرنری تعلیمی اداروں کو اپنی سمت اسی تناظر میں درست کرنی چاہیئے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ویٹرنری ڈاکٹر کی اہمیت کسی طرح سے بھی میڈیکل ڈاکٹر سے کم نہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر اسی طرح کام کیا جاتا رہا صبر کے ساتھ تو محکمہ لائیوسٹاک کی مراعات بھی محکمہ صحت کے برابر ہو جائیں گی۔مگر اس کے لئے صبر سے انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ ان کی اہمیت کا اندازہ تو ستر سال سے ہے جبکہ لائیوسٹاک کے لئے حکومت conscious ہی ابھی ہوئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس محکمہ نے کام کر کے دکھایا ہے۔آج پنجاب میں محکمہ لائیوسٹاک کو جو مقام حاصل ہوا ہے اس میں ڈی جی سے لیکر سینٹری ورکر تک سب کی محنت شامل ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ تاثر غلط ہے کہ میں ٹیکنیکل لوگوں کی ایڈوائس نہیں لیتا اور من مانی کرتا ہوں۔ڈیپارٹمنٹ کے ہر فیصلے کے پیچھے ہمارے ٹیکنیکل سٹاف کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر خوشی محمد، ڈاکٹر ممتاز، ڈاکٹر سجاد، ڈاکٹر نسیم ، ڈاکٹر افضل اور ویٹرنری یونیورسٹی کے وائس چانسلر جیسے ماہرین اور UVAS اور دیگر یونیورسٹیوں کے پروفیسروں کی رائے شامل ہوتی

ہے۔ چودہ سے زیادہ پروفیسر ایسے ہیں جن سے میں مشاورت کرتا ہوں ان سے متعلقہ معاملے پر۔ تمام متعلقہ یونیورسٹیاں اپنی inputs دیتی ہیں۔ بہت سے معاملات میں FAO کی observation ہمارے اوپر ہے۔ FAO نہ صرف ہمیں گائیڈ کرتا ہے بلکہ انہوں نے ویکسی نیشن میں ہمارے سٹاف کی پرفارمنس کو مانیٹر کر کے اسے incentive بھی دیا جس کی ادائیگی محکمہ نے کی۔ ہم نے جو پالیسی بنائی اس کو بھی سرکولیٹ کر کے تمام سٹیک ہولڈرز کی نہ صرف رائے لی بلکہ ان کی سفارشات کو شامل بھی کیا۔ پنجاب تو دور مجھے اگر کوئی ٹنڈو جام یونیورسٹی کا پروفیسر میسج کر دے تو میں اسے بھی کال بیک کرتا ہوں۔ جو ماہرین یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان کی بات نہیں سنتا تو شاید اس میں کمیونیکشن گیپ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی میرے پاس آئے گا تو کچھ سکھا کر جائے گا۔ میری گزارش ہے کہ اگر کوئی بھی ایکسپرٹ یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہماری رہنمائی کر سکتا ہے تو ایسے لوگوں کو آگے آنا چاہئے اور اپنا حصہ ڈالنا چاہئے۔ ہم ان کی ضرور ایڈوائز لیں گے۔

آخری سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد چیزیں ٹھیک چلیں گی۔ میرا بتیس سال کا تجربہ ہے کہ چیزیں نیچے آتی ہیں مگر اتنا نہیں آتیں، پبلک آنے نہیں دیتی۔ آج محکمہ لائیوسٹاک کے اٹھارہ ہزار سٹاف کو جو عزت ملی ہے وہ انہیں مجبور کرتی رہے گی کہ اسی طرح محنت سے کام کریں۔ اسی طرح ستر لاکھ لوگوں کو جو ریلیف ملا ہے، وہ بھی اس سے باہر نہیں آنا چاہیں گے۔ آج محکمہ لائیوسٹاک پر غریب لائیوسٹاک فارمر اور عوام کے بڑھتے ہوئے اعتماد کی اصل وجہ محکمہ کے عملہ کی دن رات کی محنت، سچی لگن اور بروقت مدد ہے۔ آخر میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم نے پچھلے دو تین سال میں جو کچھ بھی کیا اور جتنا بھی کیا اس کی تفصیلات پبلک کر چکے ہیں۔ ہم نے ہر شعبے کی کارکردگی کی تفصیلی رپورٹ بنائی ہے۔ لوگ تنقید ضرور کریں یہ ان کا حق ہے مگر ان رپورٹوں کو بھی پڑھ لیں اور سب سے بڑھ کر اگر وہ واقعی پروفیشن کے ساتھ Sincere ہیں تو مجھے آکر گائیڈ کریں۔

تاریخی دور کے تاریک پہلو

اس دور کے کچھ تاریک پہلو بھی ہیں جن کے حوالے سے ایک کتاب لکھی جا چکی ہے۔اس لئے اس موقع پر انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

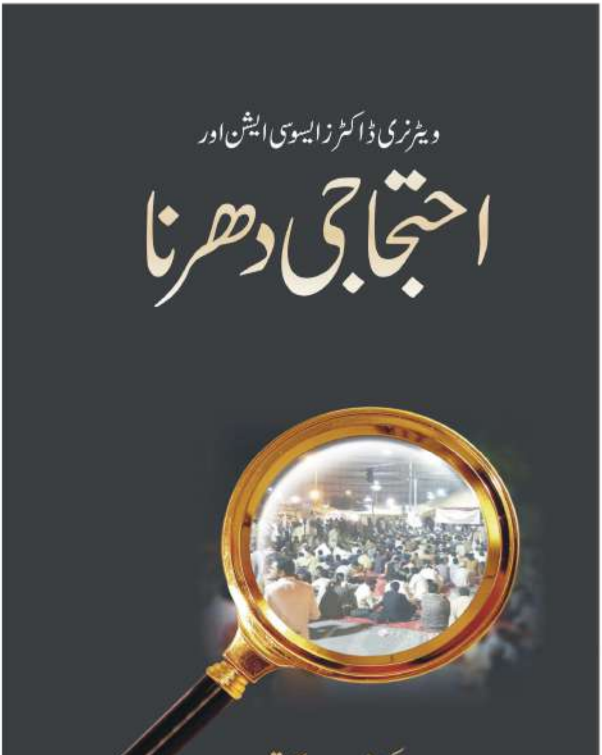

دور کے اختتام پر لکھا گیا اداریہ

نسیم صادق۔۔ سابق سیکرٹری لائیوسٹاک پنجاب

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب (ایڈیٹر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز)

اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی کے آنے یا جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ماضی کے سینکڑوں ''ناگزیر'' آج دنیا کا حصہ نہیں اور یہ سسٹم پھر بھی چل رہا ہے۔مگر اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ضرور ہوتے ہیں جن کا کوئی نعم البدل نہیں ہوتا۔ یہ اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں کے جانے سے نہ صرف فرق پڑتا ہے بلکہ یہ اپنے پیچھے الفاظ میں ڈھل کر تاریخ کا حصہ بن جانے والی سینکڑوں یادیں بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کی انقلابی کارکردگی نہ صرف یاد رکھی جاتی ہے بلکہ اس کے نتیجے میں آنے والی تبدیلیوں کا اثر بھی برسوں رہتا ہے۔سیکرٹری لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب نسیم صادق، جو کہ اب اس محکمہ کے سیکرٹری نہیں رہے، کا شمار ایسے ہی افراد میں ہوتا ہے۔ گزشتہ تین چار سالوں میں نسیم صادق نے محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ پنجاب میں جو کیا اس بارے پھر کبھی کسی مناسب شکل میں تفصیل کے ساتھ بات کریں گے لیکن ابھی یہ کہتا چلوں کہ جو بھی کیا وہ تاریخ میں ضرور لکھا جائے گا۔اس شخص کی کارکردگی کو نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان بھر سے اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد برسوں یاد رکھیں گے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان تین چار سالوں میں سب کچھ ٹھیک ہو گیا اور پنجاب میں دودھ کی نہریں بہا دی گئیں۔ایسا ممکن نہیں اور نہ ہی دہائیوں کی بگڑی چیزیں دو چار سالوں میں ٹھیک ہوا کرتی ہیں۔ ہاں ایک کام ضرور ہو گیا کہ اس دوران ایک ایک چیز کو پکڑا گیا اور اسے سیدھا کر کے کسی ایک سمت میں ڈال دیا گیا۔ برسوں سے پڑی ''گنجھلوں'' کو نکال کر ڈور کو چرخی پر لپیٹ دیا اور پھر تنائیں ڈال کر پتنگ کو بھی

اڑا دیا۔ اب یہ رہنے والوں پر منحصر ہے کہ اس پتنگ کو کتنا اوپر اڑاتے ہیں اور کتنی دیر اڑاتے ہیں۔ ہاں ایک بات بڑی واضح ہے کہ چاہتے ہوئے بھی اب اس پتنگ کو نیچے آتے وقت ضرور لگے گا اور اگر بدقسمتی سے نیچے آ بھی گئی تو دوبارہ اڑانا مشکل نہیں ہوگا کہ ڈور کو الجھتے وقت لگتا ہے۔ نسیم صادق نے ایک بنیاد بنا دی ہے، اب رہنے والوں پر منحصر ہے کہ اس بنیاد پر خوبصورت عمارت تعمیر کرتے ہیں یا پھر اس وسیع اور مضبوط بنیاد پر دھمالیں ڈالتے اور موجیں مناتے ہوئے آہستہ آہستہ اسے کچرے کے ڈھیر میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

9211 کا سسٹم اور ڈیٹا اپ لوڈنگ، موبائل ویٹرنری ڈسپنسری، موبائل لیبارٹری، بریڈ نگ اور فیڈنگ سے متعلقہ اصلاحات، فارموں کی بدلی حالت، اداروں کی ISO Certification، کولڈ چین سسٹم، پرفارمنس ریکارڈنگ، کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور دیگر انقلابی اقدامات کا ختم یا مفلوج ہو جانا اس سیکٹر کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ چیزیں ایک سمت میں ہیں، اب انہیں مزید بہتر کرنا اور انہی کی بنیاد پر کام کرنا ہی مناسب ہوگا۔ میری گزارش ہوگی کہ سسٹم کو نئے انداز سے ضرور چلایا جائے مگر کوشش کی جائے کہ پالیسی کا تسلسل نہ ٹوٹے اور جاری منصوبوں میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ جو بھی کیا جائے پہلے سے بنے سسٹم میں بہتری کی غرض سے کیا جائے۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہوگا کہ سٹاف کی دن رات کی محنت کے بغیر ان تین چار سالوں کو تاریخی قرار دینا ممکن نہیں تھا۔ اس سنہری دور میں سٹاف نے ایک ٹیم کی حیثیت سے کام کیا۔ اپنی کارکردگی کی بنیاد پر پنجاب کے حکومتی حلقوں کے ساتھ ساتھ قومی سطح پر اور سب سے اہم معاشرے میں محکمہ اور سٹاف نے جو مقام حاصل کیا ہے، اسے قائم رہنا چاہئے۔ امید ہے کہ یہ ٹیم مستقبل میں بھی اسی جذبے کے ساتھ اپنے کام کو اسی انداز سے جاری رکھے گی۔ آخر میں اپنی سابقہ ٹیم کے لئے نسیم صادق کا پیغام

Dear Team Members,

My words can never be enough to praise the noble work of all of you as team members with all of your dedication, commitment and

professionalism. The public trust earned in return shall be the greatest asset of all of us. In the process, we must have come to know the satisfaction, dedicated public service delivery bestows upon us. While departing from you, my family, I hope and pray that you will continue to serve livestock farmers with same zest and zeal.

Regards

Nasim Sadiq

آخر میں چند گزارشات

یہ کبھی بھی ممکن نہیں ہوتا کہ دہائیوں تک چیزیں خراب کرتے رہیں اور انہیں کبھی ٹھیک کرنے کی بھی کوشش نہ کریں؛ اور پھر جب کبھی کوئی آکر بہتر کرنا چاہے تو اس سے سب کچھ بہترین کرنے کی توقع کریں جبکہ اس کے پاس وقت بھی کم ہو۔ ان حالات میں سب کچھ ٹھیک نہیں ہوا کرتا، ہاں بہتری کے لئے راہ ضرور ہموار ہو جاتی ہے۔ اس دوران غلطیاں بھی ہوتی ہیں مگر مجموعی طور پر فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اب جو لوگ چاہتے ہی نہیں کہ بہتری آئے یا جن کے لئے خراب حالات ہی بہتر ہوتے ہیں وہ ان غلطیوں کو بنیاد بنا کر ایسے وقت کے خلاف اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اسے تباہ کن ثابت کر کے حالات کو ماضی میں دھکیلنے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ جبکہ وہ لوگ جو دل سے بہتری چاہتے ہیں، وہ بہتری کے لئے ہموار کی گئی راہ پر چلتے ہوئے چیزوں کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس تاریخی دور میں کوئی ایسا شعبہ نہیں جس پر کام نہ کیا گیا ہو۔ سٹاف ہو یا ریکارڈ کیپنگ، قانون سازی ہو یا اس پر عملدرآمد، بریڈنگ ہو یا نیوٹریشن، ویکسین اور ادویات ہوں یا ان کی سپلائی، لائیوسٹاک فارمز ہوں یا پولٹری کا شعبہ، تشخیصی لیبارٹریاں ہوں یا ٹریننگ سینٹر، ہر چیز کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی گئی۔ کام ہوا اور ڈٹ کر ہوا؛ ڈنکے کی چوٹ پر ہوا اور سب کو نظر آنے والا ہوا۔ انہی لوگوں نے کیا جو دہائیوں سے محکمہ کا حصہ تھے، وہ الگ بات کہ کچھ نے دل سے کیا اور کچھ سے کروا لیا گیا۔ ایسا ممکن نہیں تھا کہ ہر چیز ٹھیک ہو جاتی ہاں لیکن اتنا ضرور ہو گیا کہ چیزیں درست جگہوں پر رکھ کر ایک سمت کی جانب کر دی گئیں۔ ایسا سمجھ لیں کہ ایک سٹیشن تھا جس کے مال خانے میں پرانی بوگیاں، لائنیں، انجن وغیرہ پڑے تھے۔ اس دور میں پٹڑی سیدھی کر کے، نٹ بولٹ کس کے، بوگیاں جوڑ دیں؛ پٹڑی پر چڑھا کر آگے انجن لگا دیا اور سٹارٹ کر کے ٹرین کو چلا دیا۔ اب رہنے والوں پر منحصر ہے کہ اس ٹرین کو پٹڑی سے اتارتے ہیں یا اس کی رفتار کو تیز کرتے ہیں۔

بہت اہم یہ ہے کہ محکمہ لائیوسٹاک پنجاب میں ان چارسالوں میں جو بہتری آئی، نہ صرف وہ قائم رہے بلکہ یہ آگے بڑھے۔اس میں بنیادی ذمہ داری حکومت پنجاب کی ہے۔اسے قائم رکھنے اور مزید بہتری کے لئے ضرورت ہے فنڈز کی۔حکومتِ پنجاب کو اگر پبلک ہیلتھ سیفٹی اور فوڈ سیکیورٹی کی فکر ہے تو اسے اس شعبہ کو ترجیح دینا ہوگی۔ بہت ضروری ہے کہ جس طرح اس دور میں محکمہ کو پیسے ملتے رہے بالکل اسی طرح مستقبل میں بھی ملتے رہیں اور جو منصوبہ جات شروع ہوئے وہ چلتے رہیں۔اس کے ساتھ ساتھ محکمہ کو چلانے کے لئے ڈرائیونگ فورس کی ضرورت ہے، وہ ڈرائیونگ فورس جس نے ان چارسالوں کو تاریخی بنایا۔چن کر کام کا افسر لگایا جائے جو اسی طرح کام کروائے اور جہاں سے محکمہ کو چھوڑا ہے اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید بہتری کی کوشش کرے۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ افسر ملتے نہیں۔ بے شمار محنتی اور ذمہ دار افسر موجود ہیں جو کام کرنا چاہتے ہیں، وہ الگ بات ہے کہ ایسے لوگ ہمیں پسند نہیں ہوتے۔

دوسری ذمہ داری سٹاف کی ہے۔اپنے ذاتی مفادات، اپنی انا اور اپنی عداوتوں کو ایک طرف رکھتے اور قومی مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے سٹاف کے ساتھ ساتھ دیگر سٹیک ہولڈرز کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا اور دل سے کرنا ہوگا کہ کیا بہتری چاہتے ہیں یا پرانے والے ماحول کی خواہش ہے۔اگر ہمیں پرانے والا ہی ماحول چاہئے تو پھر ٹھیک ہے، سب اپنا اپنا کام کرتے رہیں، وقت ہر کسی کا فیصلہ کردے گا۔ہاں اگر بہتری چاہتے ہیں تو پھر ضروری ہوگا کہ اتنی محنت سے محکمے میں جو چیزیں بہتر کی گئی ہیں انہیں خراب نہ ہونے دیا جائے اور آگے بڑھا جائے۔

ایک بات یاد رکھیں اگر افسر یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے کام کرنا ہے اور اسی طرح کرنا ہے جس طرح اس دور میں ہوا تو پھر اوپر چاہے کوئی بھی آجائے اور فنڈز چاہے جتنے بھی ملیں، بہت مشکل ہوگا کہ حالات پرانے ڈگر پر چل پڑیں۔ہاں ایک اہم بات کہ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پرانا دور بہت اچھا تھا اور نسیم صادق نے آکر سب کچھ خراب کردیا، تو پھر قدرت پر چھوڑتے ہیں کہ فیصلہ کرلے۔دوسری جانب اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پرانا سسٹم بہت خراب تھا اور نسیم صادق نے آکر مزید تباہی مچائی تو یہ بھی حوصلہ افزا بات ہے کہ اب تو نسیم صادق نہیں ہے؛ اب اسے ٹھیک کرلیں۔لیکن اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس دور میں واقعی بہتری آئی ہے تو پھر چیزوں کو خراب نہ ہونے دیں اور انہیں مزید بہتر کریں۔جن لوگوں نے بہتری میں حصہ ڈالا ہے؛ آپ اگر حصہ نہیں ڈال سکتے، تو کم از کم مستقبل

میں ان کی حوصلہ افزائی ضرور کریں۔ اگر کوئی شخص غلط کرتا ہے یا سسٹم کو خراب کرنا چاہتا ہے یا کام کرنے والے بندے کو Victimize کرتا ہے تو اس کے خلاف سٹینڈ لیں۔

آج محکمہ کے پاس اپنی پالیسی ہے۔ متحرک، پرجوش سٹاف پر مشتمل ٹیم محکمہ کا حصہ ہے۔ سروس ڈلیوری کے لئے موبائل انفراسٹرکچر، ریکارڈ کیپنگ کے لئے بہترین نظام، ویکسین پروڈکشن کے لئے جدید سہولیات پر مشتمل یونٹ، اس کی سپلائی کے لئے سٹیٹ آف دی آرٹ کولڈ چین سسٹم، ISO Certified سیمن پروڈکشن یونٹ، پنجاب بھر کی فعال لیبارٹریاں اور بیماریوں کا بہت بڑا ڈیٹا، ہر شعبہ بہتر انداز میں موجود ہے۔ فارموں کی حالت بدل چکی ہے۔ بریڈنگ، نیوٹریشن سمیت دیگر شعبوں میں قانون سازی کی بدولت اختیارات مل چکے ہیں۔ پنجاب کی ہر پوکٹ میں سروس پہنچ چکی ہے۔ محکمہ کی سروس ڈلیوری پنجاب کے اداروں میں نمبر ایک پر ہے۔ سیاسی، حکومتی اور انتظامی حلقے محکمہ کی کارکردگی سے خوش ہیں۔ فارمر سے کھویا ہوا رابطہ بحال ہو چکا ہے۔ محکمہ کی ایک پہچان اور سماجی حیثیت ہے۔

اب یہ سٹاف پر منحصر ہے کہ وہ اس تبدیلی کو قائم رکھتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں اور اس میں مزید بہتری لاتے ہیں یا ان تبدیلیوں کو آہستہ آہستہ مفلوج کرتے ہوئے محکمے کو پرانے ڈگر پر لے جاتے ہیں۔ ہم بہتری کی ہمیشہ امید رکھیں گے اور اس کے لئے آواز بھی اٹھاتے رہیں گے۔

قصور کے ایک گھرانے سے تعلق جہاں بچپن ہی سے کتابوں اور قانون کی باتوں میں وقت گزرنے سے اگرچہ قانون دان بننے کی خواہش تو موجود رہی مگر مزاج سے مطابقت نہ رکھنے کے باعث سائنس کے مضامین ہی کو ترجیح دی گئی۔ ابتدائی تعلیم قصور اور کچھ حصہ لاہور سے مکمل کرنے کے بعد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے شعبہ ویٹرنری سائنسز سے ڈگری حاصل کی۔

اگرچہ پہلی کتاب انٹرمیڈیٹ کے بعد لکھی جسے خالد پبلشرز (پائیلٹ سپرون آئینہ) نے چھاپا مگر اخبارات میں لکھنے کا باقاعدہ آغاز یونیورسٹی دور کے آخری دو سالوں میں کیا جس کے بعد سے اپنی پہچان بطور کالم نگار اور ویٹرنری تجزیہ نگار بنانے کی کوشش کی۔ ابھی ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز کا ایڈیٹر ہوں اور روزنامہ نئی بات میں ”مضامینِ نو“ کے عنوان سے کالم لکھتا ہوں۔

پاکستان کے کسی بھی اخبار یا اخباری سرگرمی سے میرا روزگار وابستہ نہیں۔ صحافت اور کالم نگاری میرا شوق ہے اور اس شوق کو بطور مشن لیتے ہوئے چل رہا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں کہ جو لکھا جائے نیک نیتی سے لکھا جائے اور مقصد اصلاح، آگاہی اور تبدیلی کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40- اُردو بازار، لاہور۔
فون: 37223584 ، 37232336 ، 37352332
www.ilmoirfanpublishers.com
ilmoirfanpublishers1@gmail.com
www.facebook.com/ilmoirfanpublishers

Follow Dr. M Jassar Aftab on Facebook www.facebook.com/MJassarAftabOfficial